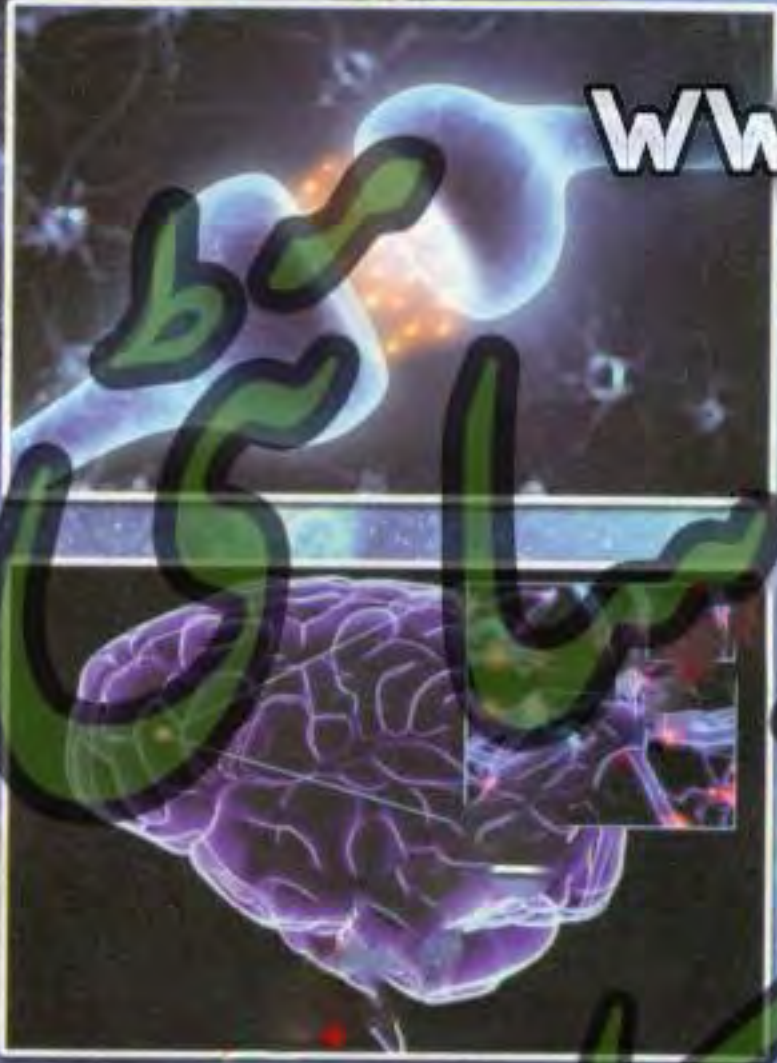


روحانی ڈائجسٹ

37
06

مئی ۲۰۱۵ء

WWW.PAKSOCIETY.COM


موت کے بعد زندگی کے سائنسی ثبوت ہیں۔

انسانی شعور موت کے بعد بھی کائنات میں موجود ہے۔

کائنات میں فزکس انسان کے باطنی کیمیا کی تلاش میں....

پاک سوسائٹی

ڈاٹ کام

WWW.PAKSOCIETY.COM


اس QR Code کو اپنے اسمارٹ فون سے Scan کیجیے
اور براہ راست روحانی ڈائجسٹ کی ویب سائٹ پر آئیے۔

www.roohanidigest.net

قیمت 80 روپے

مئی ۲۰۱۵ء

روحانی ڈائجسٹ

جلد: 37 شماره: 6

مئی 2015ء / رجب 1436ھ

فی شماره: 80 روپے

ماہنامہ
روحانی ڈائجسٹ
کراچی

ممبر: آل پاکستان نیوز پیپر سوسائٹی

سالانہ خریداری کی شرح
پاکستان (بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک)..... سالانہ 850 روپے
بیرون پاکستان کے لیے..... سالانہ 170 امریکی ڈالر

خط کتابت کا پتہ

1/7-D, 1، قلم آباد کراچی 74600

پوسٹ بکس 2213

فون نمبر: 021-36685469

فیکس: 021-36606329

ای میل / فیس بک / ویب سائٹ

rohanidigest@yahoo.com

digest.rohani@gmail.com

facebook.com/rohanidigest

www.rohanidigest.net

سرپرست اعلیٰ

ابداً الحی و قلیدراً باباً اولیاً

چیف ایڈیٹر

خواجہ شمس الدین عظیمی

نیجنگ ایڈیٹر

ڈاکٹر وقار یوسف عظیمی

بہا ایڈیٹر - سرہنی یونیورسٹی

اعزازی معاون

سہیل احمد

پبلشر: پرنسپل ایڈیٹر: ڈاکٹر وقار یوسف عظیمی، نیشنل ایجوکیشنل سوسائٹی، کراچی

خط و اشاعت: 1/7-D، قلم آباد کراچی 74600

Scanned By Amir

59



روحانی ناگہر

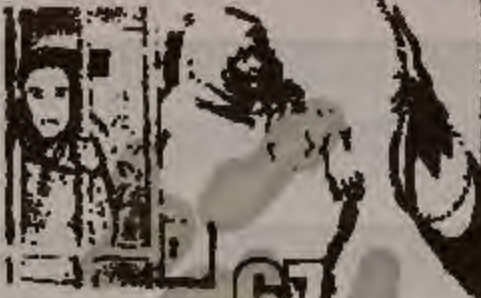
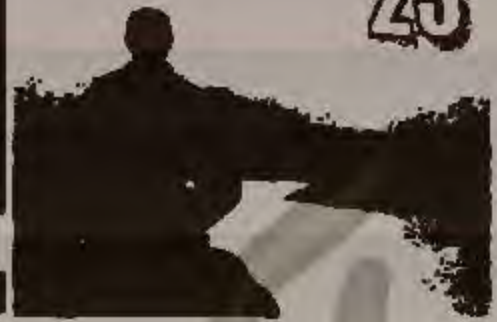


روحانی ناگہر کی کہانیاں

17



23



67



اس ماہ بطور خاص.....

روح کا انتقام

برصغیر میں پہلی بیٹوں، شیریں فرہاد، بیہ راغجہ کی داستانیں زبانِ نردعام ہیں اسی طرح "عمر لین جین" کی کہانی ایک لینگت لینڈ کی مشہور نوک داستانوں میں سے ایک ہے، تین سو پچاس برس آزر جانے کے باوجود بھی یہ کہانی ایک لینگت لینڈ میں ہر خاص و عام کو یاد ہے،

59..... ❖❖❖

ٹو اب یا گناہ

معاشرے کی بے انصافیوں میں جکڑے ہوئے ایماندار اور مخلصی نوجوان کا دردناک قصہ۔

67..... محمد علی جمال زاہد

عقل حیران ہے، سائنس خاموش ہے....

ناسٹر ڈیسس۔ وہ شخص جو آنے والا کل دیکھ سکتا تھا

سولہویں صدی میں کبھی کبھی حیران کن پیشین گوئیاں

39..... ❖❖❖

زمان و مکان کے تانے بانے میں.... روح کی تلاش

موت کے بعد زندگی کے سائنسی ثبوت۔

انسانی شعور موت کے بعد بھی کائنات میں موجود رہتا ہے۔
کو انہم فوکس انسان کے باطنی وجود کی تلاش میں....

ابن دمی..... 15

ہم کون ہیں....؟

ان قوموں سے سبق لیا جائے جو اپنی شناخت پر فخر کرتی تھیں۔
وسعت اللہ خان..... 29

غلط زبان گو اور ابد تہذیب زبان نامنظور

اردو کسی زبان کا نام نہیں، اردو ایک تہذیب کا نام ہے۔

رشا علی عابدی..... 35

ماسٹر فلٹیس

مغربی دنیا میں ماسٹر فلٹیس کی ٹیکس تو بہت تیزی سے

عملی زندگی میں لٹایا جا رہا ہے۔

شہابینہ جمس..... 23



- www.PAKSOCIETY.COM
- نور الہی نور نبوت.... اللہ اور اس کے رسول کا فرمان.... 08.... خواجہ شمس الدین عظیمی
- صدائے حس.... انسانی زندگی مادی جسم کے فنا ہونے کے بعد ختم نہیں ہوتی۔ خواجہ شمس الدین عظیمی 09...
- حق الیقین.... یقین، توکل اور استغفار نے والوں کو بھی خوشی اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ ڈاکٹر وقار یوسف عظیمی 11...

51



کیا آپ یقین کریں گے کہ سینکڑوں کلوزنی پتھر پانی پر حیر سکتا ہے...؟ یقین
یہ حقیقت ہے یہ کون کر امت نہیں بلکہ قدرت کا ایک عجوبہ ہے۔

حرامیم.... مصیبت یہ تھی کہ میں جہاں بھی نظر ڈالتا تو مجھے جرائم کی صورت میں موت نظر آتی.... گل نوخیز اختر 35

75.... جیلانی بانو



83.... گور بخش سنگھ

مستی حسابتی زندگی.... زندگی کا ایک رشتہ یہ بھی ہے۔ آپ بیتی کہانیوں پر مشتمل سندھ.... 99

دوران ملازمت مسائل کو فہم و فراست سے دور کریں.... سحرش شہزاد 107



111

بچپن کے کسی واقعے کے انسان پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔



115.... صائمہ علی

تھوڑی سی سمجھداری سے ساس بھوکار رشتہ مثالی ہو سکتا ہے....

تھائی رائیڈ گلیٹنڈ بچوں کی صلاحیت پر اثر انداز ہوتے ہیں.... راشدہ عفت میموریل کمپن قائمیت 125

پلاسٹک کی اشیاء کا محفوظ استعمال.... غیر معیاری پلاسٹک احوالیاتی آلودگی کا سبب.... سارہ اسد 127



55

علائے المؤمنین

دلچسپ خبریں، حیرت انگیز واقعات اور ایجابات

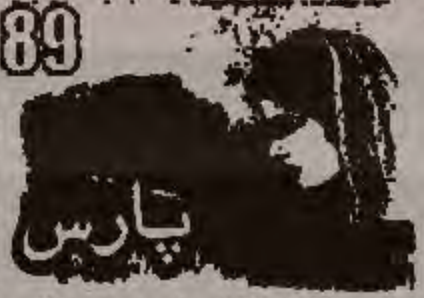
یہ ہے پاکستان

89



179

سکھ مذہب کا مقدس ترین مقام....



پارس

ایک فری قی کہانی جسے روحانی رہسوں پر چلنا تھا۔

Scanned By Amir



151

بالوں کی چمک اور مضبوطی برقرار رکھنے کے لیے چند کارآمد نسخے۔

درخشاں مقصود... 151

محمد عمران مغل... 135

رباعہ امین... 139

ردا جبار... 147

بلوغت کا نازک اور حساس دور... تربیت اولاد...

دار چینی... ذائقہ بھی، علاج بھی...

کسیرا... ایک منفرد سبزی...



131

فیٹنس سے مراد وہ حالت ہے جب کسی کو کسی مسئلے کا حل مل رہا ہو۔ جس کے باعث اس کے اندر مایوسی اور ناامیدی کے جذبات پروان چڑھنے لگتے ہیں۔ کشور کنول... 131

طبعی مشورے... برص کی علامات اور علاج... حکیم عادل اسماعیل... 153

کھر کا معالج... ایسے مسائل جن کا حل ہمارے دامن میں موجود ہے... 155

اشرف پانچویں کے ٹوٹکے... بھڑم بھڑم کی شش کام آنے والے گھر ٹوٹنے... اشرف سلطانہ... 157

کیفیات مسراقبہ... مراقبہ کے دوران مختلف کیفیات کا احوال... 163

143

دینی کھانوں کو لذت دینے کے علاوہ بے شمار فلاحیت کا بھی حامل ہے۔ دینی ہاضم ہونے کے باعث کھانوں کو ہاضم کرنے میں معاون ہے۔ شائستہ سلیم... 143

خطبات عظمیٰ... دنیا میں ایسا کوئی عمل نہیں جس کی بنیاد میں تحقیق و سماش موجود نہ ہو... 166

قرآنی انسائیکلو پیڈیا... قرآنی الفاظ کی تشریحات... 169

روحانی سوال و جواب... روحانی سائنس سے متعلق سوالات کے جوابات... خواجہ شمس الدین عظیمی... 171

بچوں کا روحانی ڈائجسٹ... بچوں کے لیے کہانیاں، لطیفے اور پیریلیاں... 183

روحانی ڈاک... آپ کے مسائل کا حل ڈاکٹر و قریوسف عظیمی کے قلم سے... 199

173

رضوانی
انجمن کربلا



117

صحت مند زندگی

جسم کے عجائبات



دل

159

قطرے سے گہر ہونے تک

جسم کے جسمانی پہلو، جسمانی اجسام سے منتخب تحریر

زندگی میں بہتری لانے کا نام

انسانی جسم کی پہلی، سب سے لہنی زبانی

Scanned By Amir





مومن تو وہ ہے، جب خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈرتے ہیں اور جب انہیں اسکی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے پروردگار پر توکل رکھتے ہیں۔ (سورۃ انفال: 2)

اگر خدا تمہارا مددگار ہے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون ہے کہ تمہاری مدد کرے؟ اور مومنوں کو چاہیے کہ خدا ہی پر بھروسہ کریں۔ (سورۃ آل عمران: 160)

توکل یہ ہے کہ بندہ اپنے تمام معاملات اللہ کے سپرد کر دے، لیکن اس سے مراد یہ نہیں کہ کسی کام کے لیے جدوجہد اور کوشش نہ کی جائے اور چپ چاپ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھ رہا جائے۔ یہ خوش گمانی پالیسی ہے کہ اللہ کو جو کچھ کرنا ہے وہ خود کر دے گا۔ یہ الفاظ دیگر مقدر میں جو کچھ ہے وہ ہو کر رہے گا۔ ایسا کرنا توکل کے سراسر منافی ہے۔ دراصل توکل نام ہے کسی کام کو پورے ارادہ و عزم اور کوشش و تدبیر کے ساتھ انجام دینے اور یہ یقین و اعتماد دل میں نہاں رکھنے کا کہ اگر اس کام میں خیر و برکت اور بھلائی ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں ضروری کامیابی عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں کہ "اور آپس میں کام کا مشورہ کرو اور جب (کسی کام کا) عزم مصمم کرو تو خدا پر توکل رکھو چھٹک۔ خدا توکل رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے"۔ (سورۃ آل عمران: 159)

توکل اختیار کرتے وقت رسول اللہ کے فرمان کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ "اونٹ کو اکیلا چرنے کے لیے گھنٹا باندھ کر توکل پر چھوڑو اور ایسے موقعوں پر ممکن العمل تدابیر اختیار کرنے سے درگزر نہ کرو۔" (سنن ترمذی)

تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا ذہن یہی تھا کہ وہ ہر معاملے میں اللہ پر بھروسہ کرتے تھے اور ہر آزمائش میں ثابت قدم رہتے تھے۔ انبیائے کرام علیہم السلام جب کسی چیز کے متعلق سوچتے تو اس چیز کے اور اپنے درمیان کوئی رشتہ براہ راست قائم نہیں کرتے تھے۔ ہمیشہ ان کی طرز فکر یہ ہوتی تھی کہ کائنات کی تمام چیزوں کا اور ہمارا مالک اللہ تعالیٰ ہے.... جب ان کی یہ طرز فکر ہوتی تھی تو ان کے ذہن کی ہر حرکت میں پہلے اللہ کا احساس ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہی ہمیشہ محسوس کے ان کا مخاطب اور ہمہ نظر قرار پاتا تھا.... قانون کی رو سے اللہ تعالیٰ کی صفات ہی ان کا احساس بنتی تھی.... اور ان کا ذہن اللہ تعالیٰ کی صفات کا قائم مقام بن جاتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "اگر تم لوگ اللہ پر یقین کے ساتھ توکل کرو (جس طرح توکل کرنے کا حق ہے) وہ تمہیں اسی طرح روزی دیتا ہے جیسے پرندوں کو روزی دیتا ہے کہ وہ صبح جب روزی کی تلاش میں نکلتے ہیں تو ان کے پیٹ خالی ہوتے ہیں اور شام کو جب اپنے حوٹیلے میں واپس آتے ہیں تو ان کے پیٹ بھرے ہوتے ہیں۔"

(جامع ترمذی ابن ماجہ، مسند احمد)

مثلاً علیٰ حسن

دن، ہفت ماہ و سال پر محیط جس زمانی وقفے کو زندگی کا نام دیا جاتا ہے اس کا تعلق دراصل مادی مظاہر سے ہے۔ جب یہ مادی وسائل مفقود ہو جاتے ہیں اور ہنسا بولنا، چلتا پھرتا گوشت پوست کا پتلا ماسکت و بے حس ہو جاتا ہے اور زندگی کے آثار ختم ہو جاتے ہیں تو ہم اسے مردود قرار دے دیتے ہیں حالانکہ اس مردہ جسم میں ہر عضو موجود ہے جو مرنے سے پہلے جسم میں موجود تھا۔ دماغ، پھپھڑے، گردے، خون ہونے کے باوجود جسم میں حرکت باقی نہیں رہتی۔ اس حقیقت کے پیش نظر یہ ماننا پڑے گا کہ جسم میں ضرور کوئی تبدیلی ہوئی ہے جس کی وجہ سے جسم کے تقاضے ختم ہو گئے ہیں۔ انسان موت زیت میں رو د بدل ہو رہا ہے۔ زیت کو سمجھنے کیلئے ہمارے پاس وہ اعمال و افکار اور حرکات و سکنات ہیں جو ہم زندگی بھر کرتے رہتے ہیں۔ حرکت جسمانی وجود کے ساتھ ہوتی ہے اور ایسے ایسی حالت بھی طاری ہوتی ہے کہ جسمانی وجود معطل ہو جاتا ہے لیکن حرکات و سکنات لہتی پوری رہتی ہیں۔

انسانی زندگی کا دار و مدار محض اور محض اطلاع یا خیال کے اوپر ہے۔ ہم جب زندگی میں کام کرنے والے تقاضوں کا تجزیہ کرتے ہیں تو آکٹانف ہوتا ہے کہ دراصل زندگی میں کام آنے والا ہر جذبہ ایک خبر یا اطلاع ہے۔ زندگی کا کوئی رخ ہو، صحت مندی کا رخ ہو، بیماری کا ہو، پریشانی کا ہو، خوشی کا ہو، احساس کمتری یا احساس برتری کا رخ ہو۔ یہ تمام اعمال، حشرات و جذبات وغیرہ خیالات کے تابع ہیں۔

کوئی بھی اطلاع یا کسی بھی شے کا علم یا وقت ہمیں لازمانیت سے موصول ہوتا ہے اور یہ ہی لازمانیت نت نئی اطلا میں زمانیت (وقت) کے اندر ارسال کرتی رہتی ہیں۔ لازمانیت موجودات یا کائنات کی بیس Base ہے۔ اگر ہم لازمانیت کو ایک نقطہ سے تشبیہ دیں تو اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ نقطہ میں کائنات کا کجائی پروگرام نقش ہے۔ لہروں کے ذریعہ اس نقطہ سے جب کائنات کا کجائی پروگرام نشر ہوتا ہے تو انسان کے حلقہ سے نکلتا اور بکھرتا ہے، بکھرتے ہی ہر لہر مختلف شکلوں اور صورتوں میں ہنسی بولتی، چلتی پھرتی، گاتی بجاتی، تصویر بن جاتی ہے۔

انسانی زندگی کا دار و مدار اطلاع پر ہے۔ موت کے بعد بھی اطلاعات کا سلسلہ جاری رہتا ہے، مرنے کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ آدمی کا وجود تھمیل ہو گیا یا آدمی بنیادی طور پر ختم ہو گیا۔ موت کا مطلب یہ ہے کہ انسانی جسم کا رشتہ رون سے منقطع ہو گیا۔ مرنے کا مفہوم یہ لیا جاتا ہے کہ آدمی ختم ہو گیا ہے، حالانکہ انتقال ہونے کا مطلب ختم ہونا

نہیں بلکہ آیت عالم سے دوسرے عالم میں منتقل ہو جاتا ہے۔ یعنی آدمی گوشت پوست کے جسم کو چھوڑ کر دوسرے عالم میں منتقل ہو گیا۔ لفظ مرنے کا ترجمہ بھی امر ہونا ہے۔ کسی صاحب علم ہستی کا قول ہے کہ

”موت روشنی کو ختم کرنا نہیں ہے، یہ صرف چہرے کو بجھانا ہے کیونکہ صبح ہو گئی ہے۔“

انسان کی زندگی مادی جسم کے فنا ہونے کے بعد ختم نہیں ہوتی۔ آدمی جب مر جاتا ہے تو دراصل وہ غیب کی اس دنیا میں چلا جاتا ہے جہاں اس کے اوپر سے زمان اور مکاں کی پابندیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ انسانی روح موت کے بعد مادی جسم کو خیر باد کہہ کر روشنی کا بنا ہوا جسم اختیار کر لیتی ہے اور روشنی کے جسم کے ذریعے اس کی حرکات جاری رہتی ہیں۔ اس کی مشاں خواب کی حالت ہے۔ خواب میں مادی حواس روشنی کی دنیا میں کام کرنے والے حواس سے مغلوب ہو جاتے ہیں لیکن ختم نہیں ہوتے۔ اس وقت ہماری کیفیات موت سے مشابہت رکھتی ہیں۔ لیکن جب مادی جسم کے حواس پر روشنی کے جسم کے حواس کا اس طرح غلبہ ہو جائے کہ مادی حواس کا روشنی کے حواس پر دوپہرہ غالب آنا ممکن نہ ہو تو مادی جسم تعطل کا شکار ہو کر بیکار ہو جاتا ہے اسی کا نام موت ہے۔

اب ہم یوں کہیں گے کہ آدمی اس عارضی زندگی کو چھوڑ کر ایسے عالم میں چلا گیا ہے جہاں اسے دنیا سے زیادہ حواسِ عرصے تک رہنا ہے۔ مرنے کے بعد بھی آدمی ان جذبات و احساسات میں زندگی گزارتا ہے جن جذبات و احساسات میں اس دنیا میں زندگی گزار چکا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ یہ گوشت پوست کا جسم مٹی بن جاتا ہے اور روح اس گوشت پوست کے جسم کو چھوڑ کر عالمِ اعراف میں ایک اور دنیا بھر جاتی ہے۔

تجرباتی دنیا یہ ہے کہ انسان کہیں سے آتا ہے یعنی وہ پہلے سے کہیں موجود تھا جب وہاں کی موجودگی ختم ہوئی تو اس دنیا میں پیدا ہو گیا یعنی اس دنیا میں آنے سے پہلے اس پر موت وار د ہوئی، پھر موت وار د ہوئی پھر پیدا ہوا۔ اس دنیا سے جانے کے بعد دوسری دنیا میں پیدا ہوا۔ اس کا منطقی استدلال یہ ہوا کہ اس دنیا میں آنے سے پہلے بھی ہم کہیں پیدا ہوئے تھے یعنی موت سے زندگی پیدا ہوئی اور زندگی سے موت پیدا ہوئی، اس کو اس طرح بھی کہا جاسکتا ہے کہ موت زندگی میں داخل ہوئی اور زندگی موت میں داخل ہو گئی۔ زندگی سے موت کا پیدا ہونا اور موت سے زندگی کا پیدا ہونا یا زندگی کا موت میں داخل ہونا اور موت کا زندگی میں داخل ہو جانے کا پیر و سس یہ ظاہر کرتا ہے کہ کوئی ایسی ہستی ہے جو اس پر اسس کو جاری رکھے ہوئے ہے اور نیچے کسی تہیابی اور تعطل کے جاری رکھے ہوئے ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: موتوقبل ان تصوتو ”مر جاؤ مرنے سے پہلے“۔ (مشکوٰۃ)

مر جاؤ مرنے سے پہلے کا مطلب یہ بھی ہے کہ اس زندگی میں رہتے ہوئے مرنے کے بعد کی زندگی سے واقفیت حاصل کر لو۔ جب کوئی بندہ مادی زندگی میں مرنے کے بعد کی زندگی سے آشنا ہو جاتا ہے تو غیب کی دنیا اس کے مشاہدے میں آجاتی ہے، قبر انسانی میں ایسی روشنی موجود ہے جو کسی ظاہر کے باطن کا کسی حضور کے غیب کا مشاہدہ کر سکتی ہے۔ سیدنا حضور ﷺ کا ارشاد ہے: اتقوا فراتہ السومن فانہ ينظر بنور اللہ

مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ (جامع ترمذی)

بالفاظ دیگر انسانی ذہن پر یہ بات منکشف ہو جاتی ہے کہ حیات کی ابتداء کہاں سے ہوئی ہے اور انتہا کہاں تک ہے۔ جب ہم ابتداء اور انتہا پر نظر کرتے ہیں تو منکشف ہوتا ہے کہ ہر ابتداء، انتہا تک پہنچنے کے لئے قائم ہے۔



ذہنی دباؤ، اسٹریس، ٹینشن اور ڈیپریشن انسانوں کے لیے کوئی نئے نئے عرصے نہیں تھا۔ آج سے سو سال، دو سو سال، پانچ سو سال پہلے بھی لوگ روزی روزگار کے حصوں میں دشواریوں، کاروباری نقصانات، خاندانی مسائل، جذباتی وجوہات، حادثات، صدمات، مقابلہ آرائی میں ناکامی جیسی وجوہات سے ذہنی دباؤ میں اور اسٹریس میں مبتلا ہو جاتے تھے۔ اسٹریس کے نتیجے میں لوگ کم خوابی یا بے خوابی اور دیگر ذہنی وجہاتی امراض میں بھی مبتلا ہوتے تھے۔ ماضی کے مختلف ادوار میں انسان کے پاس وسائل محدود تھے۔ آرام و آسائش کی چیزیں بہت کم تھیں لیکن پھر بھی ان ادوار میں عام طور پر لوگ سکون کی دولت سے مالا مال تھے، ان کی زندگیوں میں ذہنی انتشار اور میسکوئی کا مزہ بہت کم تھا۔

موجودہ دور میں جو کہ سائنسی ترقی کے عروج کا دور کہلاتا ہے آرام، آسائش اور سہولتوں کی فراوانی ہے۔ اس دور میں آسائشوں کی فراوانی کے باوجود بہت بڑی تعداد میں لوگ شدید ذہنی دباؤ، اسٹریس، ٹینشن اور ڈیپریشن میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

آج سہولتوں کی تو کوئی کمی نہیں ہے لیکن ذہنی سکون ناپید ہو جا رہا ہے۔ دور القادہ سفر کے لیے تیز رفتاری ہوائی جہاز، مڑکوں پر سفر کے لیے آنوموبائل اور تیز رفتار ٹرینیں، ایک دوسرے سے رابطوں کے لیے بذات خود کہیں آنے جانے کے بجائے ٹیلی فون، ایس ایم ایس اور انٹرنیٹ کی دستیابی، دفتروں اور گھروں میں معاونت کے لیے مختلف تیز رفتار مشینوں کے کثرت سے استعمال کے بعد ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ انسان کو بہت سا وقت بھرا آتا۔ اس فارغ وقت کے ایک حصہ کو انسان اپنے اہل و عیال کے ساتھ خوشی سے گزارتا۔ کام سے فارغ ہو کر لوگ اپنے دوستوں اور ہم خیال لوگوں کے ساتھ بزم آرائی کرتے۔ اپنے وقت کے ایک حصے کو محمد، شہر اور ملک کی رضا کارانہ خدمات کے لیے استعمال کیا جاتا لیکن یہاں تو معاملہ الٹا ہی نظر آتا ہے۔ سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی کی وجہ سے جیسے جیسے سہولتیں زیادہ ہو رہی ہیں انسان کے پاس فرصت اتنی ہی تیزی

سے ختم ہوتی جا رہی ہے۔

آج کے دور میں مصروفیات کا عام انداز دیکھتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ اکثر لوگوں کے پاس تو خود اپنی ذات کے لیے بھی وقت نہیں ہے۔ خود غرضی اور نفسا نفسی کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ لوگوں کے بجوم میں گھرے ہوئے ہونے کے باوجود بہت سے لوگ تنہا ہیں۔ ان کے جاننے والے تو بہت ہیں لیکن وہ حقیقی دوستوں سے محروم ہیں۔

بہت سے لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہماری دن رات کی محنت نہی اولاد کے بہتر مستقبل کے لیے ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ والدین اپنی اولاد کے روشن مستقبل کے خواہشمند ہوتے ہیں اور اس کے لیے کوشش اور جدوجہد بھی کرتے ہیں لیکن اولاد کے بہتر مستقبل کے نام پر کن جانے والی ایسی محنت کس کام کی جو ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے باپ اور اولاد کے درمیان رابعوں کی قسم ختم کر دے۔ کیا یہ ایک انتہائی تکلیف دہ اور تلخ حقیقت نہیں ہے کہ مواصلات کی ترقی کی وجہ سے دنیا کے دور دراز ممالک تو انتہائی قریب محسوس ہو رہے ہیں لیکن ایک ہی گھر میں رہنے والے والدین اور اولاد کے درمیان اور سکے بہن بھائیوں کے درمیان فاصلے پیدا ہو رہے ہیں اور یہ فاصلے روز بروز بڑھ رہے ہیں۔

کسی شخص کی آمدنی کم ہو اور اسے اپنی بنیادی ضروریات کی فراہمی کے لیے مسلسل اور دائم لگا کر محنت کرنا پڑے، اس کی عدم الفرصتی تو سمجھ میں آتی ہے لیکن جس کے پاس مناسب یا کافی زیادہ وسائل ہوں وہ بھی کسی اور کے لیے نہیں بلکہ خود اپنی اولاد کے لیے ہی وقت نہ نکال پائے تو ایسی مصروفیات کو کس کے لیے قرار دیا جائے؟

موجودہ دور میں لوگوں کے مشاہدوں سے ایک عام تاثر یہ ملتا ہے کہ آج کا انسان معاشی مصروفیات کی وجہ سے سہولتوں کی فراوانی کے باوجود جسمانی آرام سے محروم اور شدید فٹکن میں مبتلا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ذہنی سکون سے بھی کوسوں دور ہے۔ ذہنی سکون سے اس دوری کا سبب اسٹریس اور ٹینشن کو بھی قرار دیا جاتا ہے۔

روز مرہ کے معاشی یا گھریلو کاموں سے ہونے والی تھکان کوئی مسئلہ نہیں ہے یہ تھکان تو چند گھنٹوں کی اچھی نیند سے دور ہو سکتی ہے لیکن مختلف وجوہات کی بناء پر پیدا ہونے والے ذہنی دباؤ یا ذہنی تھکان کو دور کرنا آسان نہیں ہے۔ عموماً یہ ذہنی دباؤ عملی زندگی میں پیش آنے والے مسائل یا خطرات کی وجہ سے وجود میں آتا ہے۔ ٹینشن کی وجوہات میں ہمارے اپنے سوچنے کے انداز کا بھی دخل ہو سکتا ہے۔

ہماری سوچ اور فکر پر مختلف عوامل اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان عوامل میں والدین کا انداز فکر، گھر یا خاندان کا ماحول اور معاشرے کے حالات اور روایات کا بھی بڑا حصہ ہے لیکن اگر ہم اپنی سوچ کے انداز کو خود ترتیب دینا چاہیں تو ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک خاندان یا ایک شہر کے رہنے والے اکثر

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو ایبل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
- ✦ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✦ ایڈفری لنکس، لنکس کو میسجے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

✦ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

✦ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety

لوگ تو ہم پرست ہوں، حصولِ علم کے مخالف ہوں۔ مثبت تبدیلیوں کو قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوں لیکن ایسے ماحول میں بھی کوئی شخص علم کے فوائد اور فضیلتوں کے بارے میں اپنے طور پر سوچ سکتا ہے یا علم کے بارے میں اپنے ماحول سے مختلف کسی بھی ترغیب کو قبول کر سکتا ہے۔ اسی طرح کسی ماحول میں جہاں بہت سے لوگ تنگ نظر اور متعصب ہوں، دوسروں کی نسبت کر کے خوش ہوتے ہوں ایسے ماحول میں رہتے ہوئے کوئی شخص فراخ دل، انسان دوست اور راست باز سوچ اختیار کر سکتا ہے۔ مختلف معاشروں میں اصلاح کا جب بننے والے عظیم لوگوں کا ایک نمایاں وصف یہی تو تھا کہ وہ اپنے معاشرہ کی فضول اور ناقص سوچ سے متعلق نہ ہوئے۔ ایسے لوگوں نے اپنے طور پر صحیح فکر اختیار کرنے کی کوشش کی۔

ہمیں جائزہ لینا چاہیے کہ آج کے دور میں ذہنی دباؤ، اسٹریس اور ٹینشن کے تیزی سے بڑھنے کی وجوہات

کیا ہیں...؟

ٹینشن اور ڈپریشن کی ایک بہت بڑی وجہ عدم تحفظ کا احساس ہے۔ عدم تحفظ کا یہ احساس زیادہ تر معاشی معاملات اور اسٹینس (Status) سے متعلق ہے۔ آج کے دور کا ایک ایسا یہ بھی ہے کہ معاشرہ میں اعلیٰ مقام اور لوگوں کی نظروں میں اہمیت کا سبب کسی کے بلند اخلاق، علم و حکمت اور اعلیٰ اوصاف نہیں رہے۔ آج کے اکثر معاشروں میں اسے زیادہ اہمیت و مقام حاصل ہے جس کے پاس زیادہ دولت اور زیادہ اثر و رسوخ ہے۔ یہ فکر دراصل سرمایہ دارانہ نظام معیشت کی وجہ سے پروان چڑھی ہے۔

ہمیں یہ سمجھنے اور سیکھنے کی کوشش بھی کرنا چاہیے کہ زندگی کی جدوجہد میں شدید جسمانی مشقتوں اور بہت زیادہ دماغی محنت کے ساتھ ہم پر سکون زندگی کس طرح گزار سکتے ہیں۔ پر سکون زندگی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ زندگی میں شدید مصروفیات نہ ہوں، دشواریاں اور تکلیفیں نہ آئی ہوں کبھی دکھ، بیماریوں کا سامنا نہ ہو، انسان ہواؤں کے سرد درم تھپیڑوں سے بچا ہوا ہو۔ یہ سب حالات یا کیفیات تو زندگی کا حصہ ہیں۔

ذہنی سکون کا ایک مطلب یہ ہے کہ شدید مصروفیات، ناموافق یا مخالفانہ صورتحال، دکھ یا بیماری انسان کے اندر توڑ پھوڑ نہ مچاسکے۔ مخالفانہ حالات کے ان منفی اثرات سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کے اندر مثبت طرز فکر، معاملات کا روشن پہلو دیکھنے کی عادت، استقامت و استقلال موجود ہو۔

مثبت طرز فکر اور معاملات کا روشن پہلو دیکھنے کی عادت ایک اختیاری عمل ہے، یعنی آپ چاہیں تو مثبت طرز فکر (Positive Thinking) اور روشن نظری اپنا سکتے ہیں۔ پازٹیو ٹھکنگ کو سمجھا اور سیکھا جاسکتا ہے۔ جس طرح کوئی شخص خوش غلطی یا مصوری سیکھ سکتا ہے اسی طرح پازٹیو ٹھکنگ کا اختیار کیا جاتا بھی سیکھا جاسکتا ہے۔ پازٹیو ٹھکنگ کو سمجھ کر اور سیکھ کر ایک شخص ذہنی دباؤ اور اسٹریس پر قابو پاسکتا ہے۔ مثبت طرز فکر کے ذریعہ ذہنی دباؤ اور اسٹریس کے منفی اثرات سے بچا جاسکتا ہے۔ اس کے ذریعہ ذہنی دباؤ اور

اسٹریس سے نجات بھی حاصل کی جاسکتی ہے لیکن اسٹریس پر قابو پانے کے باوجود ضروری نہیں کہ ذہنی سکون اور قلبی اطمینان بھی میسر آجائے۔ یہ کیفیات یقین، توکل اور استغنا کے ذریعہ حاصل ہوتی ہیں۔ انسان اپنے آرام و آسائش اور نفس کی تسکین کی خاطر، اسٹریس کے حصول کے لیے مادی دولت پر انحصار کرتا ہے۔ دولت یعنی روپے پیسے یا درہم و دینار کی اہمیت سے ہرگز انکار نہیں۔ انسان کی ضروریات کی تکمیل کے لیے دولت ایک ناگزیر ضرورت ہے۔ ہر انسان کو دولت یا وسائل کے حصول کے لیے کما حقہ کوشش ضرور کرنی چاہیے کیونکہ درہم و دینار (دولت) زمین پر اللہ کی مہربانیاں ہیں جو آدمی یہ مہربانیاں پاس رکھتا ہے اس کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ مادی دولت کی یہ اہمیت اپنی جگہ لیکن اس کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ مادی دولت جلد فنا ہو جانے والی نہایت بے وقاحت چیز ہے۔

مادی وسائل کی کمی یا زیادتی کا ادا اسی یا حقیقی خوشی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حقیقی خوشی مادی آسائشوں سے، ظاہر سے نہیں ملتی۔ حقیقی خوشی تو خالص اور صاف ستھرے پانی کے چشمے کی طرح باطن سے پھوٹتی ہے۔ حقیقی خوشی کا منبع (Origin) انسان کے اندر موجود ہے۔ اس مادی دنیا میں البتہ اس کے بعض اسباب ظاہر میں بھی موجود ہیں۔ بقول شاعر

نہ کلی ہے وجہ نظر کسی نہ کنول کے پھول میں تازگی

فقط اک دل کی گفتگو سبب نشاط بہار ہے

بے شمار اولیاء اللہ اور عاشقین رسول ﷺ کے لائق اور واقعات انسان کے لیے خوشی، سکون اور اطمینان کے رازوں سے پردہ اٹھاتے ہیں... کئی اولیاء اللہ نے اس دنیا میں بظاہر کم مادی وسائل کے ساتھ زندگی بسر کی اور اپنی تمام تر توجہ اسلام کی تبلیغ اور مسلمانوں کی رشد و ہدایت کے لیے وقف کیے رکھی... بعض اولیاء اللہ تبلیغ و رشد و ہدایت کی ذمہ داریاں ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے بڑے بڑے کاروبار کی نگرانی بھی فرمایا کرتے تھے۔

سچی خوشی اور اطمینان ان لوگوں کو ملتا ہے جن میں یقین، توکل اور استغنا پایا جاتا ہے۔ اصل دولت یقین کی دولت ہے۔ جو لوگ اللہ وحدہ لا شریک پر کامل یقین رکھنے والے ہیں وہ نہایت دولت مند لوگ ہیں، انہیں خوشحالی بھی میسر ہے اور سکون و اطمینان بھی، یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں اور استغنا ان کے لیے خزانہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

بِأَكْبَرِ وَقَالَ يَوْسُفُ عَظِيمٍ

2060 مریضوں کو ایک دوسرے کے ساتھ
 سائنسدانوں کو ایسے شواہد ملے جن سے ان کی
 موت کے تین منٹ بعد تک جسم کی
 شیز کیا انہوں نے موت کے بعد ان مریضوں
 والے واقعات کو بالکل درست اور اس بیان کے
 رضا کاروں میں ایک شخص نے اپنا تجربہ بیان کیا
 اسے دل کے دورے کے دوران ڈاکٹر اور نرس دیکھا
 زندہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ مریض کا کہنا تھا
 کہ وہ کمرے کے کنارے سے اپنے آپ کو زندہ کرنے
 کی کوشش کا مشاہدہ کر رہا تھا۔
 اسٹیٹ یونیورسٹی آف نیو یارک کے اسٹنٹ
 پروفیسر ڈاکٹر سیم پارنیا کا کہنا تھا کہ ہم جانتے ہیں کہ دل
 کے رک جاتے کے بعد دماغ کام نہیں کر سکتا، لیکن اس
 معاملے میں شعور موت کے تین منٹ کے بعد تک
 برقرار رہا۔ انہوں نے بتایا کہ اس شخص نے اس کمرے
 میں ہونے والی تمام سرگرمیاں بیان کیں جس میں اہم
 ترین بات شیٹوں کی دوسپ کی آوازوں کے جواہوں
 سے بتائیں جن سے ہمیں اندازہ ہوا کہ موت سے لگے
 واپس زندہ کیے جانے کا وقت تین منٹ قبل ہی لگا کے

اپنا تک مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرا دل دھڑکنا بند
 ہو گیا ہے اور میں اپنے جسم سے پھسل کر باہر نکل رہی
 ہوں... پہلے میں فرش پر بیٹھی، پھر آہستہ آہستہ اوپر
 اٹھنے لگی یہاں تک کہ میں ایک کاغذ کے پرزے کی
 طرح اڑتی ہوئی چھت سے جا گئی....
 وہاں سے میں صاف دیکھ رہی تھی کہ میرا جسم نیچے
 بستر پر پڑا ہوا ہے اور ڈاکٹر اور نرسیں اس پر لہتی آخری
 تدبیریں کرتا رہے ہیں.... ایک نرس نے کہا "اوہ
 خدا یا ایہ تو گئی".... اور دوسری نرس نے میرے جسم
 کے منہ سے منہ لگا کر اسے سانس دلانے کی کوشش کی،
 مجھے اس نرس کی گدی پیچھے سے نظر آ رہی تھی اور اس
 کے ہال مجھے اب تک یاد ہیں.... پھر وہ ایک مشین
 لائے جس نے میرے سینے کو جھکے دیئے اور میں اپنے
 جسم کو اچھٹا دیکھتی رہی....
 یہ الفاظ ہیں ایک خاتون کے جو دل کے دورے کی
 وجہ سے ہسپتال میں داخل تھیں۔ موت کے قریب وہ
 جن لحاظ و کیفیات سے گزریں ان کی فیلیج کو اپنے تئیں
 بیان کرنے کی کوشش کی۔
 برطانیہ، امریکا اور آسٹریلیا کے 15 ہسپتالوں کے

زمان و مکان کے نالے بانے میں روح کی تلاش

ادارہ

واضح کر سکیں کہ شائع ہونے والے تحقیقی مقالے کی بنیاد اسی بات پر ہے کہ انسان کا باطن یعنی اس کی روت دراصل اس کا شعور ہے۔

مطابق ان کی معلومات بظاہر کافی قابل اعتماد ہیں اور جو کچھ انہوں نے بیان کیا وہ واقعی اس سرے میں ہو سکتا۔

ایک برطانوی نپم نے چار سال تک سے دل سے امراض کے مریضوں کا مطالعہ کیا اس دوران حاصل کردہ نتائج کا نمبر ائی سے تجزیہ کیا گیا۔ ان کی حاصل کردہ تجزیاتی رپورٹ کے مطابق تقریباً چالیس سے زائد مریضوں کا کہنا تھا کہ جب انہیں مر وہ قرار دے دیا گیا تھا اس وقت بھی ان میں کسی نہ کسی طرف کا شعور تھا۔ ماہرین کہتے ہیں کہ دل کی حرکت رُک جانے کے بعد دماغ میں سے تیس سیکنڈ کے اندر ہی کام کرنا بند کر دیتا ہے اور اس میں کسی بھی قسم کا شعور ہونے کا سوال ہی نہیں ہوتا۔

تاہم اس نئے مطالعے کے دوران ایسے شواہد سامنے آئے جہاں دل کے مریضوں نے تین منٹ تک حقیقی زندگی کے تجربات بیان کئے۔ ان میں سے ایک ابتداء میں بیان کیا گیا ہے۔

کیا روح شعور ہے؟

اب تک سامنے آنے والی تمام مطالعاتی تحقیقات میں مختلف مقامات پر مختلف افراد نے جو کیفیات بیان کی ان میں سے چند بطور خاص اہمیت رکھتی ہیں۔

- 1- تاریک سرنگ،
- 2- جسم سے علیحدگی،
- 3- مرے ہوئے رشتہ داروں اور دوستوں کو دیکھنا،
- 4- پوسٹھے ایک نورانی وجود،
- 5- پانچویں لہنی زندگی کے گزرے ہوئے واقعات کا نظارہ۔

تاریک سرنگ سے گزرنے کے تجربے کو کسی نے یوں تعبیر کیا ہے کہ میں ایک تاریک خلا میں تیر رہا تھا، کسی نے کہا کہ یہ ایک گھٹا ٹوپ اندھیرا تھا اور کسی نے اسے اندھیرے فار کا نام دیا ہے۔ میں اس میں نیچے بیٹھے جا رہا تھا کسی نے اسے ایک کٹو میں سے تعبیر کیا ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ وہ ایک تاریک وادی تھی، کوئی کہتا ہے کہ میں اندھیرے میں اوپر اٹھتا چلا گیا۔ مگر یہ بات سب نے کئی ہے کہ ہمارے الفاظ اس کیفیت کو بیان کرنے کے لیے ناکافی ہیں، جس مشاہدے کو تمام افراد نے بڑی حیرت کے ساتھ بیان کیا ہے وہ یہ تھا کہ وہ اپنے جسم سے اٹک ہو گئے۔

جسم سے باہر آنے کی اس حالت کو بعض افراد نے اس طرح تعبیر کیا ہے کہ ہم ایسے تھے وجود میں آگئے تھے جو جسم نہیں تھا، اور بعض نے کہا کہ وہ بھی ایک دوسری قسم کا جسم تھا جو دوسروں کو دیکھ سکتا تھا مگر

شعور کیا ہے؟

بات آگے بڑھانے سے پہلے اگر ہم یہ بھی سمجھ لیں کہ شعور کی تعریف دراصل سائنسی بنیادوں پر ہے کیا؟ اب تک شعور پر کی جانے والی تحقیقات کے مطابق اپنے آپ سے باخبر ہونے کو یعنی ہوش و حواس میں ہونے کو شعور میں ہونا کہا جاتا ہے۔ انگریزی میں اسے consciousness کہتے ہیں۔ جبکہ طب و نفسیات میں اس کی تعریف یوں کی جاتی ہے کہ "شعور دراصل عقل کی وہ کیفیت ہے جس میں جس، خود آگاہی، دلالتی پائی جاتی ہو اور ذاتی اور ماحولی حالات میں ایک ربط قائم ہو۔"

یہاں شعور کا بیان اس سے ضروری تھا تاکہ ہم یہ





روح کو جسم سے الگ کرنے والی طالبہ

انسانی جسم اور روح کا تعلق بہت پیچیدہ ہے سائنسدان اور فلسفی مدتوں سے اس تعلق کو سمجھنے کے لیے کوشاں تھے۔ نینڈا کی ایک چوبیس سالہ طالبہ نے سائنسدانوں کے سامنے جسم اور روح کے تعلق کا ایک نیا معرکہ آرا دیباچہ جس کے باعث صدیوں سے جاری تحقیق میں ایک اور پیچیدگی پیدا ہوئی ہے۔ یونیورسٹی آف اوٹاوا (Ottawa) کی یہ طالبہ

بتاتی ہیں کہ وہ جب چاہتا اپنی مرضی سے غیر مرئی حالت میں اپنے جسم سے نکل جاتی ہیں اور بالکل اس طرح سے دنیا کی سیر کرتی پھرتی ہیں کہ ان کا جسم ایک جگہ پڑا ہوتا ہے اور وہ خود روحانی حالت میں کسی دوسری جگہ ہوتی ہیں۔

نیو رو سائنسدان گلین موہنی Gillian Mohny نے اپنی ٹیم کے ساتھ مل کر اس طالبہ پر تجربات کیے تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جب کا جسم خوابیدہ حالت میں بالکل ایک مردولاش کی طرح ہو جاتا ہے جبکہ وہ بعد میں اپنی گہری نیند جھکی کیفیت کے دوران پیش آنے والے تمام واقعات کے بارے میں بالکل درست انداز میں بتا دیتی ہیں۔

گلین نے جب طالبہ کے دماغ کا MRI سکن کیا تو یہ بھی معلوم ہوا کہ روح کو جسم سے الگ کرنے کے بعد اس کے دماغ کی سرگرمی کسی بھی عام (دوران نیند) دماغ سے غیر مختلف متحرک دماغ جیسی ہے۔ انہوں نے اس مغز دماغی کیفیت کے بارے میں اپنا خیال ظاہر کیا ہے کہ وہ کی کیفیت Synesthesia کی سی کوئی شکل ہے۔ ہیرین کا کہنا ہے کہ سنسٹیسیا ایک ایسی کیفیت ہے، جس میں انسان ایک حواس (حسی اعضاء) سے دیکھ حواس (حسی اعضاء) کا کام بخوبی لے سکتا ہے، یہ عام حور پر نہایت کسن بچوں میں پائی جاتی ہے لیکن جب وہ بڑے ہو جاتے ہیں تو یہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔ ان کے خیال میں طالبہ کا جسم سے روح الگ کرنے کا تجربہ اسی کیفیت کی کوئی شدید حالت ہے۔

Source: Frontiers in Human Neuroscience February 2015

جن میں انسان اپنے آپ کو ماحول سے الگ محسوس کرتا ہے۔ بعض اوقات اس کا دماغ جھوٹے تصورات کو مرئی شکل دے دیتا ہے۔ ایسے میں اسے بعض پر فریب نظارے Hallucinations نظر آنے لگتے ہیں، ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ان افراد کو اسی قسم کی کسی کیفیت سے سابقہ پیش آیا ہو لیکن ڈاکٹر ریمنڈ موڈی نے نئی لوگوں کے بیرون جسم تجربات پر اپنی مشاہداتی رپورٹ میں تجزیات پیش کئے۔ انہوں نے دونوں قسم کی کیفیات یعنی منشیات یا دواؤں کے زیر اثر پر فریب نظاروں اور روح کی جسم سے علیحدگی کا الگ الگ تجزیہ کیا ان تجربات کے بعد ڈاکٹر ریمنڈ موڈی نے یہی رائے ظاہر کی ہے کہ جن لوگوں

دوسرے اسے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اس حالت میں بعض افراد نے نظر آنے والے ڈاکٹروں اور نرسوں سے بات کرنے کی بھی کوشش کی مگر وہ لوگ ان کی آواز نہ سن سکے اور ہم اس بے وزنی کے عالم میں تیرتے رہے جبکہ اگر ہم نے کسی چیز کو چھونے کی کوشش کی تو ہمارا وجود اس شے کے آر پار ہو گیا۔

بہت سوال نے یہ بھی بتایا کہ اس حالت میں وقت ساکت ہو گیا تھا اور ہم یہ محسوس کر رہے تھے کہ ہم وقت کی قید سے آزاد ہو چکے ہیں۔

بعض ڈاکٹروں نے مریضوں کے ان بیانات اور تجربات پر یہ خیال ظاہر کیا کہ بعض منشیات اور دواؤں کے استعمال سے بھی ان قسم کی کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں

کی بنیاد بنتی ہے۔ سائنسدانوں نے اس کی تحقیق کے دوران یہ نظر یہ پیش کیا کہ سونے کے دوران جب ریم (RAM) سلیپ کا مرحلہ آتا ہے۔ جس میں عموماً خواب نظر آیا کرتے ہیں، درحقیقت یہ ریم سلیپ یا rapid eye movement کے دوران متحرک ہونے والے دماغ کے دو تیز رفتاری ہیں جو کہ تجربات قریب الموت NDI کا سبب بنتے ہیں اور دماغی موت کی حالت میں بھی ان تجربات کے واقع ہونے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ چونکہ اس عمل میں حصہ لینے والا دماغ کا حصہ، ٹمپل جائب برین سٹیم ہوتا ہے جو کہ بالائی یا اعلیٰ دماغ کی موت کے باوجود بھی اپنا کام جاری رکھ سکتا ہے۔

بہر حال مختلف تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں مختلف نظریات سامنے آتے رہے مگر عرصہ دراز سے ان سوالات کا تسلی بخش جواب تلاش کرتی ہوئی تحقیق میں انقلاب اس وقت برپا ہوا جب ڈاکٹر کس متعارف ہوئی۔

سائنسی تحقیقاتی میدان میں کوانٹم فزکس کو اپنی جگہ بنانے میں زیادہ وقت نہیں لگا۔ اب تک جو سائنسدان انیم کوئی انتہائی چھوٹا ذرہ سمجھتے آ رہے تھے۔ ان کے سامنے اب انیم کے اندر کی اس سے بھی زیادہ انتہائی چھوٹی باریک دنیا موجود ہوئی۔ یہیں ہم کوانٹم فزکس کا مختصر تعارف پیش کر رہے ہیں۔

کوانٹم فزکس:

یہ طبیعیات کی دو شاخ ہے جو توانائی اور مادہ کا آپس میں تعلق کا مشہور کرتی ہے۔ کوانٹم فزکس کے مطابق تمام کائنات کی حرکت مادی ہے اور اس میں حرکت توانیوں کی وجہ سے ہے۔

سے انہوں نے انٹرویو کیا ان کے مشاہدات ان پر فریب نگاروں سے مختلف تھے ڈاکٹر میلون مورس Melvin Morse نے اس احتمال پر زیادہ سائنٹیفک انداز میں تحقیق کرنے کے بعد اپنا حتمی نتیجہ یہ بتایا ہے کہ یہ مشاہدات ہیپوسٹیسس یا فریب قطعی طور پر نہیں تھے۔ اس کا مطلب یہ کہ موت کے تجربے سے گزرنے والوں کسی نہ کسی طرح کا شعور حاصل تھا۔ انہوں نے اس احتمال کہ شاید تجربات بیان کرنے والے لوگوں کے مذہبی تصورات ان کے ذہن پر اس طرح مسلط تھے کہ بے ہوشی یا خواب کے عالم میں وہی تصورات ایک محسوس واقعے کی شکل میں ان کے سامنے آ گئے، ڈاکٹر ریمینڈ مودی کا کہنا تھا کہ اس سوال کی تحقیق کے سلسلے میں جن لوگوں سے ان کی ملاقات ہوئی ان میں سے بہت سے لوگ ایسے بھی تھے جو مذہب کے قائل نہ تھے، یا اس سے اتنے یگانہ تھے کہ ان پر مذہبی تصورات کی کوئی اسکی چھاپ نہ لب نہیں آ سکتی تھی۔

تحقیقاتی دنیا کو یہ سوال پریشان کرتا رہا ہے کہ اگر یہ تمام واقعات حقیقت سے قریب تر ہیں اور ہیپوسٹیسس یا فریب نہیں ہیں تو پھر یہ مشاہدات کیا ہیں؟.... وہ کونسا جسم ہے جو اس لمحے الگ ہو اور وہ زندہ جسم میں کہاں ہوتا ہے؟....

اس سوال کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے Kentucky یونیورسٹی کے طبی عملے نے قریب الموت افراد کے دماغ میں آلات کی مدد سے برقی فعلیت کی موجیں ریکارڈ کیں اور اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ موت کے وقت دماغی نیورونز جب oxygen کی کمی کا شکار ہوتے ہیں تو ان میں برقی تحریک نمودار ہوتی ہے۔ یہ برقی تحریک ہی ان افراد کے دماغ میں تجربات بیرون جسم OBE جیسے تجربات

ہونے کا تجربہ اس وقت ہوتا ہے جب کو انٹم سبسنانس جو روح کی تشکیل کرتا ہے تروس سسٹم سے نکل کر بالآخر کائنات میں داخل ہو جاتا ہے پروفیسر اسٹیوارٹ اور ان کے ساتھی سائنسدان Roger Penrose کہتے ہیں کہ ہماری روح دماغ کے خلیوں کی گہرائی میں موجود MTs یا Microtubules کا اصل جوہر ہے اور ان کے مابین اختلاط سے وجود میں آتی ہیں۔

مائیکروٹوبیولز کیا ہیں؟

مائیکروٹوبیولز دماغ کے Cytoplasm میں پائے جانے والے لٹھی ریشہ Tissue ہے جو خلیوں کے تقسیم ہونے یا دو لخت ہونے پر نگرہ نما تیر بنانے میں کام آتا ہے۔ یہ انتہائی باریک لچھے دار ساخت ہوتی ہیں جو ہر خلیہ میں موجود ہوتے ہیں۔ یہ ہر خلیہ کی کچلی بنیادی تقسیم کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ خلیے کی حرکت اس کی ساخت اس کا کردار یہ تمام معلومات اور ہدایات مائیکروٹوبیولز ہی ان تک پہنچتے ہیں۔ چونکہ ان کی اپنی ساخت ایک باریک لٹی کی طرح ہوتی ہے اس لئے ان کو مائیکروٹوبیول کہا جاتا ہے۔ جبکہ ان کا کیمیائی بناوٹی مادہ ایک پروٹین ہے جو ٹوبیولن کہلاتا ہے۔ ڈاکٹر اسٹیوارٹ ایمر آف کے مطابق الیکٹرون مائیکروسکوپ میں مشاہدے سے یہ بات سامنے آئی کہ ان مائیکروٹوبیولز میں ہمہ وقت ایک ارتعاشی عمل یا ایک مسلسل حرکت ہوتی رہتی ہے۔ اس کی رفتار کم سے کم ایک سیکنڈ میں 40 بار لوٹ کی گئی ہے۔ مائیکروٹوبیولز کی اہمیت پر بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ نیند کے دوران مختلف درجات پر پیدا ہونے والی برین ویز یا اغا، بیٹا تھین لہرت اور ان کی رفتار میں کمی زیادتی بھی دماغ کے انہی خلیات میں پائے جانے والے مائیکروٹوبیولز کی بدولت ہوتی

یہ سائنس کی دو شاخ ہے جس کے قوانین و نظریات کائنات کی ایٹمی یا جوہری ذرات جیسے بہت چھوٹی اور باریک ترین دنیا کے اندر موز کو جاننے کی کوششوں میں سرگرداں ہیں۔

مزید آسان الفاظ میں کو انٹم فزکس دراصل ایٹم کے انتہائی چھوٹے چھوٹے ذرات کے مطالعہ اور تحقیقات کا علم ہے۔

اب اگر غور کریں تو ابتداء میں بیان کردہ شعور کی تعریفیں بھی ادھوری اور نامکمل محسوس ہوتی ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ابھی تک شعور کی صحیح تعریف تک نہ تو فلسفہ پہنچ پایا ہے نہ ہی نفسیات اور نہ ہی طب۔ تاہم کو انٹم فزکس نے دماغ کی ان عجیب و گھٹیاں سلجھانے میں نئے درواکے کھولے ہیں۔ یہ ہمیں بتاتی ہے کہ انسانی دماغ اپنی مادی حیثیت میں مختلف نیورونز سے مل کر بنا ہوا ایک مجموعہ ہے انہیں نیورونز کے فصائل ہونے سے حس بنتی ہے اور عقل و شعور پیدا کرتی ہے۔

شعور اور کو انٹم کمپیوٹر

اسٹیوارٹ ایمر آف Stuart Hameroff پروفیسر ایمر پلس یونیورسٹی آف ایریزونا میں سینئر آف کانسٹیبل سٹڈی ڈیپارٹمنٹ کے ڈائریکٹر اور انسٹیٹیوٹ اور سائیکولوجی کے پروفیسر ہیں۔ ان کے پیش کیے جانے والے نظریے

کو انٹم تیوری آف کونٹیسٹنس کے مطابق ہوش و حواس یعنی کہ شعور دماغ میں موجود کو انٹم کمپیوٹر کے لئے ایک پروگرام کی حیثیت رکھتا ہے جو کہ موت کے بعد بھی کائنات میں قائم رہ سکتا ہے۔ انہوں نے ایک دستاویزی فلم کے ذریعے وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ موت کے قریب ترین

1 انسانی دماغ کے تقریباً 100 ارب نیورونز ایک دو سرے کو سگنلز بھیجتے ہیں

1

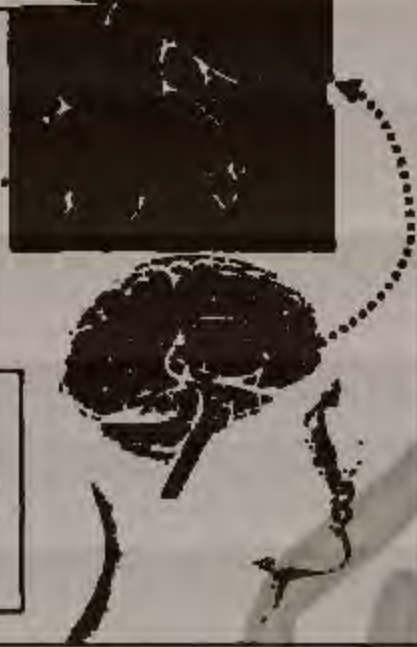
2 ہر نیورون میں 3000 چھوٹے سینڈرز نما پولیمر

مائیکروٹیوبولز microtubules ہیں

2

3 ہر مائیکروٹیوبولز میں موجود مائیکروٹوبولز کے
پہچیدہ جال lattice میں لاکھوں پروٹینی جز
ٹیوبولین tubulin پائے جاتے ہیں

3



استھمیا دینے والے چند مریضوں کے سیلز کا جائزہ لیا گیا تو ہم نے ان کے دماغی خلیوں میں پائے جانے والے مائیکروٹیوبولز کی حرکت اور حالت میں واضح تبدیلی نوٹ کی۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ قریب المرگ زندگی سے تجربے سے یہ نتیجہ اخذ ہوا ہے کہ مائیکروٹیوبولز اپنی کوآئیم حالت کو چھوڑ دیتے ہیں یا کہ یہ انفارمیشن جسم سے نکل کر کائنات میں واپس چلی جاتی ہے۔ اگر مریض دوبارہ ہوش میں آجاتا ہے تو یہ کوآئیم انفارمیشن دوبارہ مائیکروٹیوبولز میں واپس آجاتی ہے اور مریض کہتا ہے کہ اس نے تو موت کا منظر دیکھ لیا ہے۔ اگر یہ بحال نہیں ہوتا اور موت واقع ہو جاتی ہے تو اس انفارمیشن یعنی شعور سے رابطہ مکمل طور پر منقطع ہو جاتا ہے۔ لیکن اس صورت میں یہ عین ممکن ہے کوآئیم انفارمیشن جسم کے باہر شاید ناقصی مدت تک کے لیے موجود رہے۔

ان کا مزید کہنا ہے کہ تحقیقات سے واضح ہوا ہے کہ مائیکروٹیوبولز میں موجود یہ کوآئیم انفارمیشن تباہ نہیں ہوتی اور نہ ہی یہ تباہ ہو سکتی ہے۔ یہ محض تقسیم ہوتی ہے اور جسم سے رابطہ منقطع ہونے کی صورت میں

ہے۔ ان کا مزید کہنا ہے کہ قدرت کا یہ اعلیٰ درجے کا اعصابی نظام اور اس کی فعالیت کا انحصار خلاصتا انہیں مائیکروٹیوبولز کی فعالیت اور ان سے جاری کردہ ہدایات پر ہے۔ مائیکروٹیوبولز کی اس سرگرمی کو جس کے تحت یہ ہدایات جاری کرتے ہیں کوآئیم انفارمیشن یا شعور کہہ سکتے ہیں۔

ڈاکٹر ہیمر آف اور ان کے ساتھ چین روز نے سائنسی چینل پر درم بول ڈاکو منٹری کے ذریعے حیات کا مائیکروٹیوبولز سے گہرے تعلق کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ موت کی صورت میں جیسے ہی دماغ تباہ ہوتا ہے خون کا بہاؤ بھی بند ہو جاتا ہے۔ اس دوران مائیکروٹیوبولز اپنی حالت بدساپتے میں آجاتے ہیں۔ اس کے لئے وہ ایک مثال ایسے مریضوں کی بھی دیتے ہیں جنہیں سرجری کے لئے استھمیزیا کے انجکشن لگا کر بے ہوش کیا جاتا ہے۔ جس کے بعد مریض کا رابطہ اپنی حیات سے عارضی طور پر منقطع ہو جاتا ہے وہ درد یا تکلیف محسوس نہیں کر پاتا اور نہ ہی ہوش و حواس میں ہوتا ہے۔ پروفیسر ہیمر آف کا کہنا ہے کہ اس صورت میں جب

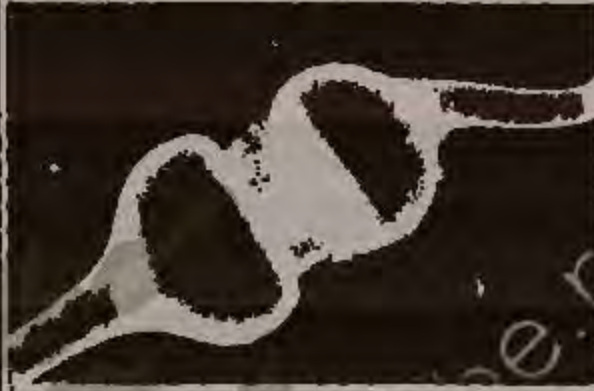
مذہب کا نام نہ

4 کسی مائیکرو کمپیوٹر میں کو اتم میکانیکل عمل کی طرف بہ نئیو سائنس میں ٹوبلن پروٹین میں کھلنے اور بند ہونے کا عمل جاری رہتا ہے



یعنی ہر نیورون میں ایک سینڈ میں دس ہزار صرب کاروائیاں ہو جاتی ہیں۔ انہی شعور اور

ذہن انہی ان گنت کو اتم کاروائیوں سے تشکیل پاتا ہے۔ شعوری آگاہی اور کسی خیال کے آنے کا پوشیدہ حلقہ عمل زمان و مکان space-time کے انہی جانے پانے میں سمبند ہے۔



ٹوبلن کی ہدایت پر عمل ہے تو پھر یہ مائیکرو ٹوبلن کس کی ہدایت پر عمل کرتے ہیں؟

سائنسدان اس کا جواب ڈھونڈنے میں مصروف ہیں۔ سائنسی تحقیقات توفی اہل خاصا وقت اور خاصے مراحل بھی درکار ہیں۔ بہر حال اگر اس لمحہ ذرا دیر صبر کر ہم اپنے اسلاف اور روشن ضمیر بزرگوں کی کتابوں اور ان کی تعلیمات پر غور فکر کریں تو اس کا جواب با آسانی پائیں گے۔

لوگوں و قلم اور نظریہ رنگ و نور میں قلندر بابا اولیاء اور حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی اعلیٰ فیہرک یا تانے بانے کی وضاحت اس طرف فرماتے ہیں کہ پورا کائناتی ڈھانچہ اور سارا مادی نظام لہروں کے تانے بانے پر قائم ہے۔ یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے اور آئن سٹائن کی نظریہ اضافیت کے بعد ثابت ہو چکا ہے کہ ہر شے دو رخوں پر قائم ہے۔ اسی طرف نور آدم بھی روشنی اور عنصر کا مجموعہ ہے۔

آپ وضاحت فرماتے ہیں کہ کائنات میں موجود کوئی بھی وجود دور رخوں کے بغیر ممکن نہیں ہوتا۔

ایک خاص وقت پر بالآخر کائنات میں پرواز کر جاتی ہے۔

اس تصویر کو آر جیسنٹریڈ آئیجیکٹوریو ریڈکشن کا نام Orchestrated Objective Reduction دیا گیا ہے۔ اس تحقیق میں مصروف دونوں سائنسدانوں نے بیان کیا ہے کہ ہمارے دماغ کے نیورونز کے باہمی اختلاط سے حزن ہیں۔ جو شاید کائنات کے وجود میں آنے کے وقت بھی موجود تھیں۔ یہ حقیقت میں کائنات کے انتہائی اعلیٰ فیہرک سے تشکیل پائی ہیں۔ ڈاکٹر ہیمر آف کے وضاحت کردہ اس اعلیٰ فیہرک کو ہم بتانا بھی کہہ سکتے ہیں۔

اعلیٰ فیہرک یا تانا بانا

یہاں آپ یہ سوال بھی کر سکتے ہیں کہ اعلیٰ فیہرک کیا ہے؟ یا اس بتانا پاتا سے کیا مراد ہے؟ دوسرا سوال یہ کہ ان مائیکرو ٹوبلن کو اطلاع کہاں سے ملتی ہیں؟ اگر زندگی سے تعلق رکھنے والا ہر خلیہ ان مائیکرو

مقداریں مختلف نوعوں، جمادات، حیوانات، نباتات، بشمول آدمی کی صورت میں ہمیں نظر آتی ہے۔ یعنی اس تانے بانے میں مرکب لہر پر نقش و نگار بنتے ہیں اور روشنی کی مفرد لہر زندگی کے ان نقش و نگار کو فیڈ کرتی ہے۔

اس جملے کی وضاحت اس طرح کی جا سکتی ہے کہ جس رخ کا دنیا میں ظہور ہوا وہ دیت یا مکانیت ہے اور جو رخ بظاہر نظر نہیں آتا اس میں ظاہر ہونے والے ان نقش و نگار کی اطلاع یا انفارمیشن موجود ہے۔ یعنی کہ باطن زمانیت یا روشنی ہے جو زندگی کو فیڈ کرتی ہے۔

قندر بابا اولیاء کے بتائے ہوئے ان کلیات کے مطابق اگر کسی بھی وجہ سے روشنی کی اس آہری یا مفرد لہر کا مرکب لہر پر نقطہ ہو جائے تو انسان کو OBE بیرون جسم تجربات کا مشاہدہ ہو سکتا ہے۔ اس کی ایک انتہائی سادہ اور جامع مثال نیند کے دوران خواب کی حالت ہے۔ ہم گہری نیند میں ہوتے ہوئے بھی خواب کے دوران بیداری کے حواس کی طرح کھاتے پیتے بھی ہیں، چلتے پھرتے بھی ہیں۔ اگر خواب میں ڈر جائیں تو بیدار ہونے پر ہم اس ڈر کو محسوس کرتے ہیں۔ کوئی چوٹ لگے تو اس کے درد کو محسوس کرتے ہیں جبکہ بحیثیت مادی جسم ہم بستر پر تقریباً بے جان حالت میں پڑے ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر ہیبر آف اور چین روز کی تصویری آف کوشنیشن اور مائیکرو ٹوبیولز کے کردار پر بحث سے کم سے کم یہ تو واضح ہو جاتا ہے کہ وہ وقت دور نہیں جب سائنسدان شعور کے ساتھ لاشعور اور زمان و مکان کے اس تانے بانے کو صحیح رخ پر سمجھ پائیں گے اور جسد یا بدر سائنسی شواہد کے پياسوں کو اس کے شواہد سائنسی بنیادوں پر پیش کریں گے۔



کتاب لوح و قلم میں حضور قندر بابا اولیاء روشنی کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ روشنی خلاء ہے۔ اس خلاء کا ایک وجود ہے۔ خلاء کا وجود ہے تو اس میں حرکت بھی ہے یعنی خلاء میں مسلسل ایک ارتعاشی عمل جاری ہے۔ جس کا سفر ازل سے ابد تک طرف ہے۔ اب خلاء کی آہری حرکت کو مفرد لہر یا نمہ مفرد کہا جاتا ہے۔ درحقیقت یہی مفرد آہری لہر ہی ہے جو تمام حیات کی بنیاد یا بسط یا بیس Base ہے۔

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کی وضاحت یوں فرماتے ہیں کہ کائنات میں موجود ہر شے کی زندگی کی بنیاد اسی روشنی کی آہری مفرد لہر کی حرکت پر قائم ہے۔ جب روشنی کی اس آہری مفرد لہر میں اتنی سمت میں دوسری مرکب لہر کا اضافہ ہوتا ہے تو تانے بانے کی صورت میں ایک جال یا گراف کی تشکیل ہوتی ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح دھاتوں کی انتہائی ہار ایک ڈور میں عمودی اور اتنی سمت میں ایک دوسرے میں پیوست ہو کر ایک پڑے کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں۔ یہ دھاتوں کی ڈوریں بظاہر ایک دوسرے سے ملتی ہیں مگر ایک دوسرے سے الگ بھی ہوتی ہیں۔ اسی طرح روشنی کی دو لہریں مل کر تاننا بانہ بنتی ہیں جن کے درمیان موجود کشش کا قانون انہیں ایک دوسرے میں تو ازل کے ساتھ پیوست یا جوڑے رکھتا ہے۔ اس تانے بانے کو قندر بابا اولیاء نے اپنی کتاب لوح و قلم میں نمہ کا نام دیا ہے۔

یہ تاننا بانہ ہی ہے جو زمان و مکان کہلاتا ہے۔ شعور لاشعور کہلاتا ہے۔ جس میں حیات کے خدو خال تشکیل پاتے ہیں۔ مخلوق کے نقش و نگار بنتے ہیں۔ آپ مزید وضاحت فرماتے ہیں کہ ہر تخلیق کے لئے اس تانے بانے کی تشکیل معین مقداروں پر ہوتی ہے۔ یہی معین

ماکنڈ فلنسیس

ہر حال میں خوش رہنا سیکھیں



قسط نمبر 3

لباس انسانی جسم کے ساتھ انسانی ذہن پر بھی مثبت اثرات مرتب کرتا ہے۔ کائن آپ کے جسم کے مساموں کو سانس لینے کے قابل رکھتا ہے اور مٹھنڈک کا احساس بھی برقرار رکھتا ہے۔

شاہینہ جمیل

اس بات کی تو آپ سب تائید کریں گے کہ شدید گرمی میں آپ سوتی لباس میں جتنا زیادہ خود کو پرسکون محسوس کرتے ہیں وہ سکون آپ کو ریشم یا کسی اور منیریل میں نہیں ملتا۔ اس کی ایک سائنسی توجیہ یہ ہے کہ سوتی لباس کا بنیادی منیریل یعنی کائن یا کپاس ایک خاص اور قدرتی یا سائنسی زبان میں آرگینک منریل ہے۔ ایسا نہیں کہ سوتی لباس کا

استعمال صرف گرمیوں میں ہی بہتر ہے بلکہ ہر موسم ہر علاقے میں سوت سے بنا ہوا ہلکا بھاری یا موٹا ہر طرح کا لباس آپ کے جسم کے ساتھ آپ کے ذہن کو بھی انتشار سے بچانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

ارے ارے کائن کی اتنی زیادہ تعریفیں من کر آپ حیران مت ہوں۔ ایسا کیجئے تجربہ کر کے دیکھ لیجئے۔ محض ایک ہفتہ اپنے ہر طرح کے لباس میں صرف کائن کے

بہم نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ اس ماہ کے شمارے میں ہم آپ کو بتائیں گے کہ اپنے کسی خاص مقصد کو پانے میں ماکنڈ فلنسیس کی کون سی ٹیکنیکس اس طرح مددگار ثابت ہوں گے۔ ان ٹیکنیکس کے ساتھ چند بنیادی مشقیں بھی ضروری ہیں۔ بھرپور کامیابی کے لیے تکنیک کے ساتھ ان مشقوں پر باقاعدگی کے ساتھ عمل بھی کرنا ہے۔ تو پھر شروع کرتے ہیں پہلے ان بنیادی مشقوں سے۔

پونہ مشق

سوتی لباس کا انتخاب

حضرات ہوں کہ خواتین زیادہ سے زیادہ سوتی لباس کو ترجیح دیجیے۔

سوتی لباس ہی کیوں....؟

سوتی لباس کا انتخاب ہر موسم میں سب سے بہترین ہے۔ یہ آپ کے جسم کو آرام پہنچاتا ہے اور قدرتی آرگینک منیریل سے تیار ہونے کے باعث اس کے پہننے والوں کو جدی الرجی skin allergies ہونے کے امکانات بہت ہی کم ہوتے ہیں کہ نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر و قاریوسف عظیمی اکثر اپنے مریضوں کو کائن کا لباس پہننے کی ہدایت دیتے ہیں۔ ایک نشست میں اس کی افودیت بیان کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ سوتی

مئی 2015ء

Scanned By Amir

کرتے ہیں، سنڈ فلٹس ٹینک کی اس کا پہلا مرحلہ پیش خدمت ہے۔

سب سے پہلے اپنے گھر میں اپنے سب سے پسندیدہ گوشے کا انتخاب کیجئے۔

یہ پسندیدہ گوشہ آپ کے گھر میں بھی ہو سکتا ہے یا کسی اور حصے میں بھی جیسے کہ ڈرائنگ روم یا میزوں یا پھر برآمدہ۔ یہاں پسندیدہ سے مراد آپ کے گھر کا وہ حصہ ہے جہاں آپ خود کو پرسنوں اور خوش محسوس کر سکتے ہیں۔ نوٹ کیجئے کہ آپ اپنا زیادہ وقت کہاں گزارتے ہیں۔ خاص طور پر جب گھر میں کسی سے اختلاف رائے ہو جائے یا پھر کوئی ایسی بات کہ آپ تھوڑی دیر کے لئے اٹک تھک بیٹھنا چاہیں تو کہاں کارب کرتے ہیں۔

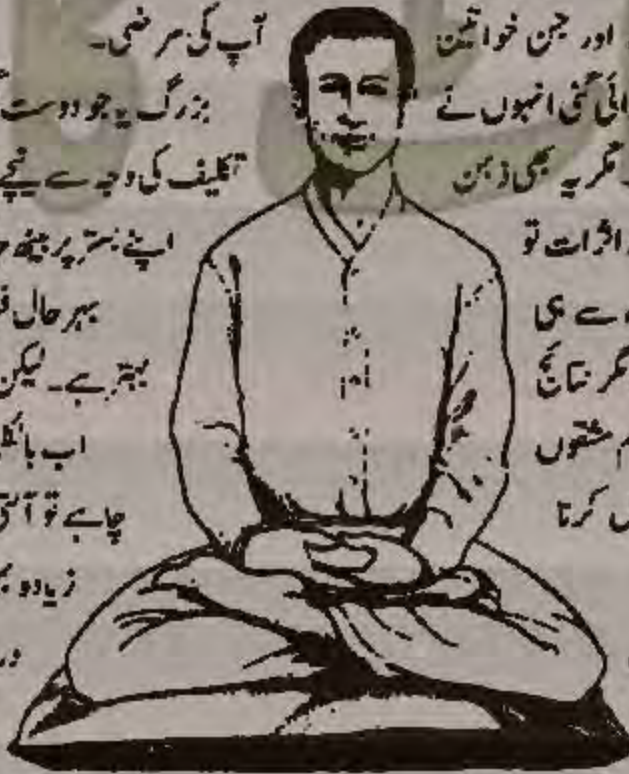
تہ چاہے کوئی بھی ہو۔ آپ کی پسندیدہ ہو اور آپ وہاں نسبتاً زیادہ آرام دہ اور کم فرٹ میبل محسوس کریں۔

اب بیٹھنے کے لئے آرام دہ نشست کا اہتمام کیجئے۔ اگر فرش پر بیٹھنا چاہیں تو بہت اچھا ہے۔ فرش کی سختی سے بچنے کے لئے کوئی آشن یا سدا رکھ لیجئے۔ یہ آپ کی مرضی۔

بزرگ یہ جو دوست گھنٹوں میں درد یا کسی اور تکلیف کی وجہ سے بیٹھ نہ بیٹھ سکیں وہ کسی پر یا اپنے بستر پر بیٹھ جائیں۔

بہر حال فرش پر بیٹھنا ہر طرح سے بہتر ہے۔ لیکن پابندی نہیں۔

اب بالکل آرام سے بیٹھ جائیے۔ چاہے تو آلتی پالتی مار کر بیٹھ جائیں یہ زیادہ بہتر ہے۔ اگر گھنٹوں میں درد ہے یا آلتی پالتی مار کر نہیں بیٹھ سکتے تو کوئی



میں سے اصل میں ہم کیا چاہتے ہیں؟ چند قریبی دوستوں نے جواب دیا کہ ہزار خواہشیں پوری ہونے کے باوجود بھی ایک کمی کی سمجھ اور اپن سادہ جاتا ہے یا کئی دوستوں کا کہنا ہے کہ جب خواہش یا مقصد پورا ہو جائے ہے تو لگتا ہے کہ اصل میں ہماری خواہش یا گول یہ نہیں تھا بلکہ یہ تھا....

اگر آپ اس ٹینک سے بھر پور فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو پھر اس کے لئے سب سے پہلے اپنے ذہن کو چھاننا ضروری ہے۔ یاد رکھئے ذہن خالی نہیں کرنا بس ذہن کی وار ڈوب کو ترتیب دینا ہے۔ اس عمل سے آپ با آسانی اپنی خواہشات کو اپنی چاہ کو صحیح معنوں میں سمجھ سکیں گے۔ یہ اس ٹینک کا پہلا مرحلہ ہے۔ یاد رہے اس ٹینک کے ساتھ مندرجہ بالا مشقوں کا جاری رہنا بھی ضروری ہے۔ جس میں ہم بتدریج اضافہ بھی کرتے چھے جائیں گے۔

یہ اس سلسلے کی ابتدائی مشق ہے۔ اسے آپ ماٹنڈ فلٹس میڈیشن بھی کہہ سکتے ہیں۔ سڑکیں اور ڈپریشن سے نجات میں ان مشقوں کے انتہائی حیران کن اور مثبت نتائج سامنے آئے ہیں اور جن خواتین حضرات کو بھی یہ میڈیشن کروائی گئی انہوں نے انتہائی خوشی اور سکون محسوس کیا۔ مگر یہ بھی ذہن میں رکھیے کہ اس میڈیشن کے اثرات تو آپ کے جسم اور ذہن پر ابتداء سے ہی مرتب ہونا شروع ہو جائیں گے۔ مگر نتائج سامنے آنے کے لئے بتائی گئی تمام مشقوں اور ہدایات پر باقاعدگی سے عمل کرنا ضروری ہے۔

تو جناب ماٹنڈ فلٹس کی ان مشقوں کے ساتھ اب بات

بس اپنی توجہ سانس پر مرکوز رکھئے گا۔ اس ہوا کو گہرائی سے محسوس کرنے کی کوشش کرتے رہئے جو آپ کے جسم میں داخل ہو کر آپ کو آکسیجن فراہم کر رہی ہے اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کی صورت میں زیر سطح مادوں کو باہر نکال رہی ہے۔ بس محسوس کیجئے کہ آپ اس دنیا میں وجود رکھتے ہیں۔

ایک ان دیکھی ان چھوٹی ہوا ہے جو آپ کے سانس لینے کے دوران ناک کے نختوں سے آپ کے جسم میں داخل ہوتی ہے اور سانس باہر نکالتے ہوئے آپ کی تمام تھکاوٹ اداسی پریشانی مایوسیوں ساتھ لے کر باہر نکل جاتی ہے۔

اور پھر نئی تازگی ہوا جسم میں داخل ہوتی ہے اور یہی عمل بار بار دہرائی ہے۔

اس لمحے احساس کیجئے کہ آپ کے جسم کی صفائی کا کتنا اہم عمل قدرتی طور پر جاری و ساری ہے اور آپ کو اس کی خبر تک نہ تھی۔

احساس کیجئے کہ آپ اس دنیا میں وجود رکھتے ہیں احساس کیجئے کہ قدرت نے آپ کے حصے کی ہوا آپ کے لیے مختص کر دی ہے کیونکہ آپ دنیا میں موجود ہیں۔

پھر چاہے آپ کسی آدمی کے لئے اہمیت رکھیں یا نہ رکھیں قدرت کے لئے آپ اہم ہیں۔ قدرتی وسائل آپ کے لئے اپنی ذمہ داریاں پوری کر رہے ہیں۔ اس خدمت پر پر نہ تو کوئی مل ہے نہ ٹیکس اور نہ ہی کوئی اور ادائیگی۔

اس میڈیشن میں دورانیہ کی کوئی قید نہیں جتنی دیر آسانی سے بیٹھ سکیں اسی احساس میں بیٹھیے۔ جب جسم کو عادت ہونے لگے تو دورانیہ کم سے کم دن منٹ رکھئے۔

بات نہیں آپ کسی بھی آرام و راحت میں بیٹھ جائیے۔ اب اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیجئے لیکن کمر اور گردن کو سیدھا رکھیے۔

دھیان رہے کہ آپ نے کمر اور گردن کو سیدھا رکھنے کی کوشش کرتی ہے اسے اترانا نہیں ہے۔ اگر کمر میں درد ہے یا درد محسوس ہو تو ٹیک لگائیے۔

اب آپ آنکھیں بند کر لیجئے۔ اس لمحے اگر کوئی خیال آپ کو آنکھیں بند کرنے سے روکے تو اسے نظر انداز کیجئے۔ خیالات چاہے کتنی ہی رفتار سے آنا شروع ہوں انہیں آنے دیجئے، جانے دیجئے۔

اب یقیناً آپ سانس تو لے رہے ہیں۔ سانس لینے کے دوران جو ہوا اندر داخل ہو رہی ہے اور خارج ہو رہی ہے اس پر اپنی توجہ مرکوز کر دیجئے۔ اس ہوا کو محسوس کرنے کی کوشش کیجئے سانس لیتے ہوئے پیٹ کو پھلائے اور سانس خارج کرتے ہوئے پیٹ کو اندر کر لیجئے۔ اس مشق میں خود کو اتنا مہر کر لیجئے گا کہ آپ سانس کچھ دیر کے لیے روک سکیں۔ خیر یہ تو آگے کا مرحلہ ہے۔ ابھی تو بس اپنی ساری توجہ اس ہوا پر رکھیے جو سانس کی آمد و رفت میں جسم کے اندر جاری ہے اور باہر خارج ہو رہی ہے۔

سانس کی اس مشق کے دوران دوسرا کام جو آپ نے کرنا ہے وہ یہ کہ آنے والے خیالات یا کوئی بھی احساس خوشی کا ہو تو کبھی اچھی بات ہے، مگر کسی تکلیف درد کا بھی ہو یا کوئی اندیشہ غم پریشانی کا ہو اس سے بالکل بھی نہیں ٹھہرانا ہے۔ انہیں قبول کیجئے کسی بھی احساس کو زبردستی مت جھٹکیے۔

اور سب سے اہم آپ آنے والے ان خیالات اور احساسات کو کوئی نام مت دیجئے۔ یہ اچھے ہوں یا برے خوشی کے ہوں یا غم کے۔

ہوتے رہتے ہیں۔ بالکل اسی طرح آپ اپنی سانس کے آنے جانے سے لطف اندوز ہوئے۔

مانندِ قل نہیں کے بارے میں کوئی سوال ذہن میں آئے یا کسی مشق کے حوالے سے کوئی وضاحت درکار ہو تو روحانی ڈائجسٹ کے پتے پر بذریعہ ای میل یا خط رابطہ کر سکتے ہیں۔ انشاء اللہ اعلیٰ قسط میں ہم اس کے مزید مرحلوں اور مشقوں پر بات کریں گے۔

(حبابی ہے)



میڈیشن کے بعد تھوڑی دیر اسی حالت میں رہئے۔ ایک دم سے یا فوری نہیں اٹھنا ہے۔ آنکھیں بھی آہستہ آہستہ کھولنی ہیں۔

ان مشق کو اس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے کبھی آسمان پر اڑتے پرندوں یا کسی خوبصورت نظارے پر ہماری توجہ اتنی گہری ہو جاتی ہے کہ نہ تو ٹریفک کا شور ہمیں ڈسٹرب کرتا ہے ناکسی کی موجودگی اس المہاک میں محسوس ہوتی ہے۔ ہم اس پاس کے ماحول سے بے خبر ہو کر اس منظر سے لطف اندوز

پاکستان ہیرالڈ پبلیکیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ اور ڈان میڈیا گروپ کے ڈائریکٹر مسعود حامد، جمعہ 17 اپریل 2015ء کو کراچی میں نامعلوم افراد کی فائرنگ سے جاں بحق ہو گئے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ



ان کی عمر 57 برس تھی، مسعود حامد مرحوم کی نماز جنازہ اور تدفین میں عزیز واقارب کے علاوہ دوستوں، ان کے دفتر کے ساتھیوں، پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا، ایڈورٹائزنگ سے تعلق رکھنے والے لوگوں اور مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی شخصیات نے شرکت کی۔

مسعود حامد پچھلے 28 برس سے پاکستان ہیرالڈ پبلیکیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ سے وابستہ تھے، اپنی بہترین قائدانہ صلاحیتوں کے باعث مسعود حامد نے ڈان گروپ کے لیے بہترین مارکیٹنگ مینم تفکیر دی۔

مسعود حامد آئن پاکستان نیوز پیپر سوسائٹی (اے پی این ایس) آئن پاکستان نیوز پیپر سوسائٹی کے سیکرٹری جنرل بھی رہ چکے ہیں۔ مسعود حامد اخباری صنعت کی ترقی کے لیے بھی متحرک رہے، وہ میڈیا انڈسٹری کی ہر و اعزب شخصیت تھے۔

انہوں نے لواحقین میں اہلیہ، ایک بیٹی اور بیٹا چھوڑا، اور ان کی ایک صاحبزادی بھی صحافت کے شعبہ سے وابستہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مسعود حامد مرحوم کی مغفرت ہو، انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا ہو اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہو۔ قارئین سے بھی مسعود حامد مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔



ڈاکٹر وقار یوسف عظیمی کی کتاب

نظر بد اور شر سے حفاظت



قرآنی آیات، احادیث نبوی ﷺ اور اولیاء اللہ کی تعلیمات کی روشنی میں نظر بد، حسد، سحر کی وضاحت اور

ان سے نجات و حفاظت کے لیے اور ادو ظائف.... اس کتاب میں جنات کی حقیقت اور انسانوں کے ساتھ جنات کے رابطوں اور تعلقات کا تذکرہ بھی شامل ہے۔

اپنے قریبی بک اسٹال سے طلب فرمائیں یا بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک گھر بیٹھے منگوانے کے لیے رابطہ کریں

سرکولیشن ڈیپارٹمنٹ، مکتبہ روحانی ڈائجسٹ

1-D, 1/7 ناظم آباد، کراچی 74600۔ فون: 021-36606329

ای میل: manager_roohanidigest@yahoo.com

روحانی ڈائجسٹ



جب حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے ڈیڑھ ہزار
برس پہلے وسطی ایشیا کے آریا گھڑ سوار یورپ
مغربی اور جنوبی ایشیا میں پھیلنے شروع
ہوئے تو جہاں جہاں بھی
انھوں نے بستیاں بسائیں وہاں
وہاں کے ہو رہے۔ یورپ میں یہ
آریا سلاوگ اور جرمن ہو گئے۔ ایشیا
میں ایرانی اور جنوبی ایشیا میں
ہندو بھانے گئے۔

یہ یمن سے آنے والا چادش بھیسے کتنی بھی باتاں کر
لے۔ آج ذہائی سو برس بعد بھی اس کی آٹھویں نس
خواب میں یمن ہی دیکھتی ہے۔ چودہ سو برس پہلے کے
خطبہ حجت الوداع کے بعد بھی عربوں کا تصور دنیا آج
بھی دو حصوں میں بنا ہوا ہے۔ عربی (صاحب اللسان)
اور عجمی (اجنبی اور گونگے) جو عرب اس نسیات سے
بظاہر انکار کریں انھیں ذرا دس منٹ
کرید کے دیکھیے پھر وہ آپ کو
دیکھ لیں گے۔

آریاؤں کے برعکس سامی انفسل یہودی سازھے
تین ہزار سال کی در بدری سے باوجود آج بھی خدا کی
راڈنی امت کے طور پر کسی کو خاطر میں نہیں لاتے۔
لیکن اسی دوران انھوں نے کم از کم ایک مرکز ایسا
ضرور بنا لیا جو یہ تسلیم کرتا ہے کہ یہودی بھیسے کسی بھی
نسل میں رہتا ہو پہلے یہودی ہے پھر کچھ
اور۔ اس لیے دنیا کے کسی کونے سے جو
بھی یہودی چاہے اپنی غیر اسرائیلی
شناخت سمیت اسرائیل میں آباد ہو سکتا ہے۔ آ کے
پھر جا سکتا ہے اور جا کے پھر آ سکتا ہے۔

اور یہ صرف عربوں کا ہی حال نہیں۔ صحرائے
اعظم کا برابر اور ناٹھیر یا کابلانی مسلمان ہو کہ ہتھم زہ
جنوبی سوڈانی عیسائی زادہ۔ خود کو بی ڈالنے کا ٹرا اور
افریقی شناخت کسی قیمت فروخت نہیں کرتا۔
دہا جنوبی ایشیا تو یہاں کے بنگالی بھیسے مسلمان ہوں
کہ غیر مسلم وہ اپنی جڑیں بنگال میں ہی دیکھتے ہیں۔
انھیں زمین زادہ ہونے پر اتنا ہی فخر ہے جتنا ہندو یا
مسلمان یا بودھ ہونے پر۔ یہی حال ملے اور
اندونیشیوں کا بھی ہے۔ عقیدہ بھیسے کچھ بھی ہو مگر
جانتے ہیں کہ ان کا جینا مرنا اپنی ہی بھوی سے وابستہ
ہے۔ ان کے پرکھے ہزاروں برس پہلے کہیں سے

کم و بیش یہی حال سامیوں کے دوسرے گروہ
عربوں کا بھی ہے۔ وہ اسلام سے پہلے بھی عربی ثقافت
میں بہت تھے اور اسلام کے بعد بھی عرب نصیبت
دماغ سے نہ نکال پائے۔۔۔ جتنے عرب سعودی ہے اتنا
ہی عرب شامی اور مصری بھی ہے اور جتنا عرب ایک
مسلمان ہے اتنا ہی عرب ایک فلسطینی و لبنانی عیسائی
بھی ہے اور جتنا عرب ایک کویتی ہے اتنا ہی عرب
ایب عراقی شیعہ بھی۔
دکن کی سعنت علانیہ کی فوج میں بھرتی کے

اور بنگال مسلمان نکال دیے جائیں تو باقی سب اپنے
ڈانڈے آج بھی برصغیر سے باہر تلاش کرتے ہیں۔

مثلاً سب سے زیادہ سید جنوبی ایشیا میں ہیں اور
سب کے شجرے ایران، بخارا اور حجاز سے شروع ہو
کر وہاں ختم ہوتے ہیں۔ یقیناً منگولوں کے حملوں کے
بعد سے بالخصوص بخارا و سمرقند، ایران اور عربستان
سے لوگوں نے برصغیر کی جانب ہجرت کی۔ مگر کیا یہ
تمام کے تمام خما، صوفیا اور اثر افیہ ہی تھے؟ کوئی ایک
آدھ ترکھان، جو اہنا، لوہار، مزدور اور کاشتکار بھی تو ان
عداقوں سے آیا ہو گا؟ وہ آج کہاں ہیں؟

کہا جاتا ہے ہندوستان پر مسلمانوں نے ایک ہزار
برس حکومت کی۔ قائدانہ نڈالوں سے مقلوں تک
سب یہیں آکر رہے، مقامی رسوم و رواج سے بھی
متاثر ہوئے اور اپنی روایات سے مقامی لوگوں کو بھی
متاثر کیا۔ دفن بھی یہیں ہوئے لیکن خود کو مرتے دم
تک ہندوستانی کے بجائے ترک، مغل اور افغان بچہ ہی
کہتے رہے اور کہتے ہیں۔ یہ بھی تو ہیں غور ہے کہ سلطنت
مغلیہ کے زوال کے بعد سے بیشتر مغل آخر پنجاب میں
ہی کیوں پائے جاتے ہیں؟ پاکستان کے دیگر صوبوں میں
اتنے کیوں دکھائی نہیں دیتے۔ اور ساری مغلیہ مغل
کھانوں پر ہی کیوں ختم ہو جاتی ہے۔

اسی طرح بہت سے پشتونوں کا خیال ہے کہ وہ
مقامی یا آریائی النسل نہیں بلکہ بنی اسرائیل کا بارہواں
گمشدہ قبیلہ ہیں۔ تو پھر باقی گمبورو قبیلوں کے وارث
انھیں اپنا گمشدہ بھائی تسلیم کیوں نہیں کرتے....؟

سندھی اتنے قوم پرست ہیں کہ مرسوں
مرسون سندھ نہ دیکھوں۔ لیکن جہاں جڑوں کی بحث
چھڑتی ہے تو کمبوزے اور داؤد پوترے فوراً سلطنت

www.paksociety.com

آئے بھی ہوں گے تو ان کی بلا ہے۔

مگر (سوائے بنگال) جنوبی ایشیا کے مسلمان کون
ہیں؟ اگر تو یہ اسی دھرتی کے ہیں تو پھر جہاں جہاں کے
دیکھتے ہیں اور امریکہ باہر کے ہیں تو پھر جہاں جہاں کے
بھی ہیں وہاں وہاں کے انھیں اپنا کیوں تسلیم نہیں
کرتے۔ یہ کب تک شناخت کے صحرائیں بھٹکتے رہیں
گے اور ان کی روحوں کو کب قرار آئے گا اور دماغ و
ون کب سمجھیں گے کہ تمہارا اصل کس مٹی میں
ہے؟ کئی لوگ اقبالیات میں پناہ لیتے ہوئے یہ بھول
جاتے ہیں کہ ترانہ ہندی کہنے والے اقبال کا پن
اسلام ازم نسلی تقاضے سے نہیں ممکنہ سیاسی یکجہتی کی
کوہ سے پیدا ہوا تھا۔

مگر میں جب اپنے گرد و پیش پر نظر ڈالتا ہوں تو
بہت کم ایسے مسلمان نظر آتے ہیں جو خود کو یہیں کا
کہتے ہوں اور اپنی شناخت باہر ڈھونڈنے میں فخر نہ
محسوس کرتے ہوں۔

آپ خود ہی سوچنے کہ محمد بن قاسم سے بہادر
شاہ ظفر تک عرب، ایران، افغانستان اور وسطی ایشیا
سے زیادہ سے زیادہ کتنے ترک، پھان، ایرانی، کرد،
کاشیائی فوجی، امراء، درویش یا ہنرمند آکر برصغیر میں
بے ہوں گے؟ دس لاکھ، تیس، تیس لاکھ، پچاس
لاکھ، حد ایک کروڑ۔ آج بھارت اور پاکستان میں
مسلمانوں کی مجموعی تعداد اڑتیس سے چالیس کروڑ
کے درمیان بتائی جاتی ہے (یہ آبادی پورے مشرق
وسطی اور شمالی افریقہ کے مسلمانوں سے زیادہ ہے)۔

حقیقت یہ ہے کہ ان چالیس کروڑ میں سے
نوسے فیصد وہ ہیں جن کے آباؤ اجداد صوفیا کے طفیل
مسلمان ہوئے۔ لیکن ان میں سے اگر جاٹ، راجپوت

اسی سبب ان مقامات سے ان کی عقیدت بھی باقی دنیا کے مسلمانوں کے مقابلے میں دو چند ہے لیکن جب انھی مسلمانوں کا آج کے کسی ایرانی، ترک یا عرب سے سامنا ہوتا ہے تو وہ انھیں ہندوستانی اور پاکستانی کے کچھ نہیں سمجھتا۔ اپنے ہی ملک میں تین تین نسلوں سے آباد بہت سے برصغیر یوں کو شہریت دینا تو آج انھیں رفیق اور مسکین سے اوپر آتی تک کہنے پر آمادہ نہیں۔ اس کے باوجود برصغیر کا مسلمان اپنی اصل شناخت کو کھونچنے اور اس پر فخر کی عادت ڈالنے کے بجائے اپنے بدلسی شجر سے سنبھال سنبھال کے خود ہی خوش ہوتا رہتا ہے۔

جب تک اندر کے بھائے باہر کی طرف دیکھنے کی عادت رہے گی تب تک نہ اپنی نگاہوں میں اپنی توقیر ہو سکتی ہے اور نہ دوسروں کی نظروں میں۔ ہتھ لہنی جلد پر ہی بھاری ہوتا ہے۔ مگر یہ محاورہ سچ ہوتا ہے ہی ممکن ہے کہ خود کو غیر برصغیری سمجھنے والے مسلمانوں سے آزاد کرنے کی اجتماعی کوشش کی جائے اور ان مسلمان قوموں سے سبق لیا جائے جو اپنی اپنی شناخت پر فخر کرتی ہیں مگر ان کا اسلام بھی خطرے میں نہیں پڑتا۔ آپ یہاں کے ہیں اور یہیں کے ہی رہیں گے۔ بھلے آپ انہیں پکٹائیں۔ دوسرے آپ کو یہی ملتے ہیں....

بشکر روزنامہ ایکسپریس



عباسیہ سے رشتہ جوڑ لیتے ہیں۔ تاپور، چانڈیہ، جتوئی، زرداری وغیرہ بلوچ ہیں اور ہونچ خود کو کردوں کا ایک قبیلہ سمجھتے ہیں۔ صرف براہوی ایسے ہیں جو خود کو یہیں کا کہتے ہیں۔ سومرہ جانے کب سے سندھی ہیں مگر گنگو میں وہ آپ کو عربستان سے اپنی آمد کا بتانا نہیں بھولیں گے۔ سید ایسوسی ایشن بھی آپ کو سندھ میں ہی ملے گی۔

سندھ کے ساٹ قبائل خود کو یہیں کا بتاتے ہیں لیکن کسی کو بھی یہ کہنا سنتا اچھا نہیں لگتا کہ ان کے پرکھے راجہ واہر کی بھی رعایا یا ہم مذہب رہے ہوں گے۔ میں بہت سے سندھی دوستوں کو جانتا ہوں جو خود کو فخریہ ساٹ بھی کہتے ہیں اور اگلی سانس میں یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ محمد بن قاسم کے ہمراہ یا فوراً بعد سے یہاں آباد ہیں۔ آخر میں صرف کوہلی، بھیل گھوڑا اور ٹھاکر ہی پہنچے ہیں جو سندھ میں نہ کہیں سے آئے نہ نہیں گئے۔

قبل از ضیاء دور کے تعلیمی نصاب میں کم از کم اتنا ضرور تھا کہ موہن جو دڑو، ہڑپہ اور نیکسلا کو بھی پاکستان کا تہذیبی و نسلی ورثہ شمار کیا جاتا تھا۔ لیکن اب سے پانچ برس پہلے جب میں نے موہن جو دڑو میوزیم کے ایک کیورٹور سے ان آئٹمز کی دن بدن خستہ حالی کی بابت پوچھا تو اس نے کہا

”یہ تو ہندوؤں کا ورثہ ہے۔ ہندو تو اب یہاں سے چلے گئے۔ ہم سے جتنی دیکھ بھال ہو سکتی ہے کر رہے ہیں۔ ابھی اور کیا کریں سائیں“

ایک جانب تو برصغیر کے مسلمانوں کی اکثریت کا یہ خیال ہے کہ ان کی رگوں میں آج بھی وہ سٹی ایشیا سے لے کے حجاز اور یمن تک کا خون دوڑ رہا ہے اور

غلط زبان گوارا

بدترکیب زبان نامنظور

غالب اور

اقبال عظیمی

کہتے تھے۔ اردو زبان

میں وہ فارسی جیسی

وسعت نہیں۔ اس کا

دامن تنگ ہے۔ ہر بات کہنے

کا بس ایک ہی ڈھنگ ہے۔ کسی کو بے حیا

کہنا ہو تو زیادہ سے زیادہ بے شرم کہہ سکتے ہیں۔ یہی

صورت بے شرم کہنے کی ہے۔ ہاں اگر اردو روایت کو

توڑ کر ڈوب مروا کہا جائے تو اس میں ڈال آتی ہے، گویا

یہ ہندی ترکیب ہے جس میں گڑگا جمنی مٹی کی بو صاف

چھلکتی ہے۔ ڈال وانا اصول اختیار کیا جائے تو ایسا

انتشار اور ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ اردو زبان میں گالین

بھی نہیں۔ اردو میں دشنام طرازی کی فہرست بتائی

جائے تو اکثر سسرالی رشتے داروں کے

نام آتے ہیں۔ میں یوپی کے جس علاقے

میں پیدا ہوا تھا وہاں رواج پانے والی

گالیوں میں ایک گالی

”سوہرا“ بھی تھی جو یقیناً شوہر کی گڑھی ہوتی

شکل ہے۔

میں جس وقت یہ سب کچھ لکھ رہا ہوں، صبح کا

وقت ہے اور میں پاکستان کی پارلیمان میں ہونے والی

(دیکھئے کیسا اچھا فارسی لفظ ذہن میں آیا) چشم کشا

گنگو سن چکا ہوں۔ اسی کے بعد یہ احساس ہوا کہ

انگریزوں کے گھر میں چالیس سال گزارنے کے بعد

آج احساس ہوتا ہے کہ گہنت زبان کے معاملے میں

بڑے ہی حیار ہیں۔ (میرے لفظ گہنت پر غور کیجئے،

آہستہ سے کہا جائے تو اس میں ڈلار جھلکتا ہے، چونچ کر

اور جھٹکا کر ادا کیجئے تو سخت غیر پرہیزگاری ہے) سنا ہے یہ

خونہن عربی میں بھی ہے مگر بہراں اس طرف گزر نہیں

اس لیے وثوق سے نہیں کہہ سکتے لیکن انگریزی کے

بارے میں تو ایک بات طے ہے۔ کتنے ہی نازیبا اور نا

گوارا الفاظ کی جگہ مینے کے لئے ایک سے ایک مہذب

اور ادب و آداب میں لینا ہوا لفظ طلب کیجئے، یہ زبان

تجھت پیش کر دیتی ہے۔ انگریزی میں تو نہایت

مہذب اور تمیز دار تو تو میں میں بھی ہو

سکتی ہے۔ بے حد معقول لفظوں میں

نہایت نامعقول بات بھی جاسکتی ہے اور

وہ بھی اس خونہن سے کہ نہ قابل دست اندازن،

پوئیس ہونہ تھانہ چہرہ کی نوبت آئے۔ یہی سبب

ہے کہ اردو میں کبھی جانے والی جتنی ناوار اور

نازیبا باتوں کی برطانیہ سے شکایت کی گئی ان کا حشر

سب جانتے ہیں۔ جب ان ہی (پھر فارسی لفظ میری

بدد کو آئے) ناکفیت چہ باتوں کا انگریزی میں ترجمہ کیا

گیا تو لندن سے جواب آیا کہ اس میں تو ایسی کوئی بات

نہیں کہ پوئیس کی دوزخیں لگ جائیں۔ یہ الفاظ اتنے

ناقص تو نہیں۔ ان میں تھوڑی سی ہو تو ہوا کچھ زیادہ

جست عزت تم سے تم ہم برطانیہ وانوں کو نظر نہیں

سکتی۔ اس پر ہمارے بھائی سوگ صاف بچ نکلے۔ یوں

www.paksociety.com

مثال بن کر لب کشائی کرنی چاہئے (یا اہل لکھنؤ کی نسبت سے) لکھنا چاہئے کہ دنیا دیکھا ہی کرے لیکن اب حال یہ ہے کہ آٹھ آٹھ آنسو رونے کو جی چاہتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے فلاں کی شان میں گستاخی کی تو عوام اسے جوتے مارے گی۔ مگر عرض ہے کہ عوام جوتے مارے گی۔ اس کو کہتے ہیں بے ادبی۔ اسی کا دوسرا نام زبان کی بے حرمتی، یہی ہے زبان کی بے توقیری۔ اول تو کسی مہذب معاشرے میں جوتے مارنے کی بات سخت بد تہذیبی ہے۔ پھر وہ بھی عوام کے ہاتھوں۔ سوچنے وہ عوام کیسے ہوں گے جو کسی کو جوتے ماریں گے۔ یہاں تک بھی خیمت ہے لیکن جو بات قطعی منظور نہیں وہ یہ لہجہ کہ عوام مارے گی۔ بے چارے عوام، غریب، سادہ لوگ، تہذیب یافتہ عوام، لفظ بھر میں مونٹ بنا دیئے گئے۔ وہی عوام جو کبھی ظلم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، جو کانٹا امرائے درو دیوار بلا دیتے ہیں اور وہ عوام جو ستم کا نشانہ بھی بنتے ہیں ان کی کلائیوں میں چوڑیاں کیسے ڈال دی گئیں، اور وہ بھی ان لوگوں کے ہاتھوں جنہیں اپنے اہل زبان ہونے پر ناز ہو۔ ایسے لوگوں کو خواص تو شاید کچھ نہیں کہیں گے البتہ عوام ان کے لئے جو لفظ ادا کریں گے اس لفظ کے بس ایک دو ہی متبادل ہیں، وہ بھی کمزور اور بزدل۔

اردو کے بارے میں رشید احمد صدیقی مرحوم نے کیا اچھی بات کہی تھی کہ زبان کے علاوہ اردو بہت کچھ اور بھی ہے، جیسے ایک قیمتی درشہ، ایک قابل قدر روایت، ایک نادر آرٹ، ایک مسکور کن نغمہ، قابل فخر کارنامہ، کوئی بیان و قایا اس طرح کی کتنی اور باتیں جو محسوس ہوتی ہیں لیکن بیان نہیں ہو پاتیں۔

بھی خدا جانے کون کہاں بیٹھا اپنے چمٹکار دکھا رہا ہے کہ وہ کچھ بھی کہیں، چھوٹ جاتے ہیں۔

ایک بات سچ کچھ کہوں تو یہ ہے کہ اردو کسی زبان کا نام نہیں۔ یہ کوئی بھاشا نہیں، کوئی لینگویج نہیں۔ اردو ایک تہذیب کا نام ہے۔ یہ زندگی کے ایک ڈھنگ کا، ایک طور اور ایک طریقے کا نام ہے۔ یہ بول چال، رکھ رکھاؤ، زندگی بسر کرنے کے ایک قرینے کا دوسرا نام ہے۔ اردو اصل میں لشکر کو کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے دیکھئے تو اس میں فرد نہیں آتا، معاشرہ آتا ہے۔ یہ ایک اجتماع کے روپے کا نام ہے۔ لفظ اردو ترکی کے علاوہ منگولوں کی زبان میں بھی ہے۔ وہی زبان جس میں رہائش کے خیمے کو ”گھر“ کہا جاتا ہے۔ اس میں ہر نئی بیوی کے لئے بنائے جانے والے گھر کو ”اردو“ کہتے ہیں۔ گویا یہ لفظ کسی فرد کے نہیں، کسی گنبد یا گھرانے کے اجتماعی ادب و آداب کا آئینہ دار ہے۔ یہ نہ تمیز سے خالی ہے نہ تہذیب سے تہی۔

اسی بحث میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ دنیا کی تمام دوسری زبانوں کے برعکس زبان اردو میں شعر و شاعری، افسانے، ناول اور سوانح و ادب کہا جاتا ہے۔ آسان لفظوں میں یوں سمجھئے کہ جس صنف کو دنیا لٹریچر کہتی ہے، ہم ادب کہتے ہیں۔ ادب اردو کے ان گنے چنے لفظوں میں شامل ہے جس کے درجن بھر متبادل مل جائیں گے، مثلاً لحاظ، مرثیہ، تمیز، تہذیب، سلیقہ، قرینہ، شانگل، دستور، مراتب، تعلیم، پاس اور توقیر۔ یہ سب ملتے ہیں تو ادب بنتا ہے۔ ایسے میں وہ لوگ جو خود کو اردو اسپیکنگ کہتے ہیں یا کہلاتے ہیں ان کو تو ادب کی ایسی

انہوں نے یاس عظیم آبادی، جگر مراد آبادی اور اصغر گوٹروی جیسے شاعروں کو لاہور بلایا، اسی زمانے میں سیما اکبر آبادی اور ساغر نظامی بھی لاہور آگئے تو لاہور کا یہ حال ہوا جیسے بارات میں شہنائیاں بجنے لگی ہوں۔ لاہور میں ہر طرف شعر و شاعری کے چرچے شروع ہو گئے۔ پھر مر عبد القادر مرحوم موجود تھے اور وہ تو بچانے خود ایک اداکار تھے۔ تو وہ دور ہم نے دیکھا ہے اپنی آنکھوں سے۔ لوٹ بڑھ چڑھ کر شاعروں کو داد دیتے تھے۔ آپس میں موصراات چٹھک بھی ہوتی تھی لیکن کالی گلوچ تک نوبت نہیں آتی تھی۔ تو لاہور کا وہ دور پھر ہم نے نہیں دیکھا۔ اجاز ہو گئے عہد کہن کے مٹانے گزشتہ بادہ پرستوں کی یادگار ہوں میں۔“

جس وقت یہ باتیں کہی جا رہی تھیں، عاشق حسین بٹالوی نہیں بول رہے تھے، ایک دور بول رہا تھا، ایک عہد بول رہا تھا اور ہم نے ہا ادب ہو کر آنکھیں جھکا لی تھیں۔



پاکستان میں خدا جانے کس نے طے کر لیا ہے کہ اردو ہندوستان سے آئی ہے۔ اب کون انہیں سمجھائے کہ پاکستان کبھی ہندوستان تھا۔ یہ اعزاز شہر لاہور کو حاصل ہے جہاں آج کی اردو نے آنکھیں کھولیں اور چلنا سیکھا۔ ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی کے یہ الفاظ میری یادداشت کے ذخیرے میں محفوظ ہیں کہ۔ ”علم و ادب کی ترقی اور فروغ کے اعتبار سے سب سے زیادہ زرخیز اور بھرپور دور جو میں نے لاہور میں دیکھا ہے وہ دور دوبارہ نہیں آیا۔ لاہور کے اور نیشنل کالج میں ڈاکٹر شیخ محمد اقبال، پروفیسر شیخ محمد شفیع، حافظ محمود شیرانی، گورنمنٹ کالج میں پطرس بخاری اور پھر اقبال خود اور اس کے علاوہ مولانا ظفر علی خاں۔ ہندوؤں میں ناجیت رائے، تموک چند محروم، میلارام وفاق، دستا پد شاد فدا، نائک چند ناز، ادے سنگھ شائق، کرپاں سنگھ بیدار، سوہن نال ساحر جیسے بے شمار ہندو شعرا تھے۔ مولانا بیاجور نجیب آبادی کی ساری عمر لاہور میں گزری۔ انہوں نے وہاں اردو مرتز قائم کیا جس میں کام کرنے کے لئے

ایک کروڑ بیس لاکھ بچے تعلیم سے محروم



اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق مشرق وسطیٰ میں تعلیمی شعبے میں بہتری کی کوششوں کے باوجود بارہ ملین سے زائد بچے تعلیم سے محروم ہیں۔ ان اعداد و شمار کو پریشان کن قرار دیا جا رہا ہے۔ رپورٹ میں گزشتہ ایک دہائی کے دوران بچوں کی تعلیم کے لیے کیے جانے والے اقدامات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس رپورٹ میں انکشاف کیا گیا کہ اس خطے میں اسکولوں کی تعداد میں اضافے کے باوجود تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کی تعداد میں کمی واقع ہوئی ہے۔ ان اعداد و شمار میں عراق اور شام میں جاری تنازعات سے متاثر ہونے والے بچوں کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔

دھوٹے تھے، انہیں جراثیم کا پتا تھا، میں نے انہیں سے کہنے پر ٹوتھ پیسٹ کے ساتھ ساتھ ماڈرن شو، اس بھی استعمال کرنا شروع کیا، اپنے کھانے کے برتن علیحدہ کر لیے، اولیہ علیحدہ کر لیا اور ہر چیز چھان چھان کر کھانے لگا۔ مجھے جیسیاں جانے کا بہت شوق تھا لیکن جب ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ جیسیاں شوگر کا باعث بنتی ہیں اور ان میں جراثیم بڑھ جاتے ہیں تو میں نے

جراشیم

ڈاکٹر صاحب سے میری پہلی ملاقات آج سے پندرہ سال پہلے ہوئی جب میں سڑک پر کھڑا برف کا ٹوٹا ہوا ٹکڑا دیکھا۔ گرمی بہت زیادہ تھی، برف کا گولا تو مجھے سردیوں میں بھی اچھا لگتا ہے۔ بڈا گرمیوں میں تو میں ہاتھوں سے ڈھونڈنے کے ٹولے کھاتا ہوں۔ حسب معمول میں رات برف ٹکا ٹونا ہوس رہا تھا کہ ایک صاحب میرے قریب آئے اور آہستہ سے بولے "مجھے برف! یہ بہت نقصان دہ

ہوتی ہے۔" میں نے چونک کر دیکھ تو ایک انتہائی بڑا صاحب، سینک لگائے کھڑے تھے۔ میں نے اپرواق سے پوچھا "اس میں کیا نقصان ہے؟" انہوں نے کچھ دیر میری آنکھوں میں دیکھا، پھر تحمل سے بولے "اس میں جراثیم کی بجائے سکرین استعمال ہوتی ہے اور اوپر جو رنگ ڈالے جاتے ہیں وہ بھی انتہائی معزز صحت ہوتے ہیں، بڑا قسم کی بیماریاں لگ سکتی ہیں۔" میں نے یہ سنتے ہی بوکھا کر ٹونا سڑک پر پھینک دیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب سے میری باقاعدہ دوستی شروع ہوئی۔ میں نے ان جیسا صفائی پسند انسان کبھی نہیں دیکھا، ہاتھ دھونے سے پہلے بھی ہاتھ

باول نخواست جیسی سے بھی منہ نہ زنیاد میں جب بھی ڈاکٹر صاحب سے ملنے جاتا، مجھے لگتا کہ ڈاکٹر صاحب کے پاس موت کو شکست دینے کے ایک سو ایک طریقے ہیں۔ انہیں ہر بیماری کی وجوہات کا علم تھا ہذا وہ منہ ڈانٹ پیتے، تیز مرچوں والے سائٹ سے پرہیز کرتے، اپنی ہوشیاری سے بڑیوں پسند کرتے اور چائے کا کپ پکارتے ہوئے بھی ہاتھ پر نشو پیر پیسٹ لیتے۔ ڈاکٹر صاحب کی وجہ سے میری زندگی میں بہت تبدیلی آئی، میں نے نمبر میں نہانا چھوڑ دیا، پرائیویٹ سے پریزیڈنٹ شروع کر دی اور مٹی والی ہتھیوں سے دور رہنا شروع کر دیا۔ میرے سب مٹنے چھنے والے مجھ

میں نے یہ سیکھا کہ جراثیم ہی جراثیم نظر آتے ہیں، مگر انہیں دیکھنا اور ان سے بچنا سیکھنا ہے۔

بڑی ہوئی کہ جب کوئی مجھ سے ملنے آتا تو سلام لیتے ہوئے اس کا ہاتھ مجھ تک پہنچاتا اور نہ ٹنگو کرتے ہوئے اس کے منہ سے نکلنے والے جراثیم....!!!

ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی بتایا تھا کہ گلے ملنے سے بھی جراثیم منتقل ہو جاتے ہیں لہذا میں عید کی نماز پڑھنے جاتا تو کوشش کرتا کہ نماز ختم ہونے کے بعد جدی سے گھر آ جاؤں تاکہ کسی سے عید نہ ملتی پڑے۔ گھر میں اگر مجھے تھوڑی سی بھی صفائی کی کمی نظر آتی تو میں سب کا جینا محال کر دیتا، مجھے ہر اس چیز سے نفرت ہو گئی تھی جہاں جراثیم ہو سکتے تھے۔

مصیبت یہ تھی کہ میں جہاں بھی نظر ڈالتا مجھے جراثیم ہی جراثیم نظر آتے اور یوں لگتا جیسے موت مجھ پر حاوی ہونے کی کوشش کر رہی ہے۔ ایک دن ڈاکٹر صاحب سے تذکرہ کیا تو انہوں نے مجھے شاباش دی اور ایک عدد رنگین شیشہ عطا فرمایا، کہنے لگے کہ احتیاط کا تقاضا ہے کہ جب بھی کسی چیز پر شک ہو، یہ شیشہ اس کے اوپر کر کے دیکھ لینا، جراثیم صاف نظر آ جائیں گے۔ میں بہت خوش ہوا کہ اب زندگی آسان ہو جائے گی، لیکن میرا جینا دو بھر ہو گیا۔ میں اسے ٹی ایچ سے نوٹ بھی لگوا تا تو انہیں پکڑنے سے پہلے شیشے میں دیکھتا تو نوٹوں پر جراثیم کی قطاریں نظر آتیں اور مجھے مجبوراً دستانے پہن کر نوٹ وصول کرنا پڑتا۔

میرنی جب میں ہر وقت جراثیم و کسین کرنے والا شیشہ موجود رہنے لگا۔ اب ہی ایک شیشہ ڈاکٹر صاحب کے پاس بھی تھا۔ شروع شروع میں تو مجھے بہت مشکل پیش آئی لیکن پھر میں عادی ہو گیا۔ میں نے ایک عینک دانے کو کہہ کر اس شیشے کی عینک بنوا کر پہنی۔ اب میں جہاں بھی جاتا یہ عینک مجھے فوراً بتا

سے تنگ آنے لگے، کئی ایک نے تو یہیں تک کہہ دیا کہ تم پاگل ہو گئے ہو۔ میں ان کی باتیں سن کر دل ہی دل میں ہنستا تھا کہ انہیں کیا چاہا کہ میں نے ابدی زندگی کا ٹرپا لیا ہے۔ دھیرے دھیرے میری ہر دائرہ سے واقفیت ہوتی گئی اور میں کھانا کھانے سے پہلے پوری تسلی کر لیتا کہ کہیں کوئی دائرہ تو میرے پیٹ میں جانے کے لیے تیار نہیں بیٹھ۔

میرا دل کرتا تھا کہ ہر وقت ڈاکٹر صاحب کے پاس بیٹھا ہوں اور ان سے جراثیموں کے بارے میں ٹنگو کرتا رہوں، مجھے یہ چل گیا تھا کہ موت کا دوسرا نام جراثیم ہے، اگر جراثیم پر قابو پایا جائے تو موت پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی زندگی کو دیکھ دیکھ کر مجھے رشک آتا اور میں کوشش کرتا کہ میں بھی ان جیسا بن جاؤں۔ ایک دن جب انہوں نے مجھے بتایا کہ ہاتھ منانے سے بھی جراثیم ایک شخص سے دوسرے میں منتقل ہو جاتے ہیں تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں نے دوستوں رشتہ داروں سے ہاتھ مانا چھوڑ دیا، کوئی ہاتھ آگے کرتا تو میں نہ کی بھی سی جنبش سے مسکرا کر جواب دے دیتا۔ کئی ایک نے شکوہ کیا کہ تم مغرور ہو گئے ہو، اب میں انہیں یہ بتاتا کہ میں جینا چاہتا ہوں، ان کی طرح جراثیم کے انبار میں پھنس کر قبر میں نہیں اترنا چاہتا۔ میں نے کازٹی چلاتے ہوئے بھی دستانے پہننے شروع کر دیے۔

دفتر میں بھی کوشش کرتا کہ کسی زیادہ بولنے والے بندے کے سامنے نہ بیٹھوں کیونکہ ڈاکٹر صاحب نے بتایا تھا کہ جب کوئی بندہ بولتا ہے تو اس کے منہ سے بھی نظر نہ آنے والے جراثیم نکلتے ہیں۔ میں نے اس مسئلے کا حل یہ نکالا کہ اپنی آفس نہیں اتنی

www.paksociety.com

رکھے، ٹرک رواں دواں تھے اور موت سے بھاگنے والوں کا مذاق اڑا رہے تھے... میں نے ایک لمحے کے لیے سوچا، پھر بینک اتار کر زور سے قریبی دیوار پر دے مائی۔ شیشے کڑی کڑی ہو گئے، مجھے لگا جیسے بر کر چکی میری طرف دیکھ کر جس رسی بنے اور کہہ رہی ہے "تم اور تمہارے ڈاکٹر جیسے بہت سے آئے اور چلے گئے لیکن موت کا کچھ نہیں بگاڑ سکے... موت تو آکر رہے گی، کر لو جو کرنا ہے۔"



دیتی کہ کہاں کہاں جراثیم ہیں۔ مجھے حیرت تھی کہ ہر جگہ جراثیم ہی جراثیم بھرے نظر آتے۔ صوفوں پر، کرسیوں پر، ٹی وی پر، سڑک پر، گلیوں میں، درختوں پر، بانوں پر، کپڑوں پر، جوتوں پر...!!!

پھر ڈاکٹر صاحب نے مجھے ایک جراثیم کش دوائی عنایت فرمائی، اس دوائی کی وجہ سے میں بہت سکون میں آ گیا، جونہی میری بینک کے شیشوں میں کوئی جراثیم نظر آتا، میں ہاتھوں پر جلدی سے دوائی چھڑک کر مطلوبہ چیز اٹھا لیتا اور مجھے صاف نظر آ جاتا کہ جراثیم فنا ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی مہربانی سے میں بھی ان کے نقش قدم پر چل نکلا تھا اور مطمئن تھا۔ ہم نے موت کو کھست دینے کا طریقہ ڈھونڈ نکالا ہے۔

ایک دن میں ڈاکٹر صاحب سے ملنے ان کے کلینک پہنچا، کلینک بند تھا، میں ان کے گھر چلا گیا۔ وہاں کافی سارے لوگ جمع تھے۔ میں گھبرا گیا، چونکہ اس سے پہلے تو اس نے ایک عجیب و غریب جواب دیا، کہنے لگا "ڈاکٹر صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ میرے کان سائیں سائیں کرنے لگے، ڈاکٹر صاحب بھڑکیے وفات پا سکتے تھے؟؟؟ انہوں نے تو خود دوسرے قسم کے جراثیم سے بچا کر رہا ہوا تھا، پھر وہ کیسے مر گئے؟"

یہی سوال میں نے ڈاکٹر صاحب کی بیٹھ سے پوچھا تو انہوں نے رندھی ہوئی آواز میں کہا

"کٹاری میں کھینک جا رہے تھے راستے میں ایک ٹرک نے ٹکر مار دی اور وہیں دم توڑ دیا۔" میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں... میں کچھ سے عام میں چلتا ہوا امین روڈ پر چل گیا، پہلے بینک کے شیشوں میں دیکھا، پھر بینک اتار دی... ہر طرف گاڑیاں، بسیں،

ایسے تمام خواتین و حضرات اور خصوصاً بیرون ممالک کے قارئین کرام جنہیں ای میل میں سہولت حاصل ہے۔ وہ بچوں کا روحانی ڈائجسٹ، روحانی سوال و جواب، روحانی ڈاٹ، محفل مراقبہ اور استشارات کے لیے اپنے خطوط اور تجویز، فقہ سے متعلق تحریریں، مضامین، رپورٹس، ڈوکیومنٹس، تصاویر اور دیگر قارئین کی ایجنٹ لہذا ای میل کے ساتھ درج ذیل ایڈریس پر اپنی آراء ارسال کر سکتے ہیں۔

roohanidigest@yahoo.com

اپنی برائی میں سے ساتھ اپنا نام، شہر اور ملک کا نام ضرور تحریر کریں۔

سرویشن سے متعلق استشارات کے ساتھ اپنا رجسٹریشن نمبر لازماً تحریر کریں۔

عقل حیران ہے...! حیرت انگیز حقائق

سائنس خاموش ہے...!

دلچسپ، عجیب و غریب اور حیرت انگیز واقعات و آثار
سائنس جن کی حقیقت سے آج تک پردہ نہ اٹھا سکی

زندگی منطق کے بغیر تو موزر سکتی ہے۔ جذبات، احساسات اور وجدان کے بغیر نہیں۔
 پر اسراریت میں انسان کی دلچسپی اڑتی ہے اور ابد تک رہے گی۔ گو کہ یہ اسرار فوق الغیبت، قوت کی کوئی منطق نہیں
 ہوتی اور سائنس کے مروجہ اصولوں سے انہیں ثابت کیا جاسکتا ہے لیکن عشق، محبت اور سچے خوابوں کی بھی تو کوئی عقلی
 توجیہ یا تشریح نہیں کی جاسکتی۔ ان کا ہوتا ہی ان کی سائنس ہے۔ عقل کی محدودات میں انہیں سمیٹا نہیں جاسکتا۔ یہ سب
 بظاہر غیر عقلی باتیں بھی لوازمات حیات ہیں۔
 یوں تو سائنس نے انسان کے سامنے کائنات کے کئی حقائق کھول کر رکھے ہیں لیکن ہمارے ارد گرد اب بھی بہت
 سے ایسے راز پوشیدہ ہیں جن سے آج تک پردہ نہیں اٹھایا جا سکا ہے۔ آج بھی اس کڑوا کر حل پر بہت سے واقعات رونما
 ہوتے ہیں۔ کئی آثار ایسے موجود ہیں جو صدیوں سے انسانی عقل کے لیے حیرت کا باعث بنے ہوئے ہیں، جن کے متعلق
 سائنس سوالیہ نشان بنی ہوئی ہے۔

سولہویں صدی عیسوی کے فرانسیسی نجومی نوسٹرا ڈیمس
 کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کی کتاب "لیس
 پروفیتیس" Les Propheties چار سو سالوں میں سب سے
 زیادہ پڑھنے والی کتاب ہے۔
 اس کتاب میں نوسٹرا ڈیمس نے اپنے کئی بڑے بڑے
 واقعات کی حیران کن پیش گوئی کی تھیں، اس نے انقلاب
 فرانس، شاہ ہنری کی موت، پولینڈ، ہنگری، جنگ عظیم اول و
 دوم، صدر تینڈینی کا قتل، تاتاریوں نے آرمینیا کی
 سائنسی اختراعات کی درست پیش گوئیاں کیں۔ کہا جاتا ہے کہ
 اس کی 42 پیش گوئیاں میں سے 85% درست ثابت ہوئیں۔



ناسٹرا ڈیمس وہ شخص، جو کئی دنوں کے لیے سکتا تھا...

نعلین پر اب لندن سے خون کا تہاڑا ہو گا
وہ آٹ سے جلے گا، سات تین میں اور چھ کو
قدیم عورت اپنے بلند مقام سے گر جائے گی
اس فرقہ کے کئی لوگ مارے جائیں گے

ٹاسٹر ڈیس نے اپنی بعض پیشگوئیوں میں واقعات
کی درست تاریخ اور نام بھی استعمال کیے۔ اس پیشگوئی
میں ٹاسٹر ڈیس نے سال بھی بتا دیا تھا، مگر اس نے پیشگی
کی طرف لامطینی انداز میں تین میں اور چھ لکھا، یعنی سن
تہیہ سٹھ۔ یہ واقعہ ٹاسٹر ڈیس کی موت کے ۳۰ سال بعد
۲۰ ستمبر سے 5 ستمبر 1666ء میں پیش آیا۔

برصغیر کی تاریخ کی اس ناقابل فراموش آتش
زدگی میں آگ مسلسل چار دن تک لندن کے مختلف
حصوں تک پھیلی چلی گئی۔ آگ قدیم رومی دیوار لندن
کی حدوں میں واقع شہر لندن کو کھ گئی۔

یہ آگ شاہنہ طمطراق کے حامل ویسٹ منسٹر
(موجودہ لندن کی مغربی حد) کے ضلع چارلس دوم سے
سفید محل اور بہت سے مسافاتی آبادیوں کے لئے بھی
خطروں میں تھی لیکن وہاں تک پہنچ نہ سکی۔ تاہم تقریباً
تیرہ ہزار دو سو 200، 13 مکانات، 87 ذیلی کلیسا،
سیڑھیں، پل، تسمیہ زل اور زیادہ تر شہر کی محکماتی عمارات
اس آگ کی نذر ہو گئیں، دوسرے لفظوں میں لندن
شہر کا 75 فیصد حصہ جل کر خاک ہو گیا۔

اندازے کے مطابق اس آگ سے 80 ہزار میں

تیسرا اور آخری حصہ

ٹاسٹر ڈیس انسانی تاریخ سے پیشگوئیوں میں
حیرت انگیز انفرادیت رکھتا ہے، کیونکہ اس کی اکثر
پیش گوئیوں جو بڑے لوگوں اور بڑے واقعات سے
بارے میں تھیں درست ثابت ہوئیں۔ ٹاسٹر ڈیس کی
پیش گوئیوں کی تصدیق اس کی اپنی زندگی کے دور سے
شروع ہوئی تھی۔ جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ اولین پیش
گوئی جس نے شہرت حاصل کی وہ شہر دہلی کی حادثاتی
موت کی تھی جو بالکل درست ثابت ہوئی۔

اس سے پہلے اس نے رعب لیبیکا پر تھی Felice
Peretti di Montalto کے پاپائے روم سیکتوس
خامس Sixtus V بننے کی پیش گوئی کی تھی یہ بھی بعد
میں درست ثابت ہوئی تھی۔ پریٹ ٹاسٹر ڈیس کے
مرنے کے 30 سال بعد 1585ء میں پاپائے روم بنے۔

ٹاسٹر ڈیس کی موت کے بعد اس کی وہ مشہور
پیشگوئی جو قریب ترین زمانے میں پوری ہوئی، لندن کی
بولنگ آتشزدگی کی تھی، (صدی 2: رپہ کی 52)

de fang de la terre à plusieurs fois frute,
d'auglez par fautes de vingt trois les fir,
de dame antique chessa ne place haute,
de meime faire plusieurs feant acore.
The blood of the just will demanded
a fault at London,
Burnt through Fire in the year of
three twenties and the six.
The ancient lady will fall from her
high place,
Several of the same sect will be
killed.



Scanned By Amir

اس پیش گوئیوں میں دئے گئے سن 1580 سے 1703 کے دوران یورپی ممالک میں تحت یقیناً پانچ بار تبدیلیں ہوئی، اس کی ابتداء 1580 میں سپین کے ہارشاو فلپ دوم پر لگن ساتھ اس وقت سے لے کر اور 1703ء



سے 70 بار باشندے بے گھر ہو گئے تھے۔ اس کے نتیجے میں ہونے والا جانی نقصان : معلوم ہے، کیونکہ روایاتی اعداد و شمار سے محض چند اموات، پتہ چلتا ہے۔ تاہم اموات کے ان اعداد و شمار درست تسلیم نہیں

میں آئندہ کے جوزف اول کے دوبارہ تخت حاصل کرنے تک تھیں۔

کیا جائے، جس کا سبب یہ بتایا گیا ہے کہ جانی نقصان کی مد میں درمیانے طبقے اور غریب طبقے کے لوگوں کو شمار نہیں کیا گیا تھا۔



ٹائٹل ڈیس کی دوسری بڑی پیش گوئی انقلاب فرانس (1789، 1794ء) کے متعلق تھی۔

شارمین اس رباعی کے دوسرے بند میں قدیم عورت سے جیسا بیوں کا قدیمی فرقہ کیتھولک مراد لیتے ہیں، یونکہ اس آئینہ نگاری کے بعد ہی سے برطانیہ میں پروٹسٹنٹ فرقہ جو کیتھولک سے دب کر رہتا تھا ان پر حاوی ہو گیا۔

انھار ہویں صدی میں فرانس کی شاہی حکومت اثر افیہ طبقہ اور کیتھولک پارٹیوں اور جاگیر دارانہ جوڑ پر مشتمل تھی، بادشاہ و امراء اپنے ملک اور رعایا کا یہی خواہند تھے، شاہی خزانہ خالی ہو گیا، جسے بھرنے کے لیے عوام پر اضافی ٹیکس عائد کیے گئے۔



دوسری جانب مذہبی اور اثر افیہ حقیقت مان مشکلات و محنتوں کی بجائے ایسے نظریاتی مباحثات میں پھنسے رہے جن کا عوام کی بدترین حالت یا ان کے نقصان سے دور کا جی تعلق نہ تھا۔

ٹائٹل ڈیس کی ایک اور پیش گوئی جس میں واقعات کی درست تاریخ بیان کی تھی۔ برصغیر کی سیاسی اور چھ ماہ کے متعلق تھی: (صدی 6: رباعی 2)

En l'an cinq cent cinquante plus ou moins
On attendra le siècle bien étrange :
En l'an sept cent, et trois lieux en reformes.
Que plusieurs régnes en a cinq ferons change

لوگ بدلتوں، مذہبی جھگڑوں اور امراء کی عیاشیوں سے آتے گئے تھے۔ اس دوران روس اور وائٹبرجیسے انقلاب پسند مفکروں نے جمہوریت، مذہبی رواداری اور انسانیت کا پرچار کیا، جن کی تحریروں کو پڑھ کر عوام حالات بدلتے پر آمادہ ہوئے اور پھر انقلاب برپا ہوا۔

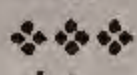
In year five hundred eighty more or less,
One will await a very strange century:
In the year seven hundred and three the
heavens witness thereof,
That through multiple reigns, there will
be five changes

1789ء میں عوام نے جمہوری حکومت کی بنیاد ڈالی، بادشاہ اور امراء نے اس کے خلاف فوجی کارروائیوں کی و شش کی عمر میں اس کے عوام نے بغاوت کر دی۔

تقریباً 500 و 500 سے پیشتر سچ پائی سو اس میں
آیت عجیب دور آئے گا
سچ سرت سو تین میں آسماں گواہ ہوگا
متعدد حکومتوں میں پانچ تبدیلیاں

*Les gens esclaves chantent, chantent des requêtes.
L'esprit par les princes et seigneurs aux prisons :*
*Les esclaves par leurs voix seules,
Feraient souvent par divines oraisons.*
Songs, chants, and demands will come
from the enslaved
while Princes and Lords are held cap-
tive in prisons.
In the future by such headless idiots
These will be taken as divine utterances

غلام بنا کر رکھے عوام کے نغمے اور مطالبات سے
شہزادے اور امراء جینوں میں قید ہوتے تھے
مستقبل میں، یعنی سروت کے یہ قوف کے
الہامی حکمت ات سے لے لیے جائیں گے
ان دونوں رباعیوں پر غور کریں تو اس میں
انقلاب فرانس کا ایک ایک منظر نظر آتا ہے، شاہی طبقت
کے جناب سے مایوسی بھران، عوام کے مطالبات اور
بغاوت، پچیس کی افرائیگری، اثر افی عہدوں کا قید اور
اور سر قلم ہونا، نیا دستور اور پاپائی قانون کا خاتمہ۔



ناسٹر ڈیسس نے انقلاب فرانس کے بعد یونین یونی
پارٹ کے برسر اقتدار آنے کی بھی پیش گوئی کی، اور
پہیلی کی صورت میں اس کا نام بھی ظاہر کیا۔ سمدی کی
رباعی (a) میں ناسٹر ڈیسس لکھتے ہیں:

*Un Empereur naîtra près d'Italie,
Qui l'Empire fera vendre très cher,
Lorsqu'avec quels gens il se allie,
On le trouvera moins prince que haucher.*
An Emperor will be born near Italy,
who will cost the Empire very dearly.
They will say, when they see his allies,
that he is less a prince than a butcher.

اٹلی کے نزدیک ایک شہنشاہ نامہ سے کا
جو سلطنت کی بہت محبت سے قدر کرے گا
وہ اس کے حیفوں کو دیکھ کر محبت کے
کہ وہ بادشاہ کم قصاب زیادہ ٹمٹا سے

اسی طرح صدی 8 کی پہلی رباعی میں ہے:
*Un Roy sera donné plus fort qu'un seigneur,
Mais s'il n'est pas gardé avec soin,*

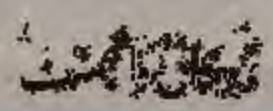
اہل چھوٹے بہ ستمیوں کے جیل خانے کو منہدم کر دیا۔
پچیس سے چھوٹے کا باثروت طبقہ بڑھ گیا، بسبب یہ خبر دیکھیں
جیسے تک پہنچی تو انہوں نے بھی بغاوت میں حصہ لیا۔

سیاسی انقلاب سے ساتھ اقتصادی، سماجی اور مذہبی
انقلاب بھی آیا۔ 1791ء میں بادشاہ اور ملکہ نے ملک
سے فرار ہونے کی ہوشش کی مگر پکڑے گئے اور انہیں
نظر بند کر دیا گیا۔ نئے دستور کا نفاذ ہوا اور بادشاہ کو
ادوارہ منصب پر رکھا گیا۔ رپورچوں اور بادشاہ نے
اپنے بچپانے سے نئے مہم سے ساز باز کی مگر پھر نہ
ہیں سکا۔ 1792ء کو عوام نے شاہی محل پر حملہ کر دیا۔
اور بادشاہ اور ملکہ کو گرفتار کر کے ان کے موت دے
دی گئی۔ کلیسے کے مذہبی جبر کے خلاف قانون پاس ہوا
اور ہر شخص کو مذہبی آزادی کا حق دیا گیا۔ دریں اثنا
فرانس میں آئی کی سرحدوں کی صورت تھی۔ 1793ء سے
1794ء کے درمیان ہزاروں افراد کی موت کے حادث
اتار دیا گیا۔ ستمبر مئی 1804ء میں یونین بنا پارٹ برسر
اقتدار آیا اور فرانس کی تاریخ کا نیا باب شروع ہوا۔

انقلاب فرانس کے دوران ناسٹر ڈیسس کی ان رباعیوں
میں سے ہے۔ صدی 6: رباعی 23 میں دیکھتا ہے:
*Le spirit de révolte multiplie les guerres
Et fait au peuple égaré contre leur Roy
L'insulte, puis nouveaux serments faux impies
Rupte ont fait en si révoltes voy*

Causes depreciated by the spirit of the
realm
And people will be stirred up against
their King:
New peace, holy laws become worse,
Paris was never in so severe an array

شہر کے بادشاہ نے فتنہ مہم شروع کی
لوٹ اپنے بادشاہ نے خلاف نعرے بولے
نیا صلح نامہ، مذہبی قانونت کی پامالی
پیرست میں بھی اتنی افرائیگری نہیں ہوئی
اسی طرح صدی 12 کی پہلی رباعی میں تحریر ہے:



1794ء میں پیرس واپس آیا اور حکومت کا تختہ الٹ کر خود تو نصل اول بنا اور پھر 1804 میں اسے فرانس کا شہنشاہ بنا دیا گیا۔



مشہور فرانسیسی کیمیا دان لوئی پاچر Louis Pasteur (1822-1895ء) کے نام سے تو آپ واقف ہوں گے، جس نے یہ ثابت کیا کہ بہت سی بیماریاں از خود نہیں بلکہ جراثیم کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں، اس کی تحقیق سے جراثیمات کا نیا علم وجود میں آیا، پھر نے نہ صرف متعدد بیماریوں کے جراثیم دریافت کئے بلکہ متعدد امراض مثلاً کتے کے کانے کا علاج بھی دریافت کیا۔ دو سائنس اور مذہب میں کان ہم آہنگی کا قائل تھے۔ آپ کو حیرت ہوئی کہ پاچر کی پیدائش کے 356 برس قبل نام نہاد مسلمانوں نے اپنی پیش گوئی میں اس کا تذکرہ کیا تھا۔ صدی 1: رباط 25 میں ہے:

*Perdu son honneur, caché de si long siècle,
Sera pasteur de son Dieu honoré;
Ainsi que la Lune a son grand cycle,
Ses autels seront sans dishonore.*
Lost found, hidden for such a long time
The Pasteur will be honored as a god-
like figure
His is when the moon completes her
great cycle
He will be dishonored by other winds.

جو چیز صدیوں سے پوشیدہ تھی اسل جوئے گئی اور "پاچر" کی ایک دیوتا کی طرح قدر ہو گئی یہ تب ہوگا جب چاند اپنا چکر مکمل کرے گا نیلیج بعضے مگر وہ اس کی تہ لیں کریں گے اس رباطی میں باقاعدہ طور پر "پاچر" کا نام لیا گیا ہے جو یقیناً حیرت کا باعث ہے، پاچر نے صدیوں سے

*Les agistes enracinés refusent,
L'impan d'urine et les trépidés enfermez.
Pau Ney Loron will create more fire
and blood
Bathed in praise, great escape is assured
Those worried will refuse him entry
But doubtful that for long they will
keep them imprisoned*

"پاؤ نئے درینج" آت اور خون برسائے گا
آفریف میت بہتر، غنیمت منہ کا یقین ہے
قہر مند لوٹ انت کو افسے سے روکے کے
مشکوٹ لوٹ انت کو نظر بند کر دیں گے



اس رباطی میں موجود نامہ پاچر
مئے لورین Pau Ney Loron
کے متعلق کیا جاتا ہے کہ
ناپولین نے اصل میں
Napoleon Roy کو توڑ
مروڑ کر رکھا ہے، جس کا فرانسیسی
میں مطلب "شاہ پوٹین" ہے۔
پوٹین فرانس اور اٹلی کے

قرمیں جزیرہ کورسیہ کا جس 1764ء میں پیدا ہوا۔ فرانس
کے ظفری اکیڈمی میں تھیم پائی، وہ انقلاب فرانس کا
حامی تھا، 1745 میں اس نے پیرس میں تشریح اور
افرائقی پر قابو پایا۔ اس نے سب سے بڑی کامیابی
تولون کے محاصرے میں حاصل کی، جہاں اس نے آپ
فٹے ایک ایسے مخصوص انداز میں استعموں سے کہ
کی وجہ سے فتح ہوئی۔ اس سے چھ ماہی اور آسٹریا میں
پہلے پہل توں سے نصل سے اور 1747 تک وہ ایک
قومی سپر وین کیا۔ اسی سال اس کو منہ کے خلاف ایک
مہم کا آغاز مقرر کیا گیا۔ پوٹین اب تک منشی کی
لڑائیوں میں توفیق مند رہا، چنانچہ آہستہ آہستہ جب دریا
نکس پدیرس ہوئی جہاں سے متوجہ ہو تو اس کا بھری بیڑا
ناکام ہو گیا۔ منہ میں سے نغمہ بند کر دیا گیا آخر کار وہ

پوشیدہ بیٹیکس یا اورجی کے درمیان تعلق کو ظاہر کیا،
یوں تو سائنس اس کے کارناموں کی وجہ سے پچھرو
آئیہ لہجہ بنتی ہے مگر ڈارون کے نظریے کی مخالفت کی
بنا سے پچھرو کو شدید تنقید کا بھی نشانہ بنایا جاتا ہے۔ یہاں
چاند کے چکر مکمل کرنے سے مراد Metonic cycle
ہے جو چاند ہر 19 سال بعد مکمل کرتا ہے اور حیرت
انگیز طور پر 1858ء میں جب پچھرو نے اپنی تحقیق مکمل
کی چاند کا Metonic cycle بھی اسی سال پورا ہوا۔



نوسٹرا ڈیس کی یہ کتاب کئی صدیاں گزرنے کے
باوجود آج کے اس جدید اور ترقی یافتہ دور میں بھی
لوگوں کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ وہ ترقی جس کی خود
اس نے پیشین گوئی کر دی تھی (صدی 1: رباعی 63):

*Les fleurs passées diminuent le monde,
Long temps la paix tenait inhabitée
Jeus marchera par ciel, terre, mer et onde
Luis de nouveau les guerres suscitées*
Pestilences extinguished, the world
becomes smaller,
For a long time peace inhabited lands
People will travel safely through the
sky land and seas:
then wars will start up again.

وہائیں قصہ پارینہ اور دنیا چھوٹی ہو جائے گی
اس سے زمین بے عرصہ سک آرام کرنے گی
لوٹ بھر اور آسمان میں سفر کریں گے
اور پھر جنگیں دوبارہ بھڑکن انھیں گی
آج کے دور میں شاید ہمیں یہ باتیں پڑھ کر کوئی
خاص حیرت نہ ہو، لیکن جب یہ بات سولہویں صدی
کے محد و دسائل میں رہنے والا ایک شخص کر رہا ہو تو
ہات یقیناً حیرت ہند انتہائی حیرت کی ہے۔ وہ سینوں
سے ذریعے و باؤں کا خاتمہ... کیا آج نینا لوٹی کی اس
ترقی کے دور میں ہم خود نہیں کہتے کہ دنیا مختصر ہو کر
ایک گاؤں بن گئی ہے۔ سولہویں صدی میں کوئی یہ

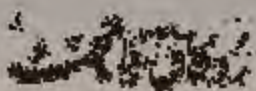
سوچ سکتا تھا کہ لوگ ہوا میں سفر کریں گے...؟
نوسٹرا ڈیس کی اس سے اگلی پیش گوئی (صدی 1:
رباعی 64) جنگ عظیم کا منظر بھی پیش کرتی ہیں،
حیرت انگیز بات یہ کہ اس سے ایک فضائی لڑائی کا ذکر
تینے ہے، وہ بھی ایک ایسے زمانے میں جس میں حقیقی جہاز
تو دور کی بات ہے، کا ہڈے جہازوں کا تصور تک نہیں تھا،
اس دور میں جب سائنس ٹک ایچا نہیں ہوئی تھی اس
وقت نوسٹرا ڈیس نے فضائی جنگوں کا تذکرہ کیا ہے۔

*Le soleil s'élève profondément vers
L'ouest le pauvre ouvrier comme un ver.
Nuit, chant, bataille au ciel battus aperçus,
Les bêtes brutes et puces Cou assés.*
At night they will think they have seen
the sun,
when they see the half pig man;
Noise, screams, battles seen fought in
the skies.
Brute beasts will be heard to speak.

سوچیں گے کہ انہوں نے رات کو سورج دیکھا
جب وہ خنزیر جیسی شکل کے آدمی کو دیکھیں گے
شور، جنگیں اور آسمان میں ہوتی لڑائیاں
پھر آپ اس دردناک کو بولنا نہیں گے
شہر چین بتاتے ہیں کہ یہاں جہاز کے پائلٹ کا
ذکرہ کیا ہے، اس رباعی و ہشتی جہازوں و درجنوں کی
آواز اور پھر وائر لیس کے ذریعے پگھلوں کے آپس میں
رابطے کے پس منظر میں دیکھا جائے تو ایک ایک بات
پوری اترتی ہے۔ اگر ایسی کسی فضائی جنگ کی فلم بن کر
کئی پرانی صدی کے شخص و ادھادی جائے تو وہ اسے
ایسے ہی بیان نہیں کرے گا...؟



نوسٹرا ڈیس کی تمام رباعیوں ہی مبہم نہیں ہیں،
جو رباعیوں میں نام اور اشارے بہت واضح ہوتے ہیں
جیسا کہ جنگ عظیم کی ہم شخصیت ایڈولف ہٹلر کا نام
اس کی تین رباعیوں میں بسیرا یا ہٹلر کا ذکر کیا ہے۔



اسی حضرت صدیق 5: رباعی 24 میں بسز نام ہے

*La liberte ne recouree,
L'occupera noir, fier, vilain inique,
Quand le maitre du pont sera surree
L'hisser, Venue fascine la republique.*

Liberty is not recovered.
They shall be occupied by a dark, fierce,
iniquitous villain.
When the edicts of pope will overruled
By Hitler, and Italy becomes a fascist
republic.

آزادی! اب دوبارہ حاصل نہیں ہوگی
شدید، ظالم اور ہونناک سایہ اس پہ تو بھٹ ہوگا
جب پوپ کا فتویٰ مسترد کیا جائے گا
بسز سے، اٹلی ایک فاشٹ جمہوریہ بن جائے گا

یہاں ہٹلر کے ساتھ اٹلی کے فاشٹ بننے کی پیش
گوئی کی ہے۔ انتہا پسند قوم پرستی
پر مبنی نظریہ فسطائیت کی ابتدا
1914ء میں ہوئی، دوسری
جنگ عظیم کے دوران جرمنی
میں ہٹلر، اٹلی میں موسولینی اور
جاپان میں نوجو اس نظریہ کے
ترجمان بن گئے تھے۔ اٹلی میں
موسولینی کے ذریعہ اس تحریک کو



ڈونلڈ ہٹلر

فروش ملا۔ صدی 4 کی رباعی 26 میں ہے:

*En lieu bien proche, non esigne de Venise,
Les deux plus jeunes de Asia & Afrique
Du Rhin & d'hisser qu'on dirait sont Venise;
Cris, pleurs, a Malta & la cote ligurique.*

In place very close, not far from Venice,
two agree to expand into Asia & Africa
From the Rhine & that Hister will now
speak for Venise.
Cries, tears, at Malta & the coast of
Liguria.

بہت قریب ایک جگہ وینس سے زیادہ دور نہیں
دونوں صلیب ایش اور افریقہ تک توسیع کا معاہدہ
رائن سے اور ہٹلر وینس (اٹلی) سے بات کرے گا
ساحل لیگوریا سے مالٹا تک آجیت اور آنسو

(صدی 2: رباعی 24) ملاحظہ فرمائیں:

*Beasts ferocious de famu fleurs trannes,
Plus part de champ encontre hisser fier,
En cage de fer le grand fera surree,
Quand un enfant de German observe*

Beasts ferocious from hunger will
swim across rivers:
The greater part of the battlefield will
be against the Hister,
The great one will cause it to be
dragged in an iron cage.
When the German child will observe
nothing.

بھوک کے ذریعہ وحشی دریا پار کر جائیں گے
میدان جنگ کا زیادہ تر حصہ بسز کے خلاف ہوگا
عظیم قائد کو لوہے کے پنجرے میں کھینچ لائے گا
جب جرمنی کا بیٹا ہٹلر کا نظریہ انداز کرے گا

یہاں جنگ عظیم دوم کی ابتدا کا

احوال ہے جب جرمن فوج دریائے
رائن عبور کر کے فرانس پہنچی تھی اور
یورپ کے اکثر اتحادی جرمن نازی
لیڈر ہٹلر کے خلاف صف آرا تھے،
آخرچہ رباعی میں نام بسز لکھا ہے، لیکن
واقعات ہٹلر پر ہی پورے اترتے ہیں۔
نوسٹریڈیمس کی ایک اور پیش گوئی

(صدی 3: رباعی 35) ہٹلر سے منسوب ہے:

*du plus profond de l'Occident d'Europe,
D'e pauvres gens un jeune enfant noirien,
Qui par sa langue féoum grande troupe:
son beau au rogne d'Orient plus croiffes.*

From the very depths of the West of
Europe,
A child will be born of poor people,
by his tongue he will seduce great troop:
His fame will increase towards the realm
of the East.

مغربی یورپ کے سب سے نیچے حصہ میں
عام قریب گھرانے میں ایک بچہ پیدا ہوگا
اپنی چرب زبان سے وہ عظیم فوج کو بہکائے گا
اس کی شہرت مشرق تک پھیل جائے گی

جانے کی صورت میں بھگستا پڑا۔



نوسٹریڈیس نے ہیروشیما اور ناگاساکی پر بمبوں سے
 قیرواد بھی سنا ہے (صدی 2: رباعی 6):

*Après des portes et dedans deux cités
 feront deux fleuves et on n'appercut un tel,
 Surtout, dedans petite, de feu hors gens boucés,
 Cries fécours un grand Dieu immortel*
 Near the gates and within two scourgings the like of
 which was never seen,
 Famine plague, people put out by steel,
 Crying to the great immortal God for
 relief.

بندرگاہ کے قریب دو بڑے شہروں میں
 دو آفتیں، جن کی جہل کوئی نظیر نہیں ملتی
 بھوک، طاعون، لوہے سے باہر پھینکے گئے لوگوں
 عظیم لافانی خدا سے مدد کے لیے التجا کرتے

اسی طرح صدی 2: رباعی 7(1) میں ہے:

*Et d'oid du ciel feu fan effandue,
 Morts en parlant, grande exécution,
 Au pierre en Yarbou la fiere gent restitue.
 D'ouit humanie monstre purge expiation*
 The dart from the sky will make its
 extension,
 Deaths speaking: great execution.
 The stone in the tree, the proud nation
 restored,
 Noise, human monster, purge expiation.

آسمان سے تیر کر آئینے منتشر کر دے گا
 آیت بڑا منصوب اور موت کا بول
 درخت بخر ہو گئے، مگر قوم نے خود کو بچا لیا،
 امتحان اور حیوانیت سے نکل کر کفارہ کیا

ہیروشیما اور ناگاساکی شہروں
 پر واقع ہیں اور 1945ء میں دونوں پر
 ایٹم بم گرایا گیا تھا اور پھر واقعی وہ
 قیامت ٹوٹی جس کی تاریخ میں کوئی
 نظیر نہیں ملتی۔ دوسری رباعی بھی
 ایسی دھماکے کے اثرات اور پھر جاپانی



قہر بھرا ہوا ہے

یہ پیش گوئی دوسری جنگ عظیم پر ثبت ہوئی
 ہے جب 1940ء میں وینس میں بنظر اور موسولینی
 کے درمیان خیر معاہدہ کے بعد جنگ عظیم کو افریقہ
 اور ایشیا تک پھیلا دیا گیا، موسولینی نے برطانیہ اور فرانس
 کے خلاف جنگ شروع کی اور اطالوی افواج نے
 فرانس کے ساحل لیٹوریہ اور افریقی ساحلوں جن
 میں مائٹا بھی شامل تھا حملہ کیا۔



نوسٹریڈیس اپنی ایک پیش گوئی صدی 9: رباعی
 100 میں بحر کی جنگ کا تذکرہ کرتا ہے:

*Nouvelle pugnue nous fera fapace,
 Le feu, sur nous à l'Occident ruine
 Et ultime neupie, la grand nef colorée,
 Sur à vaincu, et victoire en brisant.*
 Naval battle night will be overcome,
 Fire in the ships to the West ruin:
 New trick, the great ship colored,
 fury from vanquished victory in mist

رات گئے ایک بحر کی لڑائی غلبہ پانے کی
 مغرب کے جہاز میں آت لٹنے سے تباہی
 آیت نئی چال، جہازوں کو رنگ دیا گیا
 فتنہ خوردہ کی غضب ناک اور ختمیت

یہ دسمبر 1941ء کو پل ہاربر میں ہونے والے
 حملے کی طرف اشارہ ہے، امریکہ کی نہایت اہم بندرگاہ
 پل ہاربر (Pearl Harbour) پر رات گئے دو
 اطراف سے جاپانیوں کے اچانک حملے نے باعث امریکی
 بحری بیڑوں کو شدید نقصان پہنچا، یہ حملہ اس قدر شدید

اور اچانک تھا کہ امریکی بحریہ کو اپنا
 آپ سنبھالنے کی مہلت بھی نہ مل
 سکی۔ اس کے بعد امریکانے جاپان
 کے خلاف باقاعدہ اعلان جنگ
 کر دیا۔ جس کا خمیازہ جاپان کو
 1945ء میں ایٹم بم کے اثرات

اس رہائی میں نہ صرف اسپین کے ڈکٹیٹر جرجل "فرینکو" کا نام لیا بلکہ جلا وطن ہونے کے بعد مغرب سے اس کی واپسی کے بارے میں بھی بتایا، ساتھ ہی یہ بھی کہ اسے سمندر پار کر کے اسپین نہیں جائے دیا جائے گا اور اقتدار میں آنے کے بعد اس کی پارٹی میں اختلاف پیدا ہوگا، یہی نسی بند رہائی میں اس کے دشمن ڈکٹیٹر پر انموڈی "ریور" کا نام بھی بڑی صداقت سے لیا گیا... ایک ہی رہائی میں دو نام ہونا، یقیناً اتفاق قرار نہیں دیا جاسکتا....



جان ایف نینڈی

قوم کے دوبارہ خود کو بحال کرنے کی صرف اشارہ ہے۔



ڈاکٹر ڈومس کی رہائیوں میں ہنر کا نام مہم ہے، لیکن کچھ رہائیوں میں بعض نام اور اشارے بہت واضح ہیں جیسا کہ اسپین کے جرجل فرینکو سے متعلق رہائی وائس ہے (صدی ۱: رہائی 16):

*Le castel franco sortira l'assemblée,
L'ambassadeur non pléasant fera scisme;
Ceux de Riviera seront en la merle,
Et au grand gouffre dernier ont l'entrée*
The castillian Franco, will leave the
assembly,
The ambassadors will not be pleased
with the schism;
Those of Rivera will join in the fray,
But a great gulf denies them entry.

فرینکو کیسٹل اسمبلی سے جانے کا
نہی ناراض ہو کر طلحہ ہو جائیں گے
یہ کے صاف فساد میں توجہ ہوتے
اور اس کو صاف میں واضح سے روکا جائے گا

ہسپانوی ڈکٹیٹر پر انموڈی ریور 1923ء سے
1929ء تک تخت پر قابض تھا، اس دوران تہہ تن خانہ
بستی ہوئی، پھر دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی،
نیو ناسٹوں اور سوشلسٹ گروپ نے انقلاب شروع کر دیا،
جرجل فرینکو، اسپین کا دوسرا سب سے زیادہ طاقتور رہنما
تھا جو جزیرہ ہالیرک میں جلا وطن تھا، جرجل پر انموڈی
ریور اقبال نکا پارٹی سے تعلق رکھتا تھا جو جرجل فرینکو کے
خلاف تھی۔ جب فرینکو نے دیکھا کہ اس کا ملک اب
سوشلسٹ قبضہ میں جاسکتا ہے تو وہ فوراً اسپین کے لیے
رواں ہوا لیکن اسے اسپین کی خلیج میں داخل ہونے سے
روکا گیا۔ مہرود حلیف طاقتوں (ہنر اور موسیقی) کی مدد
سے اسپین آ گیا اور اپنی فوجی آمر حکومت قائم کرنی۔

ہیسویں صدی میں امریکہ میں نینڈی برادران
کے قتل پر بھی ناسٹ ڈومس کی ایک رہائی ملتی ہے
(صدی ۱: رہائی 26):

*Le grand du foudret tombe d'heure d'evne,
C'est un prodge par porteur populisme
Chavane profage tombe d'heure nocturne
Conflict Reims, London, L'empire pestifere.*
The great man will be struck down in
the day by a thunderbolt.
An evil deed, foretold by the bearer of
a petition.
According to the prediction: another
falls at night time.
Conflict at Reims, London, and pesti-
lence in Tuscany.

عظیم آواز کو دہکتا ہے، خلیج مندوتی ہے خلیج
حرکت جس کی گونے والے نے پیشگوئی کی
پھر دوسرا بہت مزارا جاتا ہے سگر رات کے وقت
ریس اور لندن میں لڑائی ٹو سکیٹیا میں دبا
امریکہ کے ہیسویں صدی صدر جان نینڈی کو نومبر
1963ء میں ویلاس میں دن دہانے سر میں گولی مار کر
قتل کیا گیا، پھر پانچ سال بعد 1968ء میں اس کے بھائی
رابرٹ نولس انجیس میں ابتدائی ریاستی انکیشن کی
ہیست کی خوش منات ہوئے آدھی رات کے وقت قتل

ورلڈ ٹریڈ سینٹر کا حادثہ ہوا، جس نے بڑی شدت سے ایک بار پھر ساری دنیا کی توجہ ٹرانسٹرڈیس کی طرف مبذول کرائی۔ چین میں مندرجہ ذیل رباعی (صدی 1: رباعی 87) سب کی توجہ کا مرکز رہی ہے:

*Ennuagée feu du centre de terre
Fera trembler au tour de ses neufvres:
Deux grands rochers long temps feront la guerre
Lors Arethusa changera nouveau fleuve.*
Earthshaking fire from the centre of the earth
will cause tremors around the New City.

Two long Castle will war for long time
then Arethusa will redder a new river

زمین کے مرکز میں آتے زمین کو بلاتی ہے
”مئے شہر“ کو زور دار جھٹکتے آتے ہیں
دو عظیم برج کے سبب لمبی جٹت چھڑ جاتی ہے
پھر نئے دریا ہے سرخ رنگت کا سایہ پڑتا ہے
ٹرانسٹرڈیس کی کتاب میں درج ایک نئے شہر
”نیو سٹی“ کے متعلق متعدد پیش گوئیاں ہیں۔

1970ء کی دہائی سے سے متعلق تمام مفسرین متفق تھے کہ یہ ”نیویارک“ کی طرف اشارہ ہے اور پیش گوئی کے مطابق اس میں پیش آنے والی تباہی کو وہ تیسری عالمی جٹت چھڑنے کا خطرہ قرار دیتے تھے۔ کچھ پہلے محققین نے یہ سوال اٹھایا تھا کہ آخر ٹرانسٹرڈیس نے اس رباعی میں لفظ دو عظیم برج کا استعمال کیوں کیا؟... لیکن 11 ستمبر 2001ء میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر کے حادثہ کے بعد ماہرین نے ان ساری پیش گوئیاں کا رٹ اس طرف موز لیا۔ اس پیش گوئی میں دو عظیم برج سے مراد ٹوائن ٹاور ہے جاتے ہیں۔ اور نئے دریا سے مراد واہی، ہندو فرات ہے، لیکن اس حادثے سے متعلق سب سے پہلی ایک رباعی تھی:

تہ۔ سی قرن صدی 1: رباعی 97 میں ہے:

کر دیا تین، یہ دونوں حادثے ساری دنیا پر اثر انداز ہوئے
خامس دور سے انگلینڈ، فرانس اور آٹلی اس سے متاثر ہوئے۔ 1963ء میں اسٹوڈینٹ کی ایک جماعت نے لندن اور پیرس میں کافی فساد اور شورش برپا کیا۔ جبکہ 1968ء میں فلورنس میں سیلاب کی وجہ سے کئی شہروں میں وبا پھوٹ پڑی تھی۔ کافی حد تک واضح اور محض اتفاق سے بہت آگے کی بات معلوم ہوتی ہے۔



اب ڈراناسٹرڈیس کی صدی 2 کی رباعی 28
ملاحظہ فرمائیں، جس میں برصغیر کی شہزادی ڈیانا کی
حادثاتی موت کی طرف اشارہ ہے:

*Le penultime du surnom de prophete
Rendira Diana pour son jour de repos.
Loin viendra par frenétique teste,
Est delivrance un grand peuple d'importos*
The man with the Surname of the
Prophet's name
Will bring Diana to her day of rest.
At a distance they wander in frenetic
grief
Delivering a great people from ruin.

شعبہ کے نام پر اپنا دوسرا نام رکھنے والا
ڈیانا کو اس وقت لے جانے کا اور آرام کے لیے
ہوا اضراب میں بہت دور آوارہ پھرتے گئے
اور عظیم شخصیت تباہی سے دوچار ہوئے
شہزادہ چارلس اور شہزادی ڈیانا کے درمیان



ڈیانا

افتراقات کے بعد 1996ء میں علیحدگی
ہوئی تھی، جو لیڈی ڈیانا کے لیے
اضراب کا دور تھا، 1997ء میں لیڈی
ڈیانا اپنے دوست بوڈی افانڈ کے
ہمراہ فرانس چلی گئیں، جہاں کار حادثہ
ہوا جو ان کے لیے جان لیوا ثابت ہوا۔



ایسویں صدی کی ابتداء میں نیویارک سٹی میں

ترجمہ: امیر

(سہدئ 9: رباعئ 48) منسوب كئ ؤائئ هئ:

Le grand c te d'Ocean maritime,
 Entour e de marais en cristal:
 Dans le solstice hyamal & la print,
 Sera tent e de vent capouantual.

The great city of the maritime Ocean,
 Surrounded by a crystalline swamp:
 In the winter solstice and the spring,
 It will be tried by frightful wind.

ساحل سمدر كا آئئ عظمئ شئر

ؤو شئئئ كئ دللئ سئ سئ راءوا نظر آئا هئ

سرماء و بهار، ؤب سورؤ خط اسواء سئ ؤور هو

وه خوف ءاؤ طوقانوں كا شكار هوئئ

سولہویں صدئ كا كوئئ مخص اكر آؤ مغربئ ممالك

كئ شئروں مئ شئشوں سئ بئل بلنء و بالا عماراء اور

اسكائئ اسكر ٲر زكو ؤكئئ كا ؤواسئ بئئئ شئشوں كئ ؤنءل

ئئ كئئ كا۔ ائسئ هئ شئروں مئ ائك امرئك كا نئو اولئئز

شئر بئئئ سئ ؤهاں 2006ء كئ موسم سرماء مئ سمندري

طوقان (سولہولئئ) كئ رئئء آئا ؤئا۔

نوسء ؤوس كئ زئئئل مئ اور بئئ بئئ كؤ ؤهئا

هوا هئ۔ اس نئ روس كئ خلاف ؤهئئ اور امرئك

اءءءء ؤو ار ؤهئئ كئ ؤهائئ، مشرق و سئل مئ عائلئ ؤئكء

ءنئ كئ بئسء ؤاءءاءء، ؤئكوں اور ؤاص طور سئ اسئئئ

كر اسء كئ آمد كئ ؤئش ؤوئاء كئئ هئئ۔ اس كئ علاوه

ءنئ مئ زئزئ اور ؤوسرئ ؤءرئئ آقاء كئءرء سئ

آئئئ كئ۔ ؤئكوں مئ اسائئ ؤانوں كا زئاء هو كا اور ؤنئء

اءءل ؤءءل كر ره ؤائئ كئ۔ ؤءابب كئ ؤرمئون

اءءلءاءء بڑهئئ كئ، عرب اور مغرب آهئ مئ اءء

ؤائئئ كئ اور ان ؤئشوں مئ لاءكوں كر ؤءوں انسان

لءءء اءل بن ؤائئئ كئ۔ ؤئل مئ هم ائئ هئ ؤئء ؤئش

ؤوئاء ؤئش كر ره هئئ۔

ائك ؤئش ؤوئئ (سءءئ 1: رباعئ 18) مئ ؤورٲ

مئ اسلام سئ ؤلبئ كئ مءلء ؤءرئء هئ كئ:

Cinq & 40 quinquante de gr s ciel br leant,
 Feu approchant de la grand c te neuve.
 Instant grand fl meux reparsa sultera,
 Ignant au soudain des Normans fait peureux
 Five and forty degrees, the sky shall
 burn:

To the great new city shall the fire
 draw nigh.

With vehemence the flames shall
 spread and churn

When with the Normans they conclu-
 sions try

آهئئ ٲئئائئ ذكروئ ٲر ؤلئ كا

اور آء بڑئ سئ شئر" كئ ؤرءئئ ٲئئئئ

آء كئ آء مئ آئئ شءء نئٲ كر ٲهئئء كا

ؤب اور مارء كئ مءءء مئئ آءئئ هوئئ

اس رباعئ مئ ٲئئائئ ذكروئ ٲر ؤانئ بڑئ سئ

شئر كا ؤء كر وهئ، ؤءر ائئئ ؤاؤئ 45ء ؤرئء ؤءء عرض

ٲلء ٲر نئو ئارءء، اشكا ؤو، سان فرانسكوء، روم، ؤئس اور

مئءءء ؤءءءئ ان مئ نئو ئارءء۔ سب سئ بڑا شئر هئ۔



ءاسءر ؤئس نئ خوف كئ سمندري آقاء كئ

ءرف بئئ اشارء نئ هئ، ؤئسا كئ ؤءبر 2004ء مئ

ؤئوب مشرقئ ائشئاء مئ آءء والا سونائئ كئ مءلء

مفسرئئ ئه ؤئش ؤوئئ (سءءئ 1: رباعئ 24) ؤئئئ ؤئئ:

Quand le poisson terrestre & aquatique
 Sur force vague au portier feu met,
 Sa forme effrayante parue & horripilante,
 Elle met aux murs bien c te les ennemis

When fish and other land and sea life,
 put upon the beach by strong wave,

its shape foreign, smooth and frightful,
 From sea enemies soon reach the walls

ؤب ؤهئئء اور ؤءر سمندريء زمئئئ ؤئاء

ائك بڑك لبر كئ ؤرئئ سئ ٲر آءرئئ كئ

اسء كئ شكك ؤهئئء، همءء اور ؤوفءاء ؤوئئ

سمندر سئ ؤئو ارءء ؤئءء ؤئئئ ؤائئئ كئ

ائئ ؤرءء سال 2006ء مئ امرئكء مئ آءء

ءائئ بئئئئ سءرئئئ سئ مءلء مءءر ؤرئئ ؤئش ؤوئئ

مئئ 2015ء

Scanned By Amir

انسانیت کو آئین کے بعد آئین لاچارگی لاحق ہے
 صدیوں کا عظیم چہرہ بدلنے کو ہے
 خون کی بارش ہوگی، قحط، جنگیں اور چاروں
 واسطوں پر ہمدار پینٹاریوں میں آت دیکھے گا

اسی طرح (صدی 17: 17 باقی) ملاحظہ کریں جو
 موسیٰ کی تبدیلی کریں باؤں انیسٹ اور گھول
 وارمنٹ کی طرف اشارہ ہے:

*Les quarante ans que l'été n'apparaîtra,
 Les quarante ans tous les jours fera voir
 la terre aride en hiver arrosée,
 Et grand déluge quand fera appaître.*

For forty years the rainbow will not be
 seen.
 For forty years it will be seen every day.
 The dry earth will grow more parched,
 and there will be great floods when it is
 seen

چالیس سال تک قوس قزح نہوار نہیں ہوگی
 پھر چالیس سال روز بروز دیکھی جائے گی
 پخت زمین خشک سے خشک تر ہوتی جائے گی
 پھر برف براسیلاب دیکھو گے۔ جب وہ نمودار ہوگا

یہاں اس وقت وہ سردیوں میں ہی ہوتی ہے۔ ایک اور جو
 نو ستر اسیس کی پیش گوئی کو اس سے قبول نہیں کرتے
 اور دوسرا آرو جو تانہ بائیس کو ایک مقدس حیثیت دیتا
 ہے اور اس کی پیش گوئیوں پر پوری طرح یقین رکھتا ہے
 حالانکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ نو ستر ڈومس نے جو کچھ کہا
 ہے وہ ہو بھی جائے، اس کی پیش گوئیوں کی درستگی بھی
 جی سو فیصد تک نہیں پہنچتی تھی۔ اس کی بہت ساری پیش
 گوئیاں قحط بھی ثابت ہوئیں اور بہت ساری کا کوئی نتیجہ
 سامنے نہیں آیا ہے۔

نو ستر ڈومس تو چنانچہ یقیناً ایک ایسی کتاب چھوڑ گیا
 جو صدیوں در صدی لوگوں کو درگاہ حیرت میں ڈالے ہوئے
 ہے اور خود اسے ایک منہ و شخصیت بتاتی ہے...



www.paksociety.com

*Des la dis-faude négligence Groulante
 Sera postage à Muhammed survent :
 Le sang rempli la terre & mes Senoifs,
 Et par Thoren de villes & nosi carvons*

Because of French discord and negli-
 gence
 an opening shall be given to the Islam
 (Muhammedans).
 The land and sea of Siena will be
 soaked in blood,
 and the port of Marseilles covered with
 ships and sails.

فرانسیسیوں کے اختلاف اور غفلت کی وجہ سے
 اسلام کے لیے راستہ کھل جائے گا
 اٹلی کی زمین اور سمندر خون آلود ہو جائیں گے
 مارسیلز کا ساحل کشتی اور جہازوں سے بھر جائے گا

(صدی 3: 46 باقی) میں تحریر ہے کہ:

*Le ciel (de Plancus la cite) nous profage,
 Les clés infignes & par étoiles fixes.
 Que de feu change futur s'approche l'orage
 Et pour son bien, ne pour ses maléfices*

The sky (of Plancus' city) forebodes to
 us
 Through clear signs and fixed stars.
 That the time of its sudden change is
 approaching.
 Neither for its good, nor for its evils.

آسمان پیشی علامت دیتا ہے
 واضح نشانات اور اہل ستاروں کے ذریعے
 اپنا تک تبدیلی کا دور پہنچنے والا ہے
 جو نہ اچھوت کے لیے ہے اور نہ بروت کے لیے

یہ بڑی تہذیبی تیسری عالمی جنگ بھی ہو سکتی ہے
 اور خوفناک قدرتی آفات بھی، جس کے نتیجے میں زمین پر
 ہے پتلا فساد اور تباہی ہوگی، اسی طرح مندرجہ ذیل پیش
 گوئی (صدی 2: 46 باقی) سے ہے:

*Après grand trouble humain plus grand s'ap-
 prè grand morcus les fricles renouvelle :
 Pluye, sang, lais, famine & feu et peste,
 Au ciel ven feu, couant longue espincelle.*

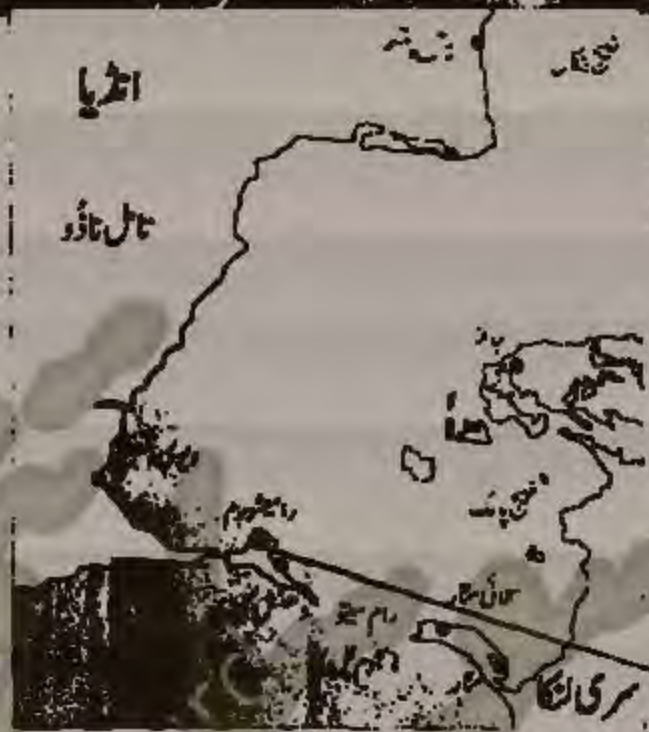
After great trouble for humanity, a
 greater one is prepared
 The Great Mover renews the ages
 Rain, blood, milk, famine, steel & plague.
 Is the heavens fire seen, a long spark
 running.

عجیب واقعے

دنیا بھر میں رونما ہونے والے دلچسپ اور عجیب واقعات

پانی پر تیرتے پتھر

کیا آپ یقین کریں گے کہ سینکڑوں کلو وزن پتھر پانی میں تیر سکتا ہے؟... لیکن یہ حقیقت ہے... یہ کوئی کرامت یا پراسرار قوتوں کا حامل پتھر نہیں، بلکہ قدرت کا ایک عجیب نمونہ ہے۔



ہے یہ پتھر شاید 2004ء میں آنے والے سونامی کی وجہ سے کسی سے تیر کر وہاں آ پہنچا تھا۔ اس پتھر کو عوامی نمائش کے لئے قریبی مندر سے ہی تالاب کے پانی میں چھوڑ دیا گیا۔ کسی نے اس پتھر کا تعلق رمانن دور سے جوڑا، کسی نے اسے سائنس کے لیے چیلنج سمجھا، پتھر نے اسے کرامتی پتھر سے تعبیر کیا تو کسی نے اسے توہمات جانا۔ بہر حال اس پتھر کے پانی پر تیرنے کی خاصیت کے باعث عوام میں تجسس بڑھنے لگا، مندر میں رکھ کر اس کی پوجا شروع ہو گئی اور اسے دیکھنے کے لئے لوگوں کی بھیڑ مندر میں لگنے لگی۔

ہندوؤں کے اس پتھر کو پونہ کی وجہ دراصل یہ ہے کہ ان کی مقدس کتاب "رمانن" کے چھٹے باب میں ایک واقعہ درج ہے کہ جب رام جی، سیتا کو بچانے لگا

عنوان پڑھ کر آپ چونک گئے ہوں گے! چونکہ ہمیں تیس تیس نہیں.... بھلا پانی میں بھی کبھی پتھر تیرتے تھا.... لیکن اگر کوئی آپ سے کہے کہ کئی کلو وزن پتھر پانی میں تیر سکتا ہے۔ تو کیا آپ یقین کریں گے؟ لیکن یہ حقیقت ہے۔

پانی کی سطح پر تیرنے والے پتھر کی حقیقت بتانے سے قبل ہم ذرا اس پتھر کے سلسلے میں چند ایک واقعات کا ذکر کرتے ہیں، چھ عرصہ پہلے بھارت کے اخبارات میں یہ خبریں نمایاں طور پر شائع ہوئیں کہ جنوبی ہند میں تامل ناڈو اور سری لنکا کے درمیان ایک جزیرے رامیشورم میں ایک ایسا پتھر پایا گیا ہے جو پانی میں تیرتا

افراد جمع ہو جاتے ہیں۔

دکن میں بابا مسکین شاہ کے مزار پر پانی سے بھرے ایک برتن میں ایک پتھر تیرا رہتا ہے۔ جبکہ اس پانی میں ایک سدا ڈالا جائے تو وہ ڈوب جاتا ہے۔۔۔۔۔ یہ واقعات سن کر طرح طرح کے سوال عام انسانوں کے دماغ میں ابھرنے لگتے ہیں۔ آخر کیا وہ ہو سکتی ہے پتھروں کے تیرنے کی... کیا یہ پتھر کسی خاص قدریت سے بنے ہیں یا واقعی یہ کوئی کرامت ہے۔

ماہرین بتاتے ہیں کہ پانی پر تیرتا پتھر، کوئی اچھبے کی بات نہیں، حقیقت یہ ہے کہ اس قدرت کے پتھر محض بھارت ہی میں نہیں بلکہ سری لنکا، جاپان سمیت کئی مقامات میں ملتے ہیں۔ یہ عام طور جزائر، ساحل سمندر، آتش فشاں کے قریبی علاقوں پر کافی مقدار میں ملتے ہیں۔ ایسے پتھر لہذا مخصوص اندرونی ساخت کی وجہ پانی کی سطح پر تیر پاتے ہیں۔

پہلے دور میں یہ اچھبے کا موضوع تھا، جب سائنس چیزوں کے تیرنے کی حکمت و وجوہات معلوم نہیں تھیں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کی وجہ سے انسانی زندگی کو کئی طرح کی سہولتیں دستیاب ہوئی ہیں، اتنی ہی نہیں پہلے جن سوالات کے جواب تلاش کرنے میں تھمن زندگی لگا دیا جاتا تھا اب وہ سوائے چنگلی میں حل کر دیئے جاتے ہیں۔ چنگلی میں ان گتھیوں کو سلجھایا جاتا ہے، جن کے لئے کبھی بے وجہ کے دلائل دیے جاتے تھے۔

کوئی چیز بھی پانی پر تیرتی کیوں ہے؟

پہلے یہ سمجھا جاتا رہا ہے کہ ہلکی چیزیں پانی پر تیرتی ہوتی ہے اور بھاری چیزیں پانی میں ڈوب جاتی ہیں۔ لیکن کچھ وقت بعد وہ تسلیم بھی غلط ثابت ہوئی کیونکہ یہ

روان ہوئے تو ہند اور لنگا کے درمیان سمندر پار کرنے کے لیے انہوں نے ایک ٹیپ بنوایا، ہنومان اور ان کی فوج نے پہاڑوں سے چٹانیں اٹھا کر سمندر میں ڈالیں، جو سمندر کی سطح پر تیرنے لگیں، یوں اس واقعہ کو رام جی کی کرامت کہا جانے لگا۔

چھتیس گڑھ میں کوربا میں رہنے والے چھ بچے قریب ہی واقع ہمدیو نائی دریا میں نہانے کے لئے گئے۔ دریا میں نہاتے وقت ہی ان بچوں کی نظر پانی میں تیرتی ہوئی ایک پتھر جیسی چیز پر پڑی، جو تیرتی ہوئے ان کی جانب ہی آ رہی تھی۔ تجسس بچوں نے اسے ہاتھ میں پکڑ کر دیکھا تو پتہ چلا کہ پانی میں تیرنے والی وہ چیز پتھر ہے۔ اس سے وہ حیرت میں پڑ گئے، بچوں نے پتھر کو دریا میں بار بار پھینک کر دیکھا لیکن وہ ڈوب نہیں رہا تھا۔ اس پر بچے اسے اٹھا کر قریب ہی واقع نہر میں سے لے آئے۔ نہر کے پانی میں بھی پتھر تیر رہا تھا۔ پتھر بچوں نے اس کی اطلاع بستی کے لوگوں کو دی۔ بستی کے لوگوں نے پتھر کو نہر کنارے واقع مندر میں رکھ کر پوچھا پتھر تیر کر رہی۔

ہندوستان کی ریاست مدھیہ پردیش کے دیو اس ضلع سے 45 کلومیٹر دور حانبھیلہ گاؤں کے نزدیک مندر میں بھی اسی طرح کے پتھر سے بنائی گئی سات کلومیٹر لمبی مورتی موجود ہے۔ ہر سال تہوار کے موقع پر اس مورتی کو پوجا کر کے پورے اعزاز کے ساتھ دریا میں تیرایا جاتا ہے، اس جوبے کو دیکھنے کے لئے ہزاروں

رامیشور مندر میں موجود تیرتے پتھر



تیرتے پتھر کی حقیقت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو ایبل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
- ✦ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✦ ایڈفری لنکس، لنکس کو میسجے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

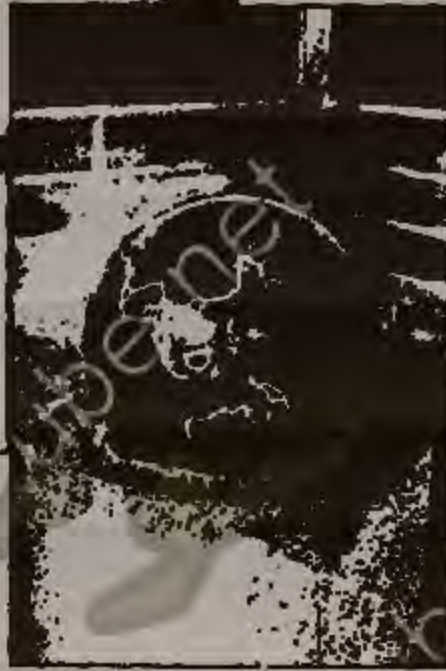
fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety



ترقی یافتہ ممالک میں توہمات کی بجائے تیرتے ہتھ کے چند مثبت استعمالات... سکوریم میں تیرتے مٹی پلاست اور پانی میں صومنا گلوب۔



ہو جاتا ہے۔ یہی حالت سوئی کا ہے اس کا وزن تو کم ہے مگر چونکہ اس کا سائز اتنا کم ہے کہ اس کے نیچے موجود پانی کا وزن اس سے زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ ڈوب جاتی ہے اگر اس سوئی جتنے وزن کے لوہے کو پھیلا کر ایک سنی مینڈ چوڑا کر لیا جائے تو اب یہ لوہا بھی نہیں ڈوبے گا بشرطیکہ پانی اس کے اوپر نہ آئے پائے۔ اسے پانی پر اس طرح رکھیں کہ پانی اس کے اوپر چڑھنے نہ پائے یعنی اس کے کنارے اونچے رکھے جائیں۔ لیکن اگر اس سوئی کے جسم کو اپنی اصلی حالت میں رکھیں اور اس کے چاہے جتنے مرضی اونچے کنارے رکھیں وہ ہمیشہ ڈوب ہی جائے گی۔

مچھلی کے پانی پر تیرنے کا سبب کچھ مختلف ہے، مچھلی اپنے سائز کی وجہ پانی میں تیرتی ہوئی ہے۔ وہ اپنی ذم کی طرف سے پانی کو الگ الگ سمت میں ہناتی رہتی ہے اس کی طرف وہ اپنے تیرنے کی سمت کا تعین کرتی ہے۔ مچھلی اپنے ذم کی طرف سے اپنے وزن کے برابر

دیکھنا سیکر لگی انجکشن پانی میں ڈوب جاتی ہے جبکہ ہزاروں ٹن وزن کی جہاز پانی میں مزے سے تیرتے رہتے ہیں، ان سے اس بات کو بھی تقویت ملی کہ تیرنے کے لئے ہڈیاں بھاری ہونا بھی کافی نہیں ہے بلکہ کچھ دوسرے سبب بھی ہونا چاہئے۔

دراصل پانی میں کسی چیز کے ڈوبنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا وزن اس کے حجم سے زیادہ ہو۔

یہ دیکھ گیا ہے کہ تیل پانی میں ہمیشہ تیرتا ہے، چاہے تیل پانی میں ڈالا جائے یا پانی تیل میں، اس کی وجہ تیل کی کثافت کا پانی کی کثافت سے کم ہونا ہے۔ جس بھی مائع کی کثافت کم ہوتی ہے وہ ہمیشہ زیادہ کثافت والے مائع کی بالاسطح پر رہے گا۔

تیرنے کی دوسری مثال انجکشن و جہاز کی ہے۔ یہ آرمیڈس کے اصول سے بخوبی سمجھا جاسکتا ہے، جس کے تحت جب حجم وزن کے تناسب سے زیادہ ہو گا تو وہ چیز پانی میں ڈوبے گی نہیں۔ بحری جہاز اسی اصول کے تحت بنائے جاتے ہیں ان میں بحری جہاز کے ہزاروں ٹن وزن کو سطح پر اس طرح پھیلا دیا جاتا ہے کہ جہاز کی کثافت اس کے پینڈے کے نیچے موجود پانی کی کثافت سے کم ہو جاتی ہے۔

پانی کے اوپر موجود چیز کا وزن اس چیز کے نیچے موجود پانی کے وزن سے زیادہ ہو تو وہ چیز ڈوب جائے گی۔ اب جہاز کا وزن تو ہزاروں ٹن کا ہو سکتا ہے مگر اس کا سائز بڑھا کر اسے پانی پر اس طریقہ سے پھیلا دیا جاتا ہے کہ اس کا وزن اس کے نیچے موجود پانی کے وزن سے کم

مئی 2015ء

درجہ حرارت ہزاروں ڈگری سینٹی گریڈ ہوتا ہے جس میں چٹانیں پھیل جاتی ہیں اور حالت میں رہتی ہے ساتھ ہی اس میں مختلف ٹیسٹس رہتی ہیں۔ جب بھی آتش فشانی پھٹتے ہیں تب ان کے دبانے سے بھاری دبانے کے ساتھ گرم لادوا نکلتا ہے۔ اس لادوے میں گرم ٹیسٹس، پھیل جاتی ہیں چٹانیں باہر نکل جاتی ہیں جو آہستہ آہستہ ٹھنڈا ہو کر ٹھوس شکل میں تبدیل ہوتے



پانی کو بناتی ہے اور پانی میں تیرتی رہتی ہے۔ سمندر کے پانی میں نمک زیادہ مقدار میں کھلے رہتے ہیں پانی کھارا ہوتا ہے جس سے اس کی کثافت بڑھ جاتی ہے اس لئے سمندر کے پانی میں تیرنا اور یانے پانی میں تیرنے سے آسان ہے۔ اسرائیل کے پاس بحر مردار کے نام سے پھیل کے پانی میں تو نمک اتنا

لگتا ہے، ان میں ٹیسٹس کے ٹیلے بچے رہتے ہیں۔ یہ ہوا پتھر کے سوراخوں میں رہ جاتی ہے۔ اور یہ مخصوص ساخت اسٹینج، ڈبل روٹی کی طرح نظر آتی ہے۔

زیادہ مہلا ہوا ہے کہ وہاں پر کوئی آبی مخلوق زندہ نہیں رہ پاتی۔ لیکن اس خصوصیت کی وجہ سے اس میں کوئی شخص ڈوب نہیں سکتا وہ آرام سے تیر سکتا ہے، بیٹھے رہ سکتا ہے۔

ایسے پتھر جس میں ایئر سیل ہوتے ہیں پانی میں تیرنے والے پتھر جو مس Pumice کے نام سے جانے جاتے ہیں یہ پتھر اندرونی طور پر سوراخ دار ہوتے ہیں جن میں ہوا بھری ہوتی ہے۔ یہ جگے جگے ہوتے ہیں جس میں سیلیکا و ایمنٹا کا فیصد زیادہ ہوتا ہے۔

تیرنے والے پتھروں میں بھی کچھ خاصیت پائی جاتی ہے۔ ارضیاتی سائنس کی ایک کتاب جیٹرالوجی آف اینٹیٹیسٹس راک petrology of igneous rocks (مصنف ایف ایچ بیچے اے ویلز Hatch, F H: Wells) میں ایسے پتھروں کے سلسلے میں معلومات ملتی ہیں جو پانی پر تیرتے ہیں۔ ان کی اندرونی ساخت انڈیم ٹھوس نہ ہو کر اندر سے سٹینج یا ڈبل روٹی جیسے ہوتی ہے جس میں بیچ بیچ میں ایئر سل ہوتے ہیں۔ ان کے اندر ہوا ہونے کی وجہ سے یہ پتھر وزن میں بھاری ہونے کے باوجود بھی کثافت کے حساب سے ہلکے ہوتے ہیں اور اس وجہ سے یہ پتھر پانی میں تیر پاتے ہیں۔

اگر پتھروں کی مختلف جاتوں اور خصوصیات کے بارے میں ہم باتیں کی جائیں تو کچھ پتھر چٹندار ہوتے ہیں تو کچھ شفاف، کچھ پتھر روشنی بکھیرتے ہیں تو کچھ ایک دم سیاہ ہوتے ہیں یہ خصوصیت پتھری میں نہیں دنیا میں بیشتر اشیاء و جاندار میں اپنی انفرادیت کے ساتھ دستیاب ہے، ضرورت ہے ان پر سائنسی انداز نگاہ سے غور کرنے کی۔

یو سٹم پتھر کے متعلق ایسا دوسری کتاب جیٹرالوجی اینٹیٹیسٹس، سڈیمینٹری اینڈ میٹامورفک petrology igneous sedimentary and metamorphic (مصنف ہاروے ہاروی harvey) میں بتایا گیا ہے۔ زمین کی اندرونی سطح میگما میں

سائنس نے فطرت کے نئی راز کو تحقیق و تجربوں سے بوجھا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں تو ہاتھ کی بجائے تیرتے پتھر کے مثبت استعمالات ہو رہے ہیں مثلاً ایئرو نیو میں تیرتے سٹی پلانٹ اور پانی میں ٹھوس ٹھوب۔



مرتبہ: پرمیس

انکشافات

چھوڑتے ہیں جو انسانی کان سن نہیں سکتے ہیں اور اس کے لیے وہ 50 ڈیسی بیلبرٹ سے بھی بلند بیچ استعمال کرتے ہیں۔ تاہم یہ صرف وہانوی سیت ہی نہیں ہوتے، بعض مواقع پر جو بیہوشی فریکوئنسی پر اپنے زکے لیے پیغام چھوڑتی ہے یا پھر اس کے نوزائیدہ بچے اپنی ماں کو ڈانسنے کے لیے انتہائی بلند بیچ استعمال کرتے ہیں۔

ریسرچرز نے نیہارٹری میں مختلف مقامات پر چوبیا تو بند کر کے چوبے کے گیتوں کو ریکارڈ کیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مادہ قریب موجود ہوگی تو چوبے کی گیت کی طرز تبدیل ہو جاتی ہے۔ گیت سن کر چوبیا اپنے زکے پاس پہنچ جاتی ہے۔

دیتی ہے۔ پروفیسر جاردس کے مطابق چوبے کے گیتوں میں کیہ نیشن سنکڑ پائے گئے ہیں اور یہ سنکڑ کسی اچانک رویے کا اشارہ نہیں ہیں۔ چوبے کی ان نعرات کا تھابل محققین نے پرندوں کے گیتوں کے ساتھ بھی کیا۔

ڈیوک یونیورسٹی کے پوسٹ ڈاکٹریٹ ریسرچ میں شریک جوٹاٹھن خانوٹ کا کہنا ہے کہ زیر زمین ہوں یا نکلے جنگلاتی ماحول میں بسبب کسی زچوبے کا سن کسی مادہ کے لیے چاہتا ہے اور ایسے میں وہ مادہ کو نہیں قریب یا دور تک محسوس نہیں کر پاتا تو پھر وہ محبت کے نغے کو فضا میں بند کرتا ہے۔ چوبے اپنی مادہ کے لیے گیت انتہائی بلند بیچ پر

چوبے ہی گیت گاتے ہیں



صرف انسان ہی اپنے محبوب کو منانے یا اس کا دل بیٹنے کے لیے گیتوں کا سہارا نہیں لیتے ہیں بلکہ یہ خاصیت چوبوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ البتہ وہ ان گیتوں کے لیے اشارے ساتھ لہروں کا استعمال کرتے ہیں۔

شہنی نیٹیفورنیا (امریکہ) کی ڈیوک یونیورسٹی کے شعبہ نیورویولوجی کے پروفیسر ایرک جاردس کا کہنا ہے کہ جانوروں میں کیوسٹیکیشن انسانوں کے مقابلے میں بہتر انداز میں دکھائی

ایجادات

ایک منٹ میں چارج ہونے والی موبائل فون بیٹری کہاں

سب سے فوری طور پر سائنس دانوں نے ایک ایسی بیٹری تیار کر لی ہے، جو ایک منٹ سے بھی کم وقت میں مکمل ری چارج ہو جاتی ہے۔ سمارٹ فونز کے لیے بنائی گئی ایلیو سینیٹ کی یہ بیٹری سستی، چھلدار اور ویریا بھی ہے۔ اس نئی ایجاد کے بعد اب تک موبائل فونز اور لیپ ٹاپ میں استعمال ہونے والی لیٹیم آئن بیٹریوں کی جگہ ایلیو سینیٹ آئن بیٹریاں نے سٹی جیت۔ بتایا گیا ہے کہ انتہائی حیرت فزائی سے ری چارج ہونے والی ایلیو سینیٹ کی یہ بیٹری اب تک استعمال ہونے والی لیٹیم آئن بیٹری کی نسبت بہت زیادہ محفوظ بھی ہے۔ لیٹیم آئن بیٹری بعض اوقات پھٹ جاتی ہے اور اسے آگ بھی ہا آسانی لگ جاتی ہے۔

موجودہ لیٹیم آئن بیٹری تقریباً ایک ہزار سائیکلز کے بعد ختم ہو جاتی ہے جبکہ نئی بیٹری سات ہزار پانچ سو سائیکلز کے بعد بھی کام کرتی رہتی ہے۔ اس بیٹری کو موزایا فولڈ بھی کہا جاسکتا ہے۔ ریسرچرز کے مطابق بڑے سائز کی ایلیو سینیٹ بیٹریوں کو قابل تجدید توانی کے ایکٹریل اسٹیشنوں پر توانائی اسٹور کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

کیو آر کوڈ Qr Code

مستقبل کی دنیا > نہ پاور ڈیجیٹل جھنجھٹ، نہ لکھنے کی زحمت
وقت کی بچت اور ایک کلک پر معلومات محفوظ

آپ نے انٹرنیٹ پر کوئی سافٹ ویئر ڈاؤن لوڈ کرتے وقت، یا مختلف رسالوں میں اور اس میں کمپنیز کی پروڈکٹ پر ایک سیاہ رنگ کا چوڑا خانہ دیکھا ہو گا، اس میں عجیب سی لائنیں اور ڈھیر سارے لفظ ہتے رہتے ہیں۔ گذشتہ ماہ انہی صفحات پر ہم نے بتایا تھا کہ آئندہ آنے والے دور میں موبائل سم کا استعمال ختم ہو جائے گا اور اس کا متبادل لاگ ان آئی ڈی اور پاس ورڈ کی صورت میں ہو گا۔ البتہ یہ آئی ڈی اور پاس ورڈ، لمبے چوزے نمبروں یا پوچھیدہ حرفوں کے بجائے چو کور QR کوڈز پر مشتمل ہوں گے۔

یہ QR کوڈ کیا ہے؟... کیو آر کوڈ یعنی Quick Response Code "کوئیک رسپانس کوڈ" دراصل روایتی بار کوڈ کی ایک قسم ہے جسکی ابتدا، جاپان سے ہوئی۔ کیو آر کوڈ بار کوڈ کے مقابلے میں سیدھی لائنوں کی بجائے کاسے چو کور خانوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ مختلف سائز کے یہ چو کور خانے مل کر ایک بڑا چو کور خانہ بناتے ہیں اس کا ہیک گراؤنڈ سفید ہوتا ہے۔ ان چو کور خانوں میں مختلف قسم کی معلومات شور ہوتی ہیں جنہیں عام طور پر سمارٹ فون کیمرہ کی مدد سے سکین کیا جاتا ہے اور سافٹ ویئر اسے پڑھ کر ایک سیکنڈ میں معلومات موبائل سکرین پر دکھاتا ہے۔

کیو آر کوڈ سب سے پہلے موٹر گاڑی صنعتوں کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ 1994 میں نیویٹا کی ایک ذیلی کمپنی Denso Wave نے گاڑیوں کی تیاری کے دوران مختلف پرزوں کے بارے میں بہتر معلومات رکھنے کے لیے یہ نظام متعارف کروایا۔ لیکن اس کی جلد پڑھنے کی اہمیت اور بڑی شور بیج صلاحیت کی بنا پر، یہ کوڈ دوسرے شعبوں میں بھی مقبول ہو گیا۔



آج کیو آر کوڈز کا استعمال شاپنگ، انٹرنیٹ اور مختلف اقسام کی مصنوعات کی ٹریکنگ کے لیے کیا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ کیو آر کوڈز کو پیسے کی منتقلی اور ویب سائینس پر لاگ ان کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ کمپنیاں اور پروڈیوسرز اپنے وزٹنگ کارڈز پر کیو آر کوڈز بھی چھپواتے ہیں جنہیں سکین کر کے آپ یو آر ایل تکھے بغیر ہی انکی ویب سائٹ اور دیگر معلومات ملاحظہ کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ سامنے دینے گئے کوڈز کو اسکین کر کے آپ ڈائریکٹ روہانی ڈائجسٹ کی ویب سائٹ www.roohanidigest.net پر پہنچ سکتے ہیں۔

بعض مارکیٹنگ کمپنیاں مصنوعات کی تشہیر یا خصوصی ڈسکاؤنٹ فراہم کرنے کے لیے بھی کیو آر کوڈز کو پیسے مقامات اور اخبارات میں شائع کرتی ہیں، جس سے صارفین کی دلچسپی میں اضافہ ہوتا ہے۔ 2011 میں نیدر لینڈ کے رائس ڈیجیٹل منٹ نے کیو آر کوڈز کے حائل سکے بھی جاری کیے۔ اور تو اور کچھ ممالک میں اب قبر کے کتبوں پر مرنے والی کی معلومات کیو آر کوڈ کی شکل میں چسپاں کی جارہی ہیں۔

روایتی بار کوڈ کے مقابلے میں QR code میں ڈھیروں معلومات شور کی جا سکتی ہیں۔ مثلاً آپ اس میں اپنا نام،



پتہ اور نئی فون نمبر، فیس بک پتہ، ویب سائٹ یا پھر کوئی بھی پیغام سنور کر سکتے ہیں۔ جب آپ کے دوست اسے سکین کریں گے تو انہیں یہ معلومات مل جائیں گی۔ مثال کے طور پر سامنے دیا ہوا کیو آر کوڈ روحانی ڈائجسٹ کا وزٹنگ کارڈ Vcard ہے جسے اسٹین کر کے روحانی ڈائجسٹ کا پتہ، فون نمبر، ای میل اور ویب ایڈریس سب کچھ از خود آپ کے موبائل کالمیکٹ میں محفوظ ہو جائے گا۔

اسکے علاوہ آپ کیو آر کوڈ میں کچھ کمانڈز بھی محفوظ کر سکتے ہیں جیسے کسی خاص نمبر پر کوئی SMS بھیجنا ہو تو اس کا کیو آر کوڈ بنا لیجئے۔

جو کوئی بھی اسے سکین کرے گا اس کے نمبر سے پیغام بھیج دیا جائے گا۔ کوئی بھی ڈسٹرپشن، تحریر حتیٰ کہ یہ پورا آرٹیکل بھی کیو آر کوڈ کی مدد سے بھیجا جاسکتا ہے۔

روایتی بار کوڈ کے مقابلے میں کیو آر کوڈ پڑھنے کے لیے سمرہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لیے سمارٹ فونز کا استعمال عام ہے جس میں لگا پرا سیر کیمرہ لی گئی تصویر کا تجزیہ کرتا ہے اور طے شدہ شیڈرز کی مدد سے کیو آر کوڈ سے معلومات حاصل کرتا ہے۔ کیو آر کوڈ پڑھنے کے لیے اینڈرائیڈ، آئی او ایس، ونڈوز فون، بیہک بیری اور دیگر آپریٹنگ سسٹمز کے لیے بہت سی ایپلی کیشنز دستیاب ہیں۔ جو آپ ایپ اسٹور سے باسانی اور ہائلز مفت حاصل کر سکتے ہیں۔ جو

Barcode اور scan.me، QR Droid Code Scanner، QR Code Reader، QR Reader Generator/Reader کے نام مشہور ہیں۔

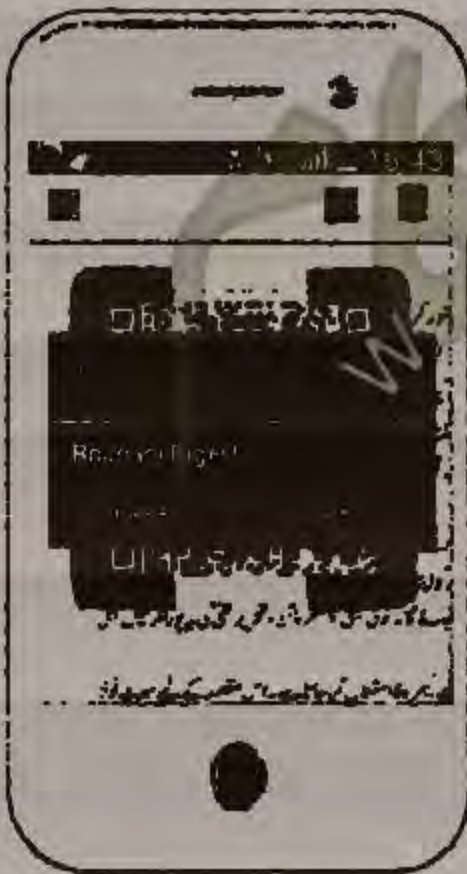
کیو آر کوڈ پڑھنے کا طریقہ بانٹل سہل ہے۔ بس اپنی ڈیوائس کے آپریٹنگ

سسٹم کے مطابق ایپ ڈاؤن لوڈ کریں اور اسے اوپن کریں.... اوپن ہوتے ہی ایک کیمرہ اسکیئر اوپن ہو جائے گا۔ اسے کس بھی بار کوڈ کے سامنے لائیں، یہ فوراً اس کی معلومات کو اس کی میموری میں لکھ دیتا ہے۔



کیو آر کوڈ کا استعمال مفت ہے اور اسکے لیے کسی قسم کے لائسنس کی ضرورت نہیں۔

احتیاط یہی ضروری ہے: تاہم غیر ضروری طور پر کسی بھی انجان کیو آر کوڈ کو سکین کرنے سے گریز کیجئے، کیونکہ ہیکرز کیو آر کوڈ کے ذریعے آپ کے کمپیوٹر یا موبائل فون میں موجود خفیہ معلومات تک مکمل رسائی حاصل کر سکتے ہیں اور آپ کے فون میں موجود کیمرہ کو خفیہ نگرانی کے استعمال یا پھر آپ کے بیلنس کے زیاں کا باعث بھی بن سکتے ہیں۔





ایک ایسا درخت جسے ایٹر ہم
ہی نقصان نہیں پہنچا سکتا

”جنگبو یوبا“ ginkgo biloba

طب کی دنیا کے مشہور ترین درختوں
میں سے ایک ہے، جنگبو بلابا یوبا۔
پہلے صرف چین میں پایا جاتا تھا لیکن
بعد میں کوریا اور جاپان میں بھی اسے لگایا
جانے لگا۔ اس درخت کی جڑوں پھل

دلچسپ و عجیب

اور پتوں کا مختلف بیماریوں کے علاج کے قدیم
نسخوں میں کافی استعمال نظر آتا ہے اور موجود دور میں بھی اسے قدرتی
ادویات میں کثرت کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ جنگبو بلابا نامی اس درخت
کا قد عام طور پر 20 سے 25 میٹر تک ہوتا ہے مگر چند درخت 50 میٹر کی
اونچائی تک بھی پہنچ جاتے ہیں۔ ان درختوں پر حال ہی میں بتائی جانے والی
ایک ڈاکوینٹری فلم میں بتایا گیا ہے کہ یہ درخت انتہائی نامناسب ماحول میں
بھی اپنی افزائش جاری رکھتا ہے۔

ڈاکوینٹری میں یہ بھی انکشاف کیا گیا ہے کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران
جب امریکانے جاپان کے شہر ہیروشیما پر ایٹم بم گرایا تو دھماکا کے جھٹ سے
ایک نکو میٹر کے فاصلے پر جنگبو یوبا کے درخت گئے ہوئے تھے۔ دلچسپ
بات یہ ہے کہ ایٹمی دھماکے کے بعد یہ درخت ان چند جانداروں میں سے
تھے جو زندہ بچ گئے تھے جب کہ تقریباً تمام پودے اور جانور مر گئے تھے جب
کہ یہ درخت آج بھی زندہ اور اپنی جگہ پر قائم ہیں۔

صحت

زیادہ چکنائی والی غذائیں
بچوں کی ذہنی صلاحیت پر
اثر انداز ہوتی ہیں



بچوں میں ضروری ذہنی صلاحیت
کی جانچ کے لیے امریکان ایلٹی ٹوائے
یونیورسٹی کے سائنسدانوں نے 7 سے
10 برس کے بچوں پر تحقیق کی، اور
انکشاف کیا ہے کہ سرخ اور تیلے
ہوئے کھانے بچوں کی ذہنی صلاحیت
پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہی نہیں جو
بچے چھوڑیڈ چربی والی غذا میں کھاتے
تھے ان میں سوچ و فکر اور جوابی
رد عمل کی رفتار سست ہوتی ہے۔ ان
بچوں میں چیزوں کو یاد رکھنے کی
صلاحیت بھی کمزور ہوتی ہے۔

دانت صاف، دل قدرت

دانت اور دل میں بھی

تعلق پایا جاتا ہے

برطانیہ میں کی جانے والی حالیہ
تحقیق میں انسانی ذہن میں پائے
جانے والے بیکٹریا سے ہونی والی
دانتوں کی خرابی اور دل کی بیماریوں
کے درمیان تعلق دریافت کرتے
ہوئے کہا گیا ہے کہ وہ افراد جو دانتوں

جاتی ہیں جو دل کی صحت کے لئے
نقصان دہ ہوتی ہیں اور ان کے زیادہ
استعمال سے دل کے دورے کا خدشہ
بڑھ جاتا ہے، اس لئے منہ کو صاف
رکھنا بے حد ضروری ہے تاکہ دانتوں
کی تکالیف کے ساتھ دل کی حفاظت
کو بھی یقینی بنایا جاسکے۔



کے انفیکشن میں مبتلا ہوتے ہیں انہیں
دل کی بیماریاں لاحق ہونے کا خدشہ
زیادہ ہوتا ہے۔

طبی ماہرین کا کہنا ہے کہ دانتوں کی
بیماریوں میں سب سے عام مسوزھوں
کی تکالیف اور دانتوں میں کیڑا لگنے ہے
جس میں سوزش سے فوری آرام کے
لئے عموماً درو کش ادویات استعمال کی

روح کا انتقام



محبت اور انتقام کی ایک نئی اور پر اسرار کہانی۔ جو آج بھی اسکاٹ لینڈ کی لوک داستانوں میں شمار ہوتی ہے اور وہاں کے ہر باشندے کی زبان پر عام ہے۔

سب چھوٹا لڑکا تھا۔ سر جیمز اسٹوارٹ کو برطانوی سول وار میں چارلس دوم کی حمایت کی وجہ سے ہارٹ Knight کا خطاب ملا، وہ اسکاٹ لینڈ پارلیمنٹ کی جانب سے ایڈنبرگ میں بطور کمشنر بھی اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔

سر جیمز اسٹوارٹ نے بے پناہ دولت کمائی اور اپنے ہر بیٹے کو کوئی نہ کوئی جاگیر خرید کر اس کا تواب بنایا، سب سے چھوٹا اور چھوٹا لڑکا ہونے کے وجہ سے رابرٹ اسٹوارٹ، ایک بگڑا ہوا نواب زادہ بن چکا تھا، اسے اٹلن بینک کی جاگیر ملی۔

یہ کہانی 1670ء کی وہابی سے شروع ہوتی ہے

یہ ساڑھے تین سو سال پہلے کا واقعہ ہے۔ اسکاٹ لینڈ کے سرحدی صوبے اسکاٹش بارڈر میں بروک شائر کاؤنٹی Berwickshire کے ایڈرم گاؤں کے نزدیک ایک ایڈر Blackadder کے دریا کے کنارے اٹلن بینک Allanbank میں ایک متمول خاندان رہائش پذیر تھا۔ اس خاندان کا مالک، رئیس زادہ اور بیرونیٹ (نواب) رابرٹ اسٹوارٹ Robert Stuart تھا۔

رابرٹ اسٹوارٹ ایڈنبرگ Edinburgh کے جاگروار و منتظم Lord Provost اور تاجر سر جیمز اسٹوارٹ اور ان کی پہلی بیوی این ہوپ کا ساتواں اور

جین آتے جاتے اسٹوارٹ کو اپنی بڑی بڑی نبلی آنکھوں سے اس طرح دیکھتی گویا وہ اسے اپنی آنکھوں میں سمو لے گی۔ جین طبعاً رومان پسند واقع ہوئی تھی۔

جب سے نوجوان راہبہ نے اسٹوارٹ کو دیکھا تھا، اس کے دل میں ہلچل مچ گئی تھی۔ اس نے تہیہ کر لیا کہ راہبہ کی زندگی ترک کر دے گی اور باقی زندگی اسٹوارٹ کے ساتھ گزارے گی۔

جہاں تک اسٹوارٹ کا تعلق تھا، ”دونوں طرف ہے آگ۔ برابر ہی ہوئی“ والا معاملہ تھا اور پھر ایک تاریک شب کو جین چرچ کی سرحد پار کر کے اپنے محبوب سے آئی۔ اسٹوارٹ اسے پا کر بے حد خوش تھا۔ اسے اپنی مصنوعی جاگیر دانانہ زندگی سے زیادہ جین کی سادگی بھائی۔ وہ جین اور ملازمین کے ہمراہ اس مکان سے منتقل ہو کر کانویٹ سے دور ایک ہوٹل میں قیام پذیر ہو گیا جہاں وہ دونوں اپنی محبت کو پروان چڑھانے لگے۔ اس طرح دو مہینے بیت گئے۔ یہاں تک کہ اسٹوارٹ اس خاموش زندگی سے اکتا گیا۔ اب اس نے سوسائٹی گرلز سے راہ و رسم بڑھائی شروع کر دی۔ وہ جین سے کوئی نہ کوئی بہانہ کر دیتا اور رات رات بھر غائب رہتا۔

بے چارن جین سینے پر دھونے میں لگی رہتی یا آہیں بھرتی۔ اسے اسٹوارٹ کی بے اعتنائی کا بے پناہ دکھ تھا۔ وہ اب ایک ایسی مسافر تھی جس کی کوئی منزل نہ تھی۔ جب اسٹوارٹ دیر سے نوٹا تو جین کو روتے پاتا۔ پھر کچھ ہی دنوں بعد وہ ایک دوسرے کو طعنہ دینے اور نزنے جھگڑنے لگے۔

آخر کار ایک دن جین نے زار و قطار روتے

جب رابرٹ اسٹوارٹ تعظیم حاصل کرنے یورپ روانہ ہوا۔ اسٹوارٹ ایک حسین و جمیل شخصیت کا مالک تھا اور عیاشی زندگی کا متلاشی، لہذا وہ بیرون ملک جانے میں بڑی مسرت محسوس کر رہا تھا۔

پہلے وہ روم گیا۔ اس نے بہت کم وقت پڑھائی میں صرف کیا اور زیادہ عرصہ سیر و تفریح اور زلف بچوں کے سائے میں گزارا۔ جب یہاں کی رنگین صحبتوں سے اس کا دل سیر ہو گیا تو اس نے حسین خواہوں کی سر زمین پیرس میں قدم رکھا۔

اس زمانے میں لوئی چہار دہم Louis XIV فرانس کے تخت پر متمکن تھا اور اس کے دربار پر دن عید اور رات شب برات کا سماں ہوتا تھا۔ اس کے درباری زیادہ وقت عیاشی اور ساز باز میں صرف کرتے تھے۔ امر میں عمدہ لباس اور عمدہ خوراک کا شوق جنوں کی حد تک بڑھ گیا تھا۔ ایسی رنگین فضا میں جب اسٹوارٹ داخل ہوا تو گویا اس کے دل کی مراد بر آئی۔

اسٹوارٹ جس مکان میں رہائش پذیر ہوا، اس کا رخ ایک عیسائی خانقاہ convent کی طرف تھا۔ وہ ہر صبح نوجوان راہبوں کو کانویٹ میں آتے جاتے دیکھتا۔ ان میں کچھ راہبائیں بھی ایسی تھیں جو راہبانہ زندگی سے زیادہ دنیا میں دلچسپی رکتی تھیں اور موقع کی تلاش میں رہتیں کہ کسی طرح چرچ کی روکھی چھکی زندگی سے نجات حاصل کریں۔ خانقاہ سے باہر کی دنیا میں خوشیوں سے دامن بھرنے کے لیے بے قرار ایک راہبہ کا نام جین ڈیلا سیلے Jeanne de la sale تھا جو بعد میں پیرلین جین Pearlين Jean کے نام سے مشہور ہوئی۔

تھا۔ اس نے آتے ہی جگھی کے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا تاکہ اندر داخل ہو سکے اور چلاتے ہوئے کہا ”رابرٹ! مجھے معلوم ہے کہ تم اسکاٹ لینڈ جا رہے ہو۔ خدا کے واسطے مجھے بھی ساتھ لے چلو۔ مجھے یہاں بے یار و مددگار مت چھوڑو۔“

لیکن رابرٹ اسٹوارٹ کو اس کی اس حالت زار پر ذرا رحم نہ آیا اور اس نے اندر سے دروازے کا ہینڈل سختی سے پکڑ لیا اور کوچوان کو اشارہ کیا کہ کبھی چلائے اور ہرگز نہ رکے۔

”مجھے چھوڑ کر تم ہرگز نہیں جاسکتے۔“ جین چینی۔
 ”رابرٹ سن لو۔ اگر تم نے مجھ سے بے وفائی کرتے ہوئے کسی اور سے شادی کی تو میں تم دونوں کے درمیان آجاؤں گی اور آخر دم تک تمہاری جان نہیں چھوڑوں گی۔“

”جگھی فوراً چلاؤ۔“ اسٹوارٹ نے چلا کر کہا اور کوچوان نے تھم کی تعمیل کی۔ ٹھوڑے سر پٹ بھانگے لگے۔ جین پائیدان پر کھڑی ہونے کی کوشش کرنے لگی یہاں تک کہ ایک جھٹکے کے ساتھ نیچے گری اور جگھی کا پیہ اسے سر کو پکلتا ہوا گزر گیا۔ اسٹوارٹ نے جین کے چیخنے کی آواز سنی، مگر اس کا دل مطلق نہ ہلچا اور اس نے سفر جاری رکھا۔



دو تین ہفتے بعد ایک دوسری جگھی میں اسٹوارٹ بیٹھا اپنے رہائشی قصبے ایلن بینک کی طرف جا رہا تھا۔ ویرس میں تو وہ بہت قیمتی لباس پہنا کرتا تھا مگر یہاں آتے ہوئے اس نے سادہ لباس پہن رکھا تھا۔ جب اس کے پاس سے ایک چرواہی اپنے مویشیوں کے ہمراہ گزری تو وہ مسکرا دیا۔ کیوں نہ

ہوئے اسٹوارٹ سے کہا ”تمہاری خاطر میں نے چرچ کو خیر باد کہا اور اب تنہا کی زندگی بسر کر رہی ہوں۔ آخر تم وعدے کے باوجود مجھ سے شادی کیوں نہیں کرتے....؟“

”میں تم سے ہزار بار کہہ چکا ہوں۔“ اسٹوارٹ نے غصے سے کہا۔ ”میں اپنے والد کی مرضی کے بغیر شادی نہیں کر سکتا۔ وہ مجھے تم سے شادی کرنے کی کبھی اجازت نہیں دیں گے اور اگر میں نے ان کا کہنا نہ مانا تو جینید اسے محروم کر دیا جازوں گا۔“

”تو پھر.... برائے خدا مجھے اپنے ساتھ اسکاٹ لینڈ لے چلو۔“ جین اتجا کرتے ہوئے بولی۔ ”میں تمہارے والد کو اپنا حسب و نسب بتاؤں گی تو وہ یقیناً شادی کی اجازت دے دیں گے کیونکہ میں بھی ایک معزز گھرانے کی فرد ہوں۔“

”ہم ایک ساتھ کس طرح سفر کر سکتے ہیں جبکہ ہم غیر شادی شدہ ہیں....؟“

اس پر جین پھوٹ پھوٹ کر رونے اور اسٹوارٹ سے اتجا کرنے لگی کہ وہ اس پر اس قدر ظلم نہ کرے لیکن اسٹوارٹ نے اس کی ایک نہ سنی اور حقارت سے ہر اتجا ٹھکرا دی۔

صبح کے دھندلے میں ایک جگھی ہوٹل کے دروازے پر آکر رکی۔ مسٹر اسٹوارٹ، سالان سے مددے پھندے ملازم ہمراہ اپنے کمرے سے برآمد ہوئے اور جگھی میں سوار ہو گئے۔ جوں ہی کوچوان نے ٹھوڑوں کے چلنے کے لیے باگ کھینچی، ہوٹل کے اندر سے پیرین جین بھاگی ہوئی آئی۔ وہ اس وقت موتی سے جڑا، فیت دار لباس زیب تن کیے ہوئے تھی۔ اس کے بال بکھرے ہوئے اور سانس پھولا ہوا

سے کانپنے لگا۔

بمیں نہیں معلوم اس بھیانک رات اسوارت اس طرح اپنے محل میں داخل ہوا۔ لیکن امر واقع یہ ہے کہ اب اس میں بے حد تبدیلی نمایاں تھی۔ اب وہ پہلے سارے ٹکین مزاج اور آتش نوا نوجوان نہیں بلکہ اپنی منزل سے بھٹکا ہوا مسافر معلوم ہوتا تھا جو ہر وقت کچھ نہ کچھ سوچتا رہتا۔ اب ایلن بینک کا محل بھی پہلے کی طرح خوشیوں اور مسرتوں کی آماجگاہ نہ تھا بلکہ وہاں عجیب عجیب واقعات رونے لگے تھے۔ دروازوں پر دستک ہوتی۔ کبھی کبھی دلخراش چیزوں کی آواز سنائی دیتی اور لمبوں اور غلام مردشوں سے نہ دکھائی دینے والی کسی ہستی کے چلتے پھرتے اور لباس کی سرسراہٹ سنائی دیتی، مگر کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔

ایک رات ایک خادمہ نے جین کا بھوت دیکھا۔ وہ خوف کے مارے چیختی اور کہتی جاتی ”وہ دیکھو، موتیوں کا لباس پہنے وہ عورت جا رہی ہے۔ اسے پکڑو۔“ جب وہ ہوش میں آئی اور اس کا خوف دور ہوا تو اس نے بتایا کہ اسے ایک عورت دکھائی دی تھی جس نے موتیوں کا لباس پہن رکھا تھا۔

جین ایک خاص قسم کا سفید مرغولے دار لباس winding sheet پہنے ہوئے نظر آتی، جو فیتے lace سے بندھا ہوتا اور اس میں موتیوں کی لڑیاں جڑی ہوئی تھیں، اس دور میں یورپ میں اس لباس کو عموماً پیرلین Pearlین یعنی ”موتیوں والا“ کہا جاتا۔ یہی لباس موت کے وقت جین نے پہن رکھا تھا۔ اسی وجہ سے جین کا نام ”پیرلین جین“ پڑ گیا۔

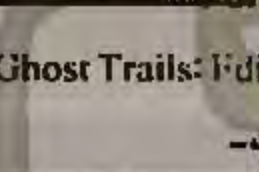
پیرلین جین کے بھوت اور گھر پر آسیب کا اثر اس وقت زیادہ ہوتا جب مالک مکان گھر پر رہتا۔ جب

مسٹر اسوارت جبکہ وہ ایک نہایت کامیاب اور مسرتوں سے بھرپور دورہ کر کے وطن واپس آ رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس کے والدین بے تابانہ اس کا انتظار کر رہے ہوں گے اور حسین ترین لڑکیاں اس کے سامنے پیش کی جائیں گی تاکہ وہ ان میں سے کسی کو اپنی رفیقہ حیات منتخب کرے۔

جیسے ہی گھر قریب آیا اسوارت نے جہمی سے منہ نکال کر اپنے عظیم الشان محل کی طرف نظر دوڑائی۔ کبھی تیزی سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی اور محل کا دروازہ محض بیس پچیس گز دور رہ گیا ہو گا کہ یک لخت جہمی میں جتا ایک گھوڑا خوف سے ہٹھکیا اور اگلے ہی لمحے وہ سرے گھومنے نے اپنے ساتھی کا بیرونی کی۔

نوجوان نے گھوڑوں کو ہنتر مارتے اور گانیاں دیتے ہوئے کہا ”کبھتو! جب سفر ختم ہونے والا ہے تو غڑے کر رہے ہو۔“ لیکن دونوں گھوڑوں نے ایک ایسی بھی قدم بڑھانے سے انکار کر دیا، خوف کے مارے ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

”کیا ماجرا ہے...؟“ مسٹر اسوارت نے چہرہ باہر نکال کر کہا۔ ”آخر یہ ایک دم کیوں پاگل ہوئے جا رہے ہیں...؟“ بظاہر کوئی چیز بھی ایسی نظر نہ آتی تھی جس نے گھوڑوں کو خائف کر دیا ہو۔ لیکن یہ کیا...؟ جب اسوارت نے دروازے کی طرف دیکھا تو کوئی چیز وہاں موجود تھی۔ جب اس نے بغور نگاہ ڈالی تو کیا دیکھتا ہے کہ جین نے استقبال کے لیے ہاتھ پھیلا رکھے ہیں اور اس کے سر سے خون بہ رہا ہے جو اس کے کپڑوں کو رنگین بنا رہا ہے۔ یہ دیکھتے ہی اسوارت کا رنگ زرد پڑ گیا اور وہ خوف



جس طرح برصغیر میں سنی مجنوں، شیریں فرہاد،
بیر رانجھا کی داستانیں زبان زد عام ہیں اسی طرح
”ہیر لین جین“ کی کہانی بھی اسکاٹ لینڈ کی مشہور
لوک داستانوں میں سے ایک ہے، جو تین سو پچاس
برس گزر جانے کے باوجود بھی اسکاٹ لینڈ میں ہر
خاص مقام کو یاد ہے، اس کہانی کو اب تک سینکڑوں
مصنفین نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ سب سے پہلے



اس کہانی کو اٹھارہویں صدی کے اسکاٹ لینڈ کے مورخ اور ادیب چارلس کرک پیٹرک
شارپ Charles Kirkpatrick Sharpe دنیا کے سامنے لائے۔

1848ء میں شہریت کوڈ نے کتاب The Night Side of Nature, or
Ghosts and Ghost Seers، 1856ء میں جارج میڈرمن نے کتاب
Popular Rhymes, Sayings and Proverbs of the County of
Berwick میں 1897ء میں جان انگرمن نے اپنی کتاب
The Haunted Homes and Family Traditions of Great Britain
کی۔ بیسویں صدی میں برطانیہ کی آئینی حویلیوں پر لکھی گئی تقریباً ہر کتاب میں ہیر لین جین
کی کہانی کا ذکر موجود ہے۔ جن میں 1921ء کی ارنسٹ رہائز کی کتاب The Haunters
and the Haunted اور 1911ء کی ایلیٹ اوڈنیل کی Scottish Ghost
Stories کے علاوہ Fifty Great Ghost Stories اور Ghost Tale of Love،
Ghost Trails: Edinburgh اور The Screaming Skulls & Other Ghosts and Revenge
and the Borders وغیرہ شامل ہیں۔ زیر نظر کہانی انہی کتابوں کی مدد سے تحریر کی گئی ہے۔

نواکری چھوڑ چھوڑ کر اس گھر سے بھاگ گئے، لیکن
سب سے زیادہ عذاب رابرٹ اسٹوارٹ پر تھا۔ اسے
اپنی مردہ محبوبہ کا بھوت نظر آتا تھا جس کے سر سے
خون بہ رہا ہوتا تھا۔
آخر اسٹوارٹ نے شادی کرنی، اس نے سوچا کہ
اب احمیہ نین سے زندگی گزرے گی۔ اس کی بیوی اعلیٰ

وہ لندن چلا جاتا تو گھر میں اسن ومان رہتا مگر جوں ہی
اسٹوارٹ گھر واپس آتا، فوراً ہی قدموں کی چاپ اور
لباس کی سرسراہٹ سنائی دیتی۔ اس طرح دروازے
کھلتے اور بند ہوتے اور فرنیچر خود بخود اپنی جگہ بدل
لیتا۔ فریضہ ایسی فضا میں گھر والوں کی نیند حرام
ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ بڑی بڑی سارے ملازم

بینک آسب زدہ ہی رہا۔

آخر کار رابرٹ اسٹوارٹ یہ عقدہ حل کرنے کے لیے دوسری تدابیر سوچنے لگا۔ تب تک سخت اسے خیال آیا کہ جین کے آخری الفاظ یہ تھے ”رابرٹ سن نوا! اگر تم نے مجھ سے بے وفائی کی اور کسی دوسری عورت سے شادی کی تو میں تم دونوں کے درمیان آ جاؤں گی اور آخر دم تک تمہاری جان نہیں چھوڑوں گی۔“

اسٹوارٹ نے سوچا کہ اگر جین جین جین کی ایک تصویر بنا کر اپنی اور جیم کی تصویر کے درمیان آویزاں کر دی جائے تو ممکن ہے جین اس کا چھپنا چھوڑ دے، چنانچہ اس نے اس بارے میں اپنی بیوی سے مشورہ کرنے کے بعد لندن کے اس مشہور آرٹسٹ سے جین کی ایک تصویر بنوائی۔ چونکہ جین کی پہلے سے کوئی تصویر موجود نہ تھی۔ لہذا یہ تصویر محض اسٹوارٹ کے بتائے ہوئے طے پر بنی تھی۔

جب یہ تصویر دن میاں بیوی کی تصویر کے درمیان آویزاں کی گئی تو اس کا اثر حسب دلخواہ ہوا۔ یعنی بھوت نسبتاً خاموش ہو گیا اور اب اس نے اسٹوارٹ کے سامنے ظاہر ہونا بھی بند کر دیا۔ اسٹوارٹ خوش تھا کہ اب وہ آرام ہی نیند سو سکتا ہے۔

اس طرح کئی سال گزر گئے اور جین کا بھوت قصہ ماضی بن گیا۔ اسٹوارٹ نے سوچے کیوں نہ اب یہ تصویر خاندانی تصاویر سے علیحدہ کر دی جائے۔ اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ گھر میں جب کوئی نو وارد آتا تو وہ جین کی تصویر کے بارے میں طرح طرح کے سوال کرتا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اسٹوارٹ کے بچے ہوش سنبھالنے لگے تھے اور وہ اپنے والد اور والدہ کی

خاندان سے تعلق رکھتی تھی اور اپنے طور و اطوار سے اس کے لیے بالکل موزوں تھی۔ تھوڑے عرصے بعد اسٹوارٹ کو بیرن کا خطاب بھی ملا۔

ایلیٹ بینک کے بھوت کاراز لیدی اسٹوارٹ کو بتا دیا تھا، جی نوٹلی ولین نے جیسے ہی اس محل میں قدم رکھا، بیرن جین کا بھوت دور شور سے نمایاں ہونے لگا لیکن لیدی اسٹوارٹ نے بارہ نئے سے انکار کر دیا اور بھوت ہی کہ خواہ جین جین کا بھوت اسے نظر آتا رہے مگر وہ اپنا کلمہ چھوڑ کر کسی حالت میں نہیں جائے گی۔

اسٹوارٹ اپنی بیگم سے بے حد خوش تھا۔ اس نے بیگم پر اپنی محبت مزید ظاہر کرنے کے لیے لندن کے ایک مشہور مصور سے اپنی اور بیگم کی تصویر بنا کر ٹیلیوی میں آویزاں کر دیں۔ کئی رات یہ تصاویر ٹیلیوی میں آویزاں کی گئیں۔ کئی بیگم میں قیامت آئی۔ جین جین کے بھوت نے کثرت ہی ڈھانسی۔ محل کا فرنیچر اور چینی کے تخت بڑھتے تھے جس سے گریہ کر دیے۔ دروازے کھٹکے اور بند ہونے کا شور دور دور تک سنا جاسکتا تھا۔ زینوں اور کمروں میں قدموں کی آواز اور لباس کی سرسراہٹ اور بھی پر شور ہو گئی اور جو چیز بھی بھوت کے راستے میں حائل ہوتی وہ ٹوٹ پھوٹ جاتی۔

ان ہولناک واقعات سے رابرٹ اسٹوارٹ سخت پریشان ہو گیا۔ اس نے اسکاٹ لینڈ کے چیدہ چیدہ پادریوں کو دعوت دی کہ وہ عملیات سے بھوت کو بھگادیں، چنانچہ سات پادری ایلیٹ بینک کے محل میں آئے اور انہوں نے گھنٹوں عملیات کیے۔ لیکن تو بے کیجیے صاحب، بھوت پر کوئی اثر نہ ہوا اور ایلیٹ

پاکستان سوسائٹی

ایلن بینک کا آسپیٹل

سترہویں صدی عیسوی کے آخر میں ایلن بینک کا محل رابرٹ اسٹوارٹ نے بنوایا تھا۔ اسٹوارٹ کے بیٹے اس سے لوٹنے پر ہی اس حویلی میں امیونے واقعہ ہونے لگے جس کا شکار رابرٹ کے ساتھ اس کے دیگر بھائیوں نے بھی بنے۔ جارت ہوم 1694ء میں لکھی کتاب An Album of Scottish Families میں رقمراز ہیں کہ رابرٹ اسٹوارٹ اور اس کی بیوی جین کے علاوہ جین کی ماں، رابرٹ کی بہن، اور چار بڑے اور تین لڑکیاں مقیم تھے، رابرٹ کے ملازمین کی تعداد 14 تھی جن میں 8 مرد اور 11 خواتین شامل ہیں۔ 1707ء میں اسٹوارٹ کی موت کے بعد یہ محل اس کے



خاندان کی ہی ملکیت رہا مگر اس میں جین کے بھوت نے اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ 1790ء میں اسٹوارٹ



خاندان اس گھر کو بیچ کر چلا گیا۔ اس کے بعد بھی گھر میں جو کوئی رہائش پزیر ہوا اسے پیر لین جین کا بھوت یا اس کے قدموں کے آہٹ سنائی دیتی رہتی۔ آخر کار 1848ء کے بعد سے لوگوں نے یہاں رہائش ترک کر دی اور بیسویں صدی کی ابتداء میں یہ محل مستقل طور پر بے آباد ہو کر

گھنڈر بن گیا۔ البتہ جنگ عظیم کے دور میں اسے فوجیوں نے کچھ عرصہ چھاؤنی کے طور پر استعمال کیا۔ 1969ء میں ایلن بینک کا یہ محل اور اس سے متصل مکانات و مسمار کر دیا گیا۔

آگیا اور ایلن بینک پھر ایک آسیب زدہ محل کہلانے لگا۔ یہاں تک کہ بھوت نے اسٹوارٹ اور اس کی بیٹی کی زندگی تلخ کر دی۔ مسلسل صدیات سے اسے 1707ء میں رابرٹ اسٹوارٹ کا انتقال ہو گیا۔ اس کی وفات کے بعد بھی جین کے بھوت نے اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں اور اب وہ باغ اور مچھن میں

تصاویر کے درمیان ایک اجنبی عورت کی تصویر دیکھ کر حیرانی کا اظہار اور قسم قسم کے سوالات کرتے تھے۔ غرض ایک دن جین کی تصویر دیوار سے اتار کر گھر کے ایک گوشے میں ردی چیزوں کے ساتھ ڈال دی گئی۔

جیسے ہی تصویر اتاری گئی، جین کا بھوت واپس

بھی دکھائی دینے لگی۔



آیا اسے روزانہ رات دس سے گیارہ بجے تک رونے اور
سکینے کی آواز سنائی دیتیں اور کبھی کسی جھگڑے کی آواز
یا سرگوشیاں بھی سنائی دیتیں، ایسا لگتا کہ کوئی عورت کسی
سے لڑ رہی ہے اور شادی کا تقاضا کر رہی ہے۔

ارنست رہاڑا اپنی کتاب The Haunters and
the Haunted میں رقمراز ہیں کہ 1790ء میں دو
خواتین اس محل میں رہائش پزیر ہوئیں۔ انہیں اس
گھر اور پیر لین جین کے متعلق کچھ علم نہ تھا۔ رات کو
انہیں ایسا محسوس ہوا کہ ان کے بیڈ روم کے ارد گرد
کوئی چہل قدمی کر رہا ہے، بالآخر تک آکر وہ بھی
مکان چھوڑ گئیں۔

اٹھارویں اور انیسویں صدی میں پیر لین جین
کے بھوت و کبھی کبھی دکھا جاتا، مگر اب اس میں وہ
دم ختم نہیں رہا تھا بلکہ اس نے مظلوم کا روپ دھار لیا
تھا۔ ہر شخص جسے ان مکان میں بھوت دیکھنے یا اس
کے قدموں کی چاپ سننے کا اتفاق ہوتا ہے، وہ جین
سے مدد روئی کا اظہار کیے بغیر نہیں رہتا۔

آخر کار 1848ء کے بعد سے لوگوں نے یہاں
رہائش ترک کر دی اور بیسویں صدی کی ابتدا میں یہ
محل مستقل طور پر بے آباد ہو کر ٹھنڈا رہ گیا۔ البتہ
جنگ عظیم کے دور میں اسے فوجیوں نے پانچ بار
اپنی رہائش کے لیے استعمال کیا۔ 1969ء میں ایلین
بینک کا یہ محل اور اس سے متصل مکانات کو مسمار
کر دیا گیا۔

آج ایلین بینک کا یہ محل اپنی جدوجہد نہیں ہے
لیکن پیر لین جین کی داستان آج بھی لوگوں کے
ذہنوں سے محو نہیں ہوئی۔



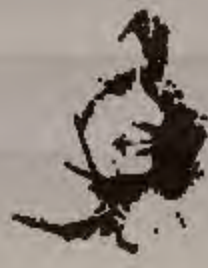
میراثی داستان

اسکاٹ لینڈ کے مورخ چارلس کرک بیٹرک
شاپ بتاتے ہیں کہ ان کی دایہ جینی Jenny
Blackadder ایک زمانے میں اسٹوارٹ خاندان
کے گھر ملازمہ رہ چکی تھیں۔ چارلس کرک نے یہ
داستان ان خاتون کی زبانی ہی سنی۔ وہ کئی بار ایلین
بینک محل میں قدموں کی آہنوں اور آوازوں کو سن
چکی تھیں۔ ایک روز ان خاتون کا مگھیترا تھامس
Thomas چوری چھپے چاندنی رات میں ان سے ملنے
ایلین بینک محل کے باغیچے میں پہنچا تو اسے باغیچے میں
سفید لباس میں ایک عورت ٹھٹھے نظر آئی جس کا چہرہ
چمپا ہوا تھا، تھامس اسے جینی سمجھ کر اپکا، لیکن جیسے
ہی وہ اس کے قریب پہنچا وہ عورت اچانک غائب ہو گئی
اور کچھ دور باغیچے کے دوسرے کونے پر نمودار ہو گئی،
تھامس یہ دیکھ کر گھبرا کر وہاں سے فرار ہو گیا۔

ایلین بینک کی ایک اور ملازمہ جینی ٹوری Betty
Norrie کا بیان ہے کہ اس نے اور اس کی ساتھی
ملازماؤں نے اکثر ایلین بینک میں لہراتے سفید لباس
میں کسی عورت کو چلتے پھرتے دیکھا، جو اچانک نظر
آتا اور غائب ہو جاتا، شروع میں وہ اس سے خوفزدہ
تھیں مگر پھر عادت پڑ گئی، تاہم اس نے کسی ملازمہ کو
کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔

کلائیو کر سنن اپنی کتاب Ghost Trails میں
تحریر کرتی ہیں کہ پیرس کے جس ہوٹل میں
اسٹوارٹ اور جین مقیم تھے، اس ہوٹل کی مالک
Matron بتاتی ہے کہ جین کی موت کے بعد تقریباً
چار مہینے تک اس کمرے میں جو بھی رہائش کے لیے

فارسی ادب سے انتخاب



ثواب یا گناہ

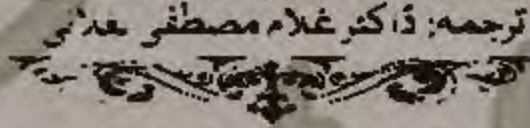
ہے۔ وہ اپنی جگہ سے واپس نہ آئے اور جیسی طرح پینا۔
وہ اپنے پیٹھ تھوکوں کے ساتھ اور صابن آؤ، چھڑک کے
ساتھ نپٹے۔ اور جو پڑی پر تھی بے دردی سے وہ
رسی تھی کہ اس میں مداخلت کر کے کچھ بچو نہ کرتا تو اس
مقصود کے لیے جو پڑی چھوڑ داتی۔

حیب سلطان کی ساموں سے ہمارے گھر میں
پہلے دھونکی تھی۔ اس کا ایک بیٹا انتہائی دلچسپ تھا۔
بہت شرمیلی اور شوخ، سیراب نام تھا۔ سورج کے نام
سے پکارتے تھے۔ کبھی اسے پسند کرتے تھے اور ہر جگہ
اس سے دل تھی اور شوخی مذاق کرتے۔ موسم خزاں کے

سورجی بے چارہ اڑے



ہوئے رنگ، بھدھی، ٹیڑھی
شیخ آج کے ساتھ خون آؤ:



درمیانی ایام میں ایک دن جبکہ
اس کی ماں سورج کی طرف
منہ کر کے صابن کی تھوک

آنسوؤں کی لذت کے ساتھ مل کر اس کے منہ کے
کوشش سے بہہ نر زنتین پر گرتے جاتے تھے۔ بے چارہ
حیب سلطان خود بھی یہ یقین ہوئی تھی، بھگتے ہوئے
بادوں اور پتوں کے ساتھ اپنے پیٹھ کے پیرو
میں گھسی ہوئی تھی۔ رہتے رہتے اس کی گھلی بندھ جاتی
تھی۔ خدا! اس کی تھوک سے سوال کر رہی تھی۔
اس سے یہ ظنی - نر زنتین ہے...؟ کہ ایسے حالت
میں ہتھوڑے جہاں نہ کسی کو خد کا خوف ہے اور نہ ہی
تھکن ہے۔

تہ سے ہوئے تھوک کے ساتھ بچوں کے میں بیٹھ کر
پینے میں شرم اور پہلے دھونے میں مصروف تھی۔
سورجی کی ایک مریں اور کڑوہ پکے کو کہیں سے پکڑ
یا تھا اور نہ ہی اس سے ڈر سارا حرم دو تین اڑے فانس پر
جیسے۔ بچوں کی عادت ہوتی ہے، جیسے میں مشغول تھا۔
وہ ان مریں سمیٹیں جانور کو ستا رہا تھا کہ اس کی میوؤں
میں اس کی آواز بلند ہوئی تھی۔

اس کی ماں نے کامیاب دیکھا اور نکلن طعن کرنا شروع
کر دیا۔ سب سے پہلے کہ سورج کوئی توجہ نہیں کر رہا
یہاں تک کہ اس کی باتوں کا جواب دینے میں بھی کوتاہی

یہ اس کی حالت دیکھ کر تھک گیا، میں نے کہا:

حبیہ سلطان اس بچے کو اسکول میں داخل یوں نہیں کر رہی تھی، شاید یہ انسان بن جائے۔

اس نے کہا "میرے پاس تو روٹی تک نہیں کہ میں پیٹ پال سکوں، میں کہاں سے پیسے لائوں کہ اس حراہی کو اسکول میں داخل کرواؤں۔ آپ کسی بتائیے کہ کیا میں اس بڑھاپے میں اب چورنی چکاری کروں۔"

میں نے کہا "میں کوشش کروں گا کہ اسے مفت داخلہ مل جائے اور تجھ پر اخراجات کا بوجھ نہ ہو۔"

جو ٹی سوئی مدرسہ میں داخلہ ہوا۔ اس کی حالت بھی بدمس بدل گئی، گویا اس نے آفت سے نجات پائی ہے۔

سبق پڑھنے میں مستعد، وقت کا پابند، ہوشیار اور باادب۔ کبھی کبھار وہ اپنی ماں کے ساتھ ہمارے گھر آتا

تھا اور اپنے اسکول کے نمبر مجھے دکھاتا تھا۔ میری بھی خواہش تھی کہ اس کی وضع قطع آہر و مندانہ ہو میں نے

اب کو یہ کہہ رکھا تھا کہ جب کبھی اس کی ماں پڑے

بچوں کے نیچے ہمارے گھر آئے تو اسے اجرت کے

۲۰۰ روپے تو مان اس کے بیٹے کی تعلیمی اخراجات کے

ڈانس کے طور پر دیا جائیں۔

اب سہرا اب اس ساتھ نوجوان تھا، اس نے

میں تک تعلیم حاصل کرنی تھی اور دارالافتاء کے

دوسرے کئی نوجوانوں کی طرح یہ کارنی تھاںوں میں سے اینف میں کام کرنے لگا۔ تھوڑی سی تنخواہ جو کہ اس کی ضروریات کے کچھ حصے کو پورا کرتی ہے۔ مہینہ کے شروع میں وصولی کرتا۔ اس کی ماں بیمار ہے اس کے لیے جینا دو بھرا ہے۔ وہ تو پڑے دھونے کے قابل بھی نہیں رہی۔ اب اس کا واسطہ زیادہ تر ڈانٹر، دواخانہ اور علاج سے رہتا ہے۔ سہرا اب کی تنخواہ کسی طرح سے بھی اس قسم کے اخراجات کو پورا نہیں کر سکتی تھی۔

سہرا اب کی خواہش ہمیشہ یہی رہی کہ جیسے بھی دن پڑے وہ میڈیکل کالج میں داخل ہو، لیکن جہاں بھی وہ

کوشش کرتا اسے ناکامی کا سامنا کرنا ہوتا، میری کوششیں اور چارہ سازیاں بھی بے نتیجہ رہیں اور یہ

خواہش اس لڑکے کے دل میں ہی رہی۔ وہ انتہائی حسرت سے آہیں بھرتا اس کی آنکھیں ڈبڈبائیں وہ ہفتے

میں ایک دو مرتبہ ان کالج کے سامنے پہنچ جاتا اور ان طلبہ طلبوں کو دیکھتا جو کہ منقسم تہاوں کو بغل میں

دبائے کالج سے باہر نکلتے تھے۔

کافی عرصہ گزر گیا۔ مجھے اس کے اور اس کی ماں کے بارے میں کوئی اطلاع نہ ملی تھی کہ اچانک یہ خبر

پہنچی کہ سہرا اب نے ایک آدمی کو مار ڈالا ہے اور اب وہ ہسپتال میں ہے۔ میں بہت زیادہ حیران ہوا۔ میں اس

تحقیق میں لگ گیا کہ دیکھوں اصل معاملہ کیا ہے۔ میں سیدھا ان کے گھر گیا۔ گھر کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اس کی

ماں نیمہوا آنکھوں کے ساتھ جوڑ اور ہونڈ گئے بوسیدہ بستر پر پڑی تھی۔ جب اس کی نظر مجھ پر پڑی اس نے

چند منٹ مارنا شروع کیا اور بند آواز سے رونے لگی۔

معلوم ہوا کہ اسے بھی صحیح خبر معلوم نہیں تھی۔

اس نے آس پڑوس سے سنا کہ اس کا بیٹا رات کے وقت حلق فتح لگا جو کہ ان کے پڑوس میں مقیم تھا اور شہر کے

نامور امیروں میں ایک تھا اس کے گھر میں کود پڑا۔ حلق فتح لگا اور چھری سے قتل کر دیا اور بھانٹتے وقت پکڑا گیا،

اب وہ قید خانہ میں پڑا ہے۔

میں نے سوچا کہ اس معاملہ کی پوری چھان بین کی جائے اور دیکھا جائے کہ یہ معاملہ شہر میں کہاں سے ہوتا ہے۔

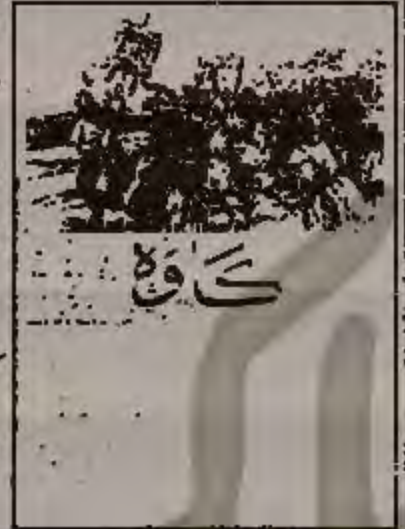
پوئیس میں میرے بہت سے دوست اور شناسا



1997ء

سید محمد علی

سید محمد علی جمالی زادہ اصفہانی، 11 جنوری 1892ء کو اصفہان پیدا ہوئے۔ پھر آپ کا گھر اندھ تہران منتقل ہو گیا۔ آپ نے تہران اور بیروت میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد پھر فرانس میں قانون کی ڈگری بھی حاصل کی۔ جمالی زادہ کے مقالات فارسی اور جرمنی زبان میں بے شمار ہیں۔ آپ روزنامہ



”کافور“ کے مدیر بھی رہے۔ بعد میں برلن سے ایرانی سفارتخانے میں ملازم ہو گئے۔ پھر سوئٹزر لینڈ چلے گئے اور انجمن بین الاقوامی کے دفتر میں جوینیسیا ہے اس میں تقریباً 27 سال کام کیا۔ ان کی شہرت کا آغاز اس زمانہ میں ہوا جب 1921ء میں انہوں نے اپنے افسانوں کا پہلا مجموعہ ”بچے بود و بچے نبود“ شائع کیا۔ جوچہ افسانوں پر مشتمل تھا، اس کے بعد آپ کے مزید افسانوی مجموعے شائع ہوئے۔ آپ نے تاریخ و ادب اور سیاسی اور سماجی کتب بھی تحریر کیں۔ سید محمد علی جمالی زادہ فارسی افسانہ نویس میں ایک ممتاز مقام کے مالک ہیں۔

کہنہ و نو



انہوں نے ہی سب سے پہلے فن افسانہ نویسی کو ایران میں شروع کیا۔ محمد علی جمالی زادہ نے افسانوں میں قصوں اور لوک کہانیوں کے انداز کو چھوڑ کر حقیقت نگاری کا نیا انداز اختیار کیا۔ فارسی زبان پر انہیں پوری دسترس حاصل تھی۔ اپنے افسانوں میں انہوں نے نہ صرف سماج اور روزمرہ کی زبان اور محاورے استعمال کیے تھے بلکہ سیاسی اور سماجی موضوعات کے ساتھ طنزیہ پیرایہ بھی استعمال کیا گیا۔ جمالی زادہ کی کہانیوں میں پائٹ کو مزہ کزیت حاصل رہتی ہے اور وہ اپنی کہانیوں کا اختتام مہربان اور اوپن اینڈنگ کی طرز پر کرتے ہیں اور چونکا دینے والے انداز میں کرتے ہیں۔ لیکن انہوں نے زبان کا جو انداز اختیار کیا اس نے فارسی میں افسانے کے لیے جس زبان کی بنیاد رکھی وہ اب تک برقرار ہے۔ جمالی زادہ 8 نومبر 1997ء کو جینیوا سوئٹزر لینڈ میں انتقال کر گئے۔

زیر نظر کہانی سید محمد علی جمالی زادہ کی 1959ء کے افسانوی مجموعے ”کہنہ و نو“ (یعنی پرانی اور نئی) میں شامل آٹھ افسانوں میں سے ایک افسانے ”تواب یا منہ“ کا ترجمہ ہے۔

تھے۔ میں نے سیراب سے ملاقات کرنے کی اجازت حاصل کر لی۔ مجھے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا لیکن میرے ساتھ دو شرم کے بارے آنکھیں جھکائے کھڑا تھا۔ اس کے ہونٹ پر نیکی طاری تھی اب معلوم ہوتا تھا کہ وہ میرے سوالات کا منتظر ہے۔ میں نے کہا ”سیراب! میں کیا پتہ سن رہا ہوں،

بھی فیصل نہیں تھا، چونکہ ہمارے پردوس میں بن رہتا تھا اور اس کے ملازموں اور خادموں سے ہم واقف تھے اور اس کی زندگی کے اطوار سے آشنا تھے۔ سب ان حقیقت کو جانتے تھے کہ اس کی دوست اس کی اپنی ذات پر بھی حرام تھی اور دنیا سے بظاہر وہاں کا مطالبہ نہ تھا۔ اگر اس کی آنکھوں کے سامنے وہی جنوں سے تڑپ رہ رہ بھی جاتے تب بھی وہ ایک پھونکی ہوئی اس ذات پر خرچ نہ کرتا اور یہاں تک کہ اس کی بیوی اور بچے بھی خدا سے اس کی موت کے لیے دعائیں مانگتے تھے۔

میں نے کہا ”کیا تو نے سنا نہیں کہ دیوانگی جس ایب فن بنے اور کتنی بھی ایک قسم کی دیوانگی ہی ہے۔ دلوں کے مسائل کا توجہ اور نہیں ہے۔ اس کا پہلو ہاں تھا اور وہ خرچ نہیں کرتا چاہتا تھا، میرے اور تیرے ساتھ۔ ان کا کوئی واسطہ نہیں تھا۔

وہ کہنے لگا ”تم خوش حالی کی بنا پر اپنی باتیں کرتے ہو اگر تم میری جگہ ہو تو تم میرے قتل ہوتے اور اس طرح باتیں نہ کرتے۔“

میں بولا ”میرے پیارے! تم یہ سب کہتے ہو۔“

شخص رنج و اہم رکھتا ہے اور اس کی آرزو میں کبھی بھی پوری نہیں ہوتی، تو وہ چھری اٹھالے، آدھی رات کے وقت جائے اور اپنے ہمسائے کا پیٹ چاٹ کر دے اور پھر معذور کیسے...؟ کبھی نہ کہ وہ نہیں چاہتا۔ اپنے پاس وہ میرے جیسے تیار اور مفلس لوگوں کو دے دے۔

وہ بولا ”میں نے مدت ہوئی دنیا کا تمہارا کیا تھا، تمہارا مادہ تو تم ہو چکا تھا، شیطانی دنیا ات پیدا ہو رہی تھی، ہوش مجھے اس وقت آیا جب پانی سے تڑپ چکا تھا۔

میں نے کہا ”میرے سید پانی منہ سے

کر...“

نوکا جو باتیں کرتے ہیں۔ ان میں کوئی حقیقت بھی ہے...“

کہنے لگا ”جو پتھو لوگ سب سے تیز درست ہے۔“

میں نے کہا ”سب سے تیز ہے کہ حقیقت سے راستے تو حاکم فیصل اللہ کے ہمارے ہیں اور سے تو کتے ہیں۔“

وہ بولا ”عمیق ہے۔“

میں نے کہا ”تو اس سے ہاں آیا تھا...“

وہ کہنے لگا ”پوری ہے۔“

میں نے کہا ”تو پورے تھے۔“

کہنے لگا ”کوئی بھی پورے پورے نہیں ہوتا۔“

میں نے کہا ”تو پتھو لکھا، کتاب پڑھے، اور علم دوست تھا، تجھے پوری اور قتل سے کیا وہ دیکھ...“

وہ بولا ”میں مر نہیں ماننے سے جنوں میں پڑ رہا اور سب کی سے اس کی آواز دانی سنتا رہا، میں نے کہا کہ اس سے بڑھ کر اور یہ بہرہ کبھی کوئی میں نے فیصلہ کیا کہ جس طرح کبھی بن پڑے میں اپنے آپ کو اس غلامت اور افلاس و ناہاری سے نجات دلاؤں۔“

میں نے کہا کہ ”تو نے بھی جیسا کہ راہ فرار، موت کی کو چاہتا تھا کہ غلامت سے نجات پانے، لیکن تو نے اپنی سہانے میں نہ پڑا، تو پورے قتل ہو، تیرے ہی میں کبھی اس قسم میں مر رہا ہے۔“

وہ کہنے لگا ”میں پیدا ہوا ہی تو پورے قسمت ہوں، خدا نسی ہو مفلس، اور محتاج نہ رہا۔“

میں نے کہا ”مجھے بتاؤ کہ مجھے بھی معلوم ہوں اصل معاملہ کیا ہے۔“

وہ کہنے لگا ”اس میں میں نہ دیکھ سکتا، وہ ہوں اور کوئی تھا اور ترانس بھی۔ تین اس سے جو اسے

www.paksociety.com

اس نے کہا "ایک فرصہ ہوا تھا کہ جس وقت بھی میری نظر اس شخص پر پڑتی تھی۔ آسمان میرے سر پر ہت پڑتا۔ میں اسے دیکھنا وارا نہ کرتا تھا۔ میرا دل چاہتا تھا کہ اسے چڑوں اور کہوں یہ غریب لوگوں کے پیسے جو کہ ہزاروں ڈالہ اور فریب سے تو نے بھڑکے ہیں اب ان دو لوگوں میں تقسیم کر۔"

میں نے کہا "سہرا اب پیارے! اس کو حسد، شہوت، باج، تکب، نظر کی سبتے ہیں میں امیر آدمی ہیں جو ان دونوں کو جو منگس ہیں، کھانا دیتے ہیں۔ حقیقی منصف تو خدا ہے۔ وہ بھی دوسروں کی سبکی اور بدی کا جو بدلہ نہیں ہے۔"

میں نے کہا "سہرا اس کی باتوں سے اپنے دل خوش ہوتے ہیں، لیکن جب میں نے ارادہ کیا کہ جیسے بھی ہو ان شخص کے گھر پہنچوں اور تھوڑی سی لوٹ حسوت کروں اس سے اس امیر کو تو ہرگز کوئی باق نہیں پڑتے گا۔" لیکن میں اپنا کام چلانوں گا۔ اس قسم کا تصور (قتل کرنے کا) کبھی میرے ذہن میں نہیں آیا تھا۔"

میں نے کہا "تو گھر کے راتے کو کس طرح جانتا تھا۔"

وہ نے کہا "سنگڑوں پر گھر اور کمروں کی چھت پر سے میں نے اسے آتے جاتے دیکھا تھا اور اس محلے میں کبھی جانتے تھے کہ حاجی اپنی نقدی، جواہرات اور پانڈرات کس گھر سے اور اناری میں رکھتا ہے۔"

میں نے کہا "یہ سب ہجوم اپنی جگہ پر ہے تو اس مال کا دشمن تو تو نے خود اسے ہی کیوں مار ڈالا!"

اس نے کہا "یہ سب میری گروٹس تقدیر کی وجہ سے ہوا۔ میں ہزاروں قسم کے ڈر، خوف، کچھکھی، احتیاط

اور تشویش و اضطراب سے ساتھ ساتھ رات کی تاریکی میں اس گھر کے میں داخل ہوا۔ میری نظر اناری پر پڑی میں اپنے ان اوزاروں کو جو کہ میں نے اناری کھولنے کے لیے بنائے تھے، اپنی جیب سے نکالنے والی تھا کہ ہاتھ میں لے کر وہیں وہ ایک ہاتھ میں چھوٹا سا بجلی کا بیپ اور وہ گھر کے ہاتھ میں ایک پستول سے شب خواہی کا ہواں پہنے پلے منت یہ کہ منٹے نمودار ہوا۔ اس کی ہاتھوں سے ایک برس رہی تھی موت وہ میں نے اپنی ہاتھوں سے دیکھا۔ تھوڑی سی حرمت سے جدا ہوئی میری کھوپڑی میں ہوسٹ ہو سکتی تھی۔ اناری کھولنے کا وہ ہتھیار جو تیز چھرنی کی نمونہ تھا ایک ہی وار میں اس کے پیٹ میں تھوپ دیا اور جو نہیں اس نے پیچھا مارا اور وہ زمین پر گر پڑا، میں نے کھڑکی سے نیچے چھوٹا لگا دی۔ جس وقت میں ہوش میں آیا تو زخمی ہو چکا تھا اور چند لوگوں نے مجھے کھیر رکھا تھا، وہ وہ گٹ پوئیس سپاہی اور تھانہ کے پورے میں ہوتے کر رہے تھے اور عمارت کے اندرونی حصے سے غور تواریں آ رہی تھیں اور نالہ و پکار کی آوازیں بند تھیں۔ میں سمجھ گیا کہ حاجی مارا گیا ہے۔"

سہرا اپنی تھکلی یہاں تک پہنچی تھی کہ اس کی تھکلی بند تھی اس طرح سے کہ اس کا سانس رکنے لگا اور اس کا منہ کھرا رہ گیا۔ اس نے اپنی پیشانی اس طرح زمین پر رکھی تھی کہ وہ سجدہ پر پڑا۔ اس وقت شدید قسم کی آٹمنشن اس کے سر سے لے کر پاؤں تک غالب تھی۔ اس وقت اس قسم کے آدمی کی دلجوئی بن فائدہ تھی اور چونکہ وہ وقت کا وقت بھی ختم ہو چکا تھا۔ میں انتہائی پریشان دہی کے ساتھ قید خانے سے باہر چلا آیا۔ حاجی قتل ہونے کی خبر وہ وہ (قتل خواہی) کی محفل میں جو کہ انتہائی ترس و اضطراب سے منائی جا رہی تھی۔"

دن بیت گئے ہیں۔ اس نے بالوں میں کتھمی نہ ن تھمی،
بال بکھرے ہوئے تھے، دفعتاً اس کا چہرہ وہی عماما ہو گیا
تھا۔

میں نے سگریٹ جلا کر اس کے ہاتھ میں دیا۔ وہ
بڑے زور زور سے مسلسل کش لینے لگا اور آدھے منٹ
میں حق و دھم ہو گیا، اور اچانک وہ اپنی آنکھوں کو میری
آنکھوں میں ڈال کر کہنے لگا "کاش تم میری مدد کرتے
کہ میں اپنے آپ کو ختم کر سکتا۔"

میں نے کہا "یہ کیسی باتیں کرتے ہو...! خداست
کے لائق وکیل اطمینان دلاتے ہیں کہ تم نجات سے
پاؤ گے۔"

اس نے کہا "خدا نہ کرے میں نجات پاؤں۔ میری
زیادہ خواہش یہ ہے کہ مجھے پھانسی دینے کا فیصلہ کیا
جائے اور میری جان خدایاں ہو جائے اور اس عذاب
سے جو کہ ہر گھڑی موت کو میرے تصور میں مجسم کرتا
ہے، رہائی پاؤں۔"

میں نے کہا "پیارے سیراب میں تم نے مدعا د
نہیں سمجھ سکا، تو ان سے عذاب کے بارے میں کہنا
چاہتا ہے۔"

وہ کہنے لگا "میرے محترم! میں نے ایک انسان کو
قتل کیا ہے۔ ایک بے گناہ انسان کو قتل کیا ہے۔ جتنا
مجھ پر اتنا، پھر بھی مارے جانے کا مستحق نہ تھا، میں
قاتل ہوں۔ میں انسان کو مارنے والا ہوں۔ تیغ صہ
عیف...."

میں نے کہا "سیراب یہ شخص اخلق ہے۔ تو نے مارا
نہیں تھا، یہ آدمی جس کی موت ہو گیا جن اور یہ انسان
خدا سے مانگتے تھے، خود ہی مر گیا، نہ جانے وہ کون کون
مسیبیتوں اور بیماریوں میں گرفتار ہو گیا، یہ کہاں لکھا ہوا

www.paksociety.com

میرا جی چاہتا تھا کہ میں بھی شامل ہو جاؤں لیکن میرے
پاؤں آگے نہ بڑھے۔ میں ہر جا تھا کہ کئی دن مجھے
سیراب کا طر فدار سمجھتے ہیں۔ اس نے شہادت کرنا بہتر
نہ ہوتا۔

دو تین مرتبہ میں حبیبہ سلطان کے شہر میں اتفاقاً
ہو رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا ویجاہرت و سر اہلی اور
حواس و فنگلی کا عام اس پر طاری تھا، وہ اپنے بیٹے کے
بارے میں اتنی باتیں نہیں کرتی تھی اور نہ ہی نام آوہ
زاری کرتی تھی، اور زیادہ تر اپنے ساتھ باتیں کرتی تھی،
یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ ہوش کے عام میں بڑ بڑا رہی
ہے۔ وہ ہوش کی باتیں زیادہ تر انہی جوانی کے زمانے
کے بارے میں اور اپنے شوہر اور اپنی ماں کے متعلق
کرتی تھی۔ اس کے ہمسایوں میں سے ایک بے نوا
عورت کو سن کر، کچھ بھولنے کے ساتھ سردیاہ اور میں
نے خود سیراب کی نجات کے لیے کوششیں شروع
کر دیں۔ مجھے شدید احساس یہ تھا کہ میری ساری
کوششیں اکارت بنیں گی، تاہم میں اپنے آپ کو نہ
روک سکا۔

عدالت کے وکیل بہت سے وعدے و وعید دیتے
اور کہتے تھے اپنی وراثت میں یہ قتل و قوت پذیر ہو ا ہے
اور اس وجہ سے سزا میں ہی ہو جائے گی، میں اتنی عجز
اپنے دل کو بہہ تار باور پھر میں نے اجازت حاصل کی،
تھوڑا سا کھانا اور تین سگریٹ کی ڈینے کر میں سیراب
کو طے کیا۔ افسوس، میں نے اس حالت میں دیکھا،
سیراب کی ساری دلکشی اور خوبصورتی رخصت ہو چکی
تھی۔ سال کے مریض کی طرح جس کا ایک پاؤں قبر میں
ہوتا ہے، اس کی زندگی آخر کی سانسوں پر معلوم ہوتی
تھی، اس نے مجھے دیکھا تو رونے لگا۔ یوں لگتا تھا کہ چند

کپڑے پہنے ہوئے اور بانوں میں کٹھنسی کیے ہوئے، اپنے بستر پر بیٹھا ہوا انتہائی مسنون اور خلد و پیشانی کے ساتھ سمرین پینے میں مشغول ہے۔

میں نے سوچا کہ شاید اس لیے کہ اس کے اضطراب میں کمی ہو جائے کسی نئے اساتذہ کو کا دیا ہے اور کہا ہے تو بری ہو گیا ہے۔ لیکن میں جلد ہی سمجھ گیا کہ معاملہ کچھ اور ہے اور اس تبدیلی کی وجہ کچھ اور ہے۔

میں نے کہا: شاہ! آج تیری حالت اچھی ہے اور تیرے حواس بھی عجیب ہیں۔ اگر خدا نے چاہا تو آج کل میں تیرے رہائی کی خوشخبری پہنچے گا۔

وہ کہنے لگا: چاہے جس قدر بھی احمق کیوں نہ ہوں۔ میں ان باتوں سے اپنے دل کو خوش نہیں کروں گا۔ میرا دل بے قرار ہو گیا ہے اور میں تھک چکا ہوں۔ اب میں آرام کا طلبگار ہوں۔

میں نے کہا: "میرے سمجھ میں تو کچھ آ نہیں رہا۔"

اس نے کہا: "پچھلے رات سارے جسم کی بدحالی اور پریشانی اور دو تین راتوں کی بے خوابی کی وجہ سے میرا سر پھرا رہا تھا اور میں شدید تھک گیا تھا۔ اس بستر پر گر پڑا اور مجھے کوئی خبر نہ رہی اچانک میں نے دیکھا کہ حلقہ فتح امتد انتہائی خوش و خرم اور ہنستا ہوا میرے سر سے میں داخل ہوا اور آکر میرے پاس کھڑا ہوا اور شفقت اور محبت سے ہنسنے لگا اور آواز میں کہنے لگا۔ "اب پیارے! خدا تیرے باپ کو بخشے گا۔" میں نے مجھے نجات دی ہے۔ تجھے یہ معلوم کہ میں تیرا کس قدر شکر گزار ہوں....؟ میری عمر آٹھ برس کی ہو چکی تھی اور میں نے آرام کا منہ بھی نہ دیکھا تھا۔ یقین کر، مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ آرام کے کہتے ہیں....؟ اور زندگی میں کیا لطف ہے....؟ میری

ہے کہ وہ معدے کے زخم اور سرطان کے مرض میں مبتلا ہو گیا، قسمت کا یہی فیصلہ تھا۔ اس قسم کی گفتگو اور سب باتوں کا کوئی فائدہ نہیں۔"

وہ کہنے لگا: "میں خود بھی ان تمام چیزوں کو جانتا ہوں اور سینکڑوں مرتبہ اسی قید خانے کے گوشے میں اور رات کی تاریکیوں میں منطلق و اصطلاحوں صغریٰ اور کبریٰ کے ثبوت دلائل کو اپنے وجدان اور ضمیر و ضمیر کا دینے کے لیے ترتیب دیا ہے اور سامنے لایا ہوں لیکن کوئی بھی فائدہ نہ ہوا۔ میرے جسم کا ایک ایک ذرہ مجھے کہتا ہے کہ تو نے انسان کو قتل کیا ہے۔"

میں نے کہا: "سبھی مذہب توبہ و زاری پر یقین رکھتے ہیں اور اگر تو بھی خدا کے سامنے انتہائی نیک بنتی اور باطنی پاکیزگی کے ساتھ توبہ کرے تو مجھے یقین ہے کہ تیری توبہ قبول ہو جائے گی۔"

وہ کہنے لگا: "میں نہیں چاہتا کہ میری توبہ قبول ہو۔"

میں نے سنا دیکھا کہ وہ کہتا ہے اور میں آہستہ آہستہ چاہتا ہوں کہ اپنے اس حلق میں ڈال لوں اور اپنے آپ کو نجات دوں۔

وہ تین دن کے بعد خبر آئی کہ مہدیہ سلطان سوتے ہوئے ہی دو برس کی دنیا میں رخصت ہو گئی۔

چند دن تک میں سوچتا رہا کہ میں اس کی وفات کی خبر سب کو دوں یا نہ....؟ پھر میں نے ارادہ کر لیا کہ میں اس کے پاس پہنچوں اور اسے مطلع کروں۔ میں جانتا تھا کہ پھر جب وہ میری طرف دیکھے گا، تو اس پر وہی اذیت اور روحانی و فتنہ کی حالت طاری ہو جائے گی لیکن جس وقت پوچھنے والے نے دروازہ کھولا اور میں کمرے میں داخل ہوا تو میں بہت حیران ہوا، میں نے دیکھا کہ اس کی بیٹ سہمی ہوئی ہے، صاف سحرے

کانوں میں تک تک کرتیں مجھے یہ سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملتا کہ میں خوش قسمت ہوں یا کہ بد قسمت، کام ان ہوں یا ناکام۔

انہی دھوکا بازیوں، اٹھک و ششوں اور بہت زیادہ بھانٹ دہڑنی گہرا بھی میں جو کہ زحمتوں سے بھرپور تھی اور جسے میں نے تجارت، کاروبار اور زندگی کا نام دے رکھا تھا، تیرے مشکل شایا تھو سے میری زندگی ختم ہو گئی۔ تیرا مخمخ میری نجات کی نشانی کا ذریعہ بنا۔ اب فی لان اللہ تجھے میں خدا کے سپرد کرتا ہوں۔

اپنا خواب سنانے کے بعد سیراب نے مجھے بتایا کہ جس وقت میں جاگا، میں اُٹیل تھا۔ لیکن سو کہ یہ واقعہ خواب و خیال کے علاوہ کچھ اور بھی تھا لیکن میری رات کے کان میں اور میرے خمیر کی اٹھو تیرا میوں میں بار بار یہ آواز گونجتی تھی کہ جو کچھ تو نے دیکھا اور سن سیریا حقیقت ہے۔

میں نے کہا "سیراب تو ایک عجیب و غریب بندہ مان گیا ہے۔ مجھے اتنا درجہ افسوس ہے کہ میں تمہیں ایک برقی خبر سننے والا ہوں۔ آج پورا ایک ہفتہ گزار گیا ہے کہ تیری مال اللہ و پیاری ہو گئی ہے۔

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس نے کوئی خوشی و مسرت کی خبر سن لی ہے۔ اس کا چہرہ تھمرا تھا اور خرمی و خوشی کی علامتیں اس کے چہرے پر ظاہر ہوئیں اور سب نے اٹھا "جہانوں کے پانہار کا شکر ادا کرتا ہوں۔ میں مان کا لہر مجھے افسردہ اور مغموم بنائے ہوئے تھا۔

وقت ختم ہو چکا تھا۔ میں قید خانے سے باہر چلا گیا۔ دو دن بعد یہ خبر پہنچی کہ اسے پھانسی کی سزا سنائی گئی ہے۔



پاکستان سوسائٹی

سارنی سوچ بچار اور میری "سنگو دوست جمع کرنے کے لیے تھی اور اس میں انتہائی عیسس و بخش تھا۔ وہ رقم جسے کہ انتہائی محنت سے دہڑنی و دہڑنی اور کئی سماؤں کے بعد پیسہ پیسہ اور اس کے بعد ایک ایک تومان اور پھر سو سو اور ہزار ہزار تومان کے حساب سے جمع کیا تھا۔ کیا میرا دل چاہتا کہ حکیم اور دوا کے لیے دوں۔ فشار خون (بلند پریش) کی مجھے بہت زیادہ تکلیف تھی، دوسرے اعصاب بھی ناکارہ ہو گئے تھے۔ نقصان کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا، میرے منہ میں چھالے ہو گئے تھے۔ میرے دانت خراب ہو چکے تھے لیکن پھر بھی میں نے خوش نہ کی کہ علاج کرنا آؤں۔ مجھے یہ بھی اچھی طرح احساس تھا کہ میرے رشتہ دار یہاں تک کہ نوکر اور نوکرانی بھی غصہ اُٹھاتے کرتے تھے لیکن میں ان سنی کر دیتا اور صرف ان کو تنخواہ دینے کے موقع میں اس کا بدلہ لے لیتا، میں ایک خارش زدوستی کی زندگی بسر کرتا۔ مجھے اس کا احساس بھی تھا لیکن لٹی اور حرص و ہوس اجازت نہیں دیتی کہ میں اپنی زندگی کی روش اور رنج میں کوئی تبدیلی لاؤں۔

"افسوس ہے ان لوگوں پر کہ اپنے قیمتی وقت و اس طرح سے بیکار کاموں میں ضائع کرتے ہیں۔ اپنے اور اپنے مہوطنوں کے حالات کی بہتری کے بارے میں سوچ بچار نہیں کرتے۔ حیوانوں کی طرح چرتے ہیں اور خراتے ہیں، اپنے اور اپنے بچوں کے مستقبل کے بارے میں کچھ نہیں سوچتے۔"

دراصل میں پیسہ جمع کرنے میں مشین بن گیا تھا تیرے اور ساری کی چابی میرے اندر بھری تھی اور میری سونیاں دن رات کام کرتیں اور میرے دہم کے

سہولت انگن



تھیں، دو دن لے لے کر اتر رہے تھے، انہوں نے
 نئی مرتبہ ہاتھ بلا بلکہ کڑوں کو اڑانا چاہا۔ لیکن کوسے
 بچیں جیسے اس گھم کے بڑھے اور بے سہارا مکینوں سے
 واقف ہو چکے تھے۔ جانماز تہہ کر کے
 جب انہوں نے پاندان کھوڑا تو کچھ سمجھ
 میں نہ آیا کہ اب کیا کریں۔ اس لیے
 انہوں نے خواہ مخواہ شمی کو اٹھایا۔

”شمی بیٹا۔ ذرا دیکھنا تو، دروازے پر ڈاکیہ ہے۔“
 بطنوں کا انتظار ان کی زندگی کا واحد کام تھا۔ نیا
 پتہ کس دن کس بیٹے کو یاد آجائے! شمی نے بیٹھے بیٹھے
 کہہ دیا۔ ”بیٹہ صاحب ڈاکیہ تو چلا گیا۔ اب وکیل
 صاحب کے ہاں خط لکھ رہا ہے۔“

”اسے تو بیٹی، ذرا پوچھ تو لے کہ ہمارا تو کوئی
 خط نہیں ہے۔“
 شمی جانتی تھی کہ خط ہوتا تو پوسٹ مین لے کر
 آئے بیوں چلا جاتا۔ مگر ان کا دل رکھنے کے لیے وہ ذرا
 دیر پھرتے میں آتی ہو کر آئی۔ اتنی دیر میں بہو بیٹہ

دعا کے بعد آنکھیں کھول کر بہو بیٹہ سے دیکھ کر
 دن ڈھل چکا ہے۔ صاف سترے سنان آنگن میں
 سانا گونج رہا تھا۔ پھولوں کی کیا ریوں پر بہا چھائی ہوئی
 تھی اور آنگن میں کچی جانموں کا مینہ سا
 برس رہا تھا۔

اچانک انہیں بہت پرانے دن یاد
 آگئے۔ جب ان کے شریر بچے بھی پٹی جانیں چہا
 ڈالتے تھے۔ پھولوں کی کیا ریوں میں گونگ کی سلامت
 نہ رہتی تھی اور آنگن میں ہر وقت کاغذ کی کتر تھیں،
 پھلوں کے چھلکے اور کیچڑ میں سنی گیندیں
 لڑھکتی پھرتی۔

پھر انہوں نے جانماز لپیٹ کر کریمین وہ سے
 پوچھا کہ دروازے پر کون آیا ہے! دن میں وہ
 پچاسوں بار چونک کر پوچھا کرتی تھیں کہ کون ہے...؟
 شروع میں تو کریمین اور اس کی لڑکی شمی بہو بیٹہ کو
 پاگل سمجھتے تھے مگر اب وہ بھی عادی ہو گئے۔
 آنگن میں انہوں نے بڑیاں سمجھنے کو رکھی

بہو بیگم کا جی نہ چاہا کہ انکار کر دیں۔ لیکن
مجبوراً کہنا پڑا۔

انکار سنتے ہی انہوں نے دواؤں کے ڈبے تپائی پر
رکھے اور جوتے اتارے بغیر پلنگ پر لیٹ کر
سنانے لگے۔

”کسی سے ادھار لے کر دو جو تو روپے بھیجنا ہی
پڑیں گے۔ وہ بہت ناراض ہے۔ اسی لیے تو خط نہیں
لکھتا۔“ انہوں نے کروٹ بدل کر
اداس لہجے میں کہا۔

”انہ جانے کیا ضرورت آپری ہوئی۔“ بہو بیگم
نے بھی آنسو پی کر دیوار پر ٹٹھی اس سیٹی بجانے والی
چیز کو دیکھا جس کی نقل واحد بچپن میں کرتا تھا۔
”اور تم نے بڑی دلہن کے لیے ہاٹ کے آم
نہیں بھجوائے....؟“

”ان ہاں۔ آم تو بھولانے پارسل کر دیے تھے۔
مگر صادق میاں نے فرانسسٹری فرمائش جو کی ہے۔
داماد کی بات ہے، کیا مال دو گئے....؟“
حامد صاحب اٹھ کر بیٹھ گئے اور بڑی دیر کی سوچ
بچارے بعد بولے۔

”اب ہم اور علاق نہیں کروا میں۔ تم صادق
میاں کی فرمائش پوری کر دو۔“
”میں نے رابعہ کے بچے کے لیے ننھے ننھے سے
کرتے اور توپیاں سی ہیں۔ وہ بھی اسی کے ساتھ بھیج
دوں گی۔“ تو بیوں کے ذکر ہی سے ان کے چہرے پر
اجاسا اچھیل گیا۔ بہو بیگم تو ان عورتوں میں سے تھیں
جو شادی کے دن سے بچوں کا انتظار شروع کر دیتی
تھیں۔ انہوں نے کھلی مرتبہ اپنے دوہا کی صورت
دیکھی تو خوشی کے مارے کھل اٹھیں، ہاتھ پتے کتے

کو یقین ہو گیا کہ خط آیا ہے، پندرہ برس دن ہو گئے۔
کسی نہ کسی کا خط تو آتا ہی ہوتا۔

انہوں نے عینک لگا کر ہاتھ پھیلا یا تو ٹھی بڑی
ندامت سے بولی۔ ”کوئی خط نہیں آیا۔“

”اچھا۔“ انہوں نے ماہر سی کے ساتھ عینک اتار
دی اور دھم سے پلنگ پر لیٹ کر اپنے میاں کا انتظار
کرنے لگیں جو ڈائمر کے ہاں گئے تھے۔ جوانی میں
کبھی بچوں نے اتنی فرصت نہ دی کہ میاں کو ایک
کنورا پانی پلا سکتیں۔ مگر بڑھاپے میں وہ اب پتہ بھر کو
کہیں ملے جاتے تو بہو بیگم نئی نویلی دہائیوں کی طرح
بے قرار ہو جاتی تھیں۔

لیکن آج انتظار سے پہلے ہی کھانسنے کی آواز آئی
اور پھر حامد صاحب دواؤں اور انجلیشٹوں سے دیوں
سے لدے پھندے اندر آئے۔ وہ بے پتے، فریڈ مرسر
ہاتھوں میں رعش، ہنڈ پریش، دمہ اور
اختلاج کے سریش،

دنیا کے مرد جوانی میں رٹک ریاں مناتے ہیں
اور بڑھاپے میں شعر و شاعری، انجیشن بازی، گلاب یا
اور کوئی مشغلہ ڈھونڈ لیتے ہیں۔ مگر حامد صاحب کی
جوانی بیوی کی فرمائشوں اور بچوں کے تحنوں میں
گزری تھی۔ اس لیے انہیں نہ تو دوست بنانے کی
فرست ملی نہ کسی اور ذوق کو پالنے کی۔ اب وہ مجبوراً
اپنی ساٹھ برس کی بوڑھی بیوی سے عشق کرتے گئے
تھے۔ وہ دونوں دن رات اپنے اپنے ہاتھوں پر بیٹھے
ایک دوسرے کی خاطر تواضع وہاؤں سے کیے جاتے
تھے اور اپنے بچوں کے مدثرے میں مہرہ تے۔

آج بھی آتے ہی حامد صاحب نے پوچھا۔
”کوئی خط آیا....؟“

ادیب، افسانہ نگار، ناول نگار اور ڈرامہ نگار



جبران جبران - حاصل

اردو ادب کی پہچان جبران جبران کی تعارف کی محتاج نہیں تھی۔ جبران جبران 14 جولائی 1936ء کو بدایوں (اتر پردیش) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد حیرت بدایونی کا شمار اپنے وقت کے معروف اردو شعرا میں ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ بچپن سے ان کا گناہ اردو ادب کی جانب ہو گیا۔ ابتدائی عمر سے ہی

جبران جبران نے سعادت حسن منٹو، عصمت چغتائی، میراج، اقبال، میا سہروردی، فیض، موبہاں، بیدری، فیض احمد فیض، مجاز، قرۃ العین حیدر، احمد ندیم قاسمی سمیت تمام معروف ادیبوں کا مطالعہ کیا۔ ان مصنفین کی تخلیقات کے مطالعے نے ان کی ادبی صداقتوں کو خوب پروان چڑھایا، مگر انہوں نے کسی کو نقل کرنے کے بجائے اپنا الگ مقام بنایا۔ جبران جبران نے اپنی پہلی کہانی "ایک نظر اور سحر بھی" 1952ء میں تحریر کی، جسے خوب پذیرائی ملی۔ آپ کی شہرہ آفاق تحریر "موسم کی مریم" نے انہیں شہرت کی بندھنوں پر پہنچا دیا۔

آپ کی عین سے زندگی شائع ہو چکی ہیں جن میں افسانوں کے مجموعے روشنی کے مینار، نروان، نغمے کا سفر، اور ناول ایوان غم، بارش سب، جگنو اور تار سے، ذور کی آوازیں وغیرہ معروف ہیں۔ آپ کے نکلے ایک افسانے "زیب کی بازی" کو 2009ء میں "ویلڈن ایجا" کے نام سے فلم کے قالب میں ڈھالا گیا ہے۔

شادی کے بعد آپ حیدرآباد دکن مقیم ہو گئے۔ جہاں افسانہ نگاری کے ساتھ حقوق نسواں کی مہمیں "اسمیتا" کی چیئر پرسن بھی ہیں۔ جبران جبران نے اپنی کہانیوں میں معاشرے کے غریب اور پسے ہوئے طبقے کو موضوع بنایا ہے۔ ان کی ادبی کاوشوں پر انہیں کئی اعزازات سے نوازا جن میں ہندستان کا اعلیٰ اعزاز پدم شری اور ساہتیہ انڈی کا ادبی ایوارڈ بھی شامل ہے۔

زندگی گزارتی تھی۔ انہوں نے توبینے کو گرہ بکیرت بنا کر ہی اپنی زندگی کا کارنامہ انجام دیا تھا۔ لیکن بہت سہم بچوں کو کھیرے گلزیوں کی طرح بڑھتے دیکھتے تو انہیں نو سوں پوتوں کو پالنے کی فکر ہوتی تھی۔ بہوؤں کو لڑتے دیکھنے اور داناؤں کے مزاج سہنے کے لیے ایک بڑے سے گھر کی ضرورت تھی۔ اس کی خاطر وہ میاں سے چھپا چھپا کر آنے پائیاں جوڑا کرتی تھی۔ چار لڑکوں کو ولایت بھیجنا اور تین پڑھے لکھے داناؤں کا سوا کرنا کوئی ہنسی تھیل تو تھا۔ اردو

خوبصورت ہوں گے، باپ کی طرح سرخ و سفید رنگ۔ یہ بڑی بڑی تھیں۔ ان کا بس چہرہ تو وہ درہنوں بچے پیدا کر داتیں۔ مگر جس نے کیا خرابی ہوئی کہ وہ ساتویں بچے کے بعد ہی نمپ ہو گئیں۔

دن رات مرنے کی صبر سب کو پونے تلے دیائے رکھتیں۔ ان بچوں کے لیے انہیں کتنے ہی نام ممکن پہاڑا ہانا پڑے۔ سب سے پہلے تو انہیں ایک بڑا سا خوبصورت گھرانے کا پوتا تھا۔ حامد صاحب کے باپ دادا تیرے میرے کرائے کے گھروں میں



Scanned By Amir



ذہنی مشغول ہوتے تب بھی کوئی نہ کوئی راجے کا بیٹا
 اڑنے والے تھوڑے پر بیٹھ کر ان کے لیے آتی جا تا۔
 شہر بادیہ سمیت تو صورت کی تھی نہ سیرت کی۔ دن
 بھر بس بھائیوں سے نرہام کا اور ان کے کھیل بگڑنا
 اس کا کام تھا۔ بہو نیم کانپ کانپ کر سو جتیں کہ
 جانے اس کو پرانے گھر میں چین بھی ملے گا یا انہی کے
 گھر سے کئی بیٹھی رہے گی۔ ویسے ایک بات تو وہ
 گھر سے بیٹھی تھیں کہ نہ تو کوئی لڑکا پردہ میں
 تو کمری کرے، اور نہ کوئی نرہام دور بیٹھی جائے گی۔

بچوں کی یہ پلٹن رفت رفت نہایت مختصر سرکش
 بونے کی۔ شافقہ نے باپ و بھتیجی میں قائل کر کے
 بیوزک اسٹون میں داخلہ لے لیا۔ بادیہ کو تصویریں
 بنانے کا شوق تھا اور وہ نہ نرہام کی صورت بنانے
 جانے کی چیزیں کاتنے کاغذوں پر اتار دیتی تھی۔ راجہ
 اور ساجد نے اپنا ٹوٹا ہوا آم اور امرود کے
 درخت سٹوا پھینکے اور پانچ میں نینس کا دان بن گیا۔

حامد صاحب بہت برہم ہوئے۔ مگر بہو نیم
 بیٹوں کی اس خود مری پر دل ہی دل میں کھن انھیں
 "اے کونے وو۔ یہ سارا گھر پرانے ہی کے ہے تو
 ہے۔" انہوں نے جیسے چیز ہو کر پٹلھا اٹھانیا تو حامد
 صاحب بیچارے بھی چپ ہو گئے۔ وہ شوہر دل کی اس
 قوم سے تھے جو بڑھاپے میں بیوی کی بارداشت بن
 جاتے ہیں۔ خصوصاً بچوں کے معاملات سلجھانے میں
 انہیں اپنی نااہلی اور بیانی کی دانشمندی کا پکا
 یقین ہو جاتا ہے۔

پھر سدا کے رشتہ احمد و جانے کون سی دواریں
 آئیں کہ وہ پر تلے جن کی طرف شائیں شائیں بڑھنے
 لگا اور ایک دن ان کے ضد شہر میں آئی کہ وہ اسٹون کی

میں کی تھوڑی سی کمائی پر قناعت کر کے بیٹھ رہیں تو
 شہر ان کے میاں بھی اپنی شعر و شاعری میں غرق
 رہتے تیلن بیوی کے تقاضوں سے انہوں نے ترقی کی
 یہ حیاں ملے نہیں میں بلکہ پھلا گنا پڑیں۔ وہ ذہنی
 کستہ تب بن گئے۔ اس پر بھی بہو نیم کا دوسری دوسری
 پر دم نکلتا تھا۔ وہ ایک بڑی سی کوٹھی بنانے کے ارمان
 لیے بیٹھی تھیں۔ ہائے ایسی کوٹھی تھی تو ان صاحب
 کی۔ چاروں نروں کے علیحدہ علیحدہ حصے، بیٹوں
 دامادوں کے لیے علیحدہ کمرے، نواسوں پوتوں کے
 لیے بڑا سا باغ اور نوآروں کے لیے گوار نرز۔

بزاز کا راشد تو بصورت اور تیز مزاج تھا۔ بہو
 نیم دل ہی دل میں سوچا کرتی کہ یہ غرور و ادایت
 سے مہم نائے گا۔ اسی لیے انہوں نے راشد و ادا
 باہل انگریزی وضع کا بنوایا تھا۔ منگھا ماجد بہ وقت
 ہاں کے کوسے سے نکال رہا تھا۔ ذرا دیر سے لیتے وہ
 کہیں چھی جاتی تھیں تو وہ کمر جان ہنگان کر ڈالتا۔ اسی
 لیے انہوں نے ماجد کے نیوی بچوں کو بھی اپنے ساتھ
 رکھنے کا تہیہ کر لیا تھا۔ ساجد پڑھائی کا دیوانہ تھا۔ حامد
 صاحب کا خیال تھا کہ وہ پروفیسر بنے گا، جب ہی تو بہو
 نیم نے اس کمرے میں بہت سی انگریزیاں اور ایک
 شیف بنوائے تھے۔ البتہ واحد ہمیشہ کا روٹی تھا۔ نہ
 پڑھنے سمیٹنے کا جوگی تھا نہ سمیٹنے کو دینے کا۔ سان کے بارہ
 مہینوں ہو گئے کسی خوفناک بیماری میں مبتلا، پلٹ پر
 یز کر رہے جاتا تھا، بہو نیم سوچتیں جانے یاہ پڑھے
 کا بھی یا نہیں۔ وہ خود ہتیر کی قائل تھیں۔ اسی لیے
 انہیں بچوں کو ناک صاحب بنانے کا بڑا ارمان تھا۔

لیکن نرہاموں کے اندیشے مارے دانتے تھے۔
 شافقہ رافقہ تو خیر صورت کی ہی ایسی تھیں کہ باپ



مرات میرے ساتھ رہی ہوتے تھے۔ بہو بیٹیم تو سنتے ہی
 گواہی دہانت ہو گئیں۔ "تو سے دن کوئی یہاں ہے۔"
 اند میں کے چھوڑ کر۔ "جہ صاحب بھی
 پہنچا ہے۔ مگر سوچا کہ انہیں سے اتنا سہرا لے تو بھیج
 نیچے نہیں یورپ۔ واحد کا کمر سے پائوں باہر نکالنا تھا
 کہ سب ہی کے پر لٹ گئے۔ آئی وہی شہیم جا رہا ہے تو
 کل دراز۔ شائع ہو بھی میرا جاننا پڑا۔ بہو بیٹیم کے
 دن وہ جیسے پھلے ٹٹ گئے۔ پہلی بار واحد کمر سے باہر آیا
 تو انہوں نے وہ دن تک گھنٹا نہ کھایا۔ دن رات روتی
 رہتی۔ سنتے ہی مریوں بیٹھ گئیں جیسے واحد دشمنوں
 کے زخمے میں گھرا ہوا۔ آٹھ دن کے بعد وہ کمر آیا تو
 اماں کی حالت دیکھ کر اس نے خود تو پائی کہ اب کبھی
 نہیں نہیں جائے گا۔ لیکن جب راشد ڈاکٹر بن گیا تو
 اس کے یورپ جانے کا دن آ پہنچا۔ ایک دن وہ اسٹے
 تین برس۔ بہو بیٹیم سب تک راتوں کو جا تیں و چہرہ چہ
 اور کبھی تو ضدی کام پور شیطان تھے جو انہیں ایک
 منٹ کا چین نہ دینے دیتے تھے۔

جو ان بچوں کی ماں بھی تھی حقیق اور سبہ وہاں
 ہوتی ہے۔ بچوں میں جوں تو عقل آتی تھی۔ وہ
 ثابت کرتے تھے کہ ان کی ماں کا ہر کام طاقت کا ہوا
 ہے۔ خصوصاً ناریوں کو تو اس کی ہر بات مستحکم قرار
 تھی تھی۔ وہ ناریوں کی پسند کا پناہ پہنچنے گئیں۔ ان کی
 پسند کا خاص میں کھانا پکے۔ لیکن جس دن ماجد نے ابو
 زیادہ دیکھا۔ سینے پر نوکا تو بہو بیٹیم کے دل میں پاندلی کی
 دھب انہیں۔ اب تو ان کے پیچھے اتنے سینے ہوتے
 تھے۔ ماں باپ و عقل و ذہن۔
 بہو بیٹیم کی کائنات کمر کے اندر تھی۔ لیکن انہیں
 مہربانی پوزاری کا اندازہ انہیں اس دن ہوا جب شائع ہو

ان کے دیور اپنے بیٹے کے لیے پاکستان لے گئے۔ وہ تو
 کانے دوسوں اپنی بیٹی کو کبھی نہ بیاتیں مگر آسانی نکاح
 کو کون روک سکتا ہے! شائع چلی گئی تو بہو بیٹیم نے
 رورور کرینٹ لگا دی۔ ان کے ہاں اچانک سفید ہونے
 گئے۔ تو پائی۔ اب دوسری لڑکیوں کو غیر مجھے میں
 بھی نہ دینا۔ شائع نے پہلے تو رورور کر رہا روزوں کو
 ایک خط لکھا۔ لیکن پہلا بچہ ہو تو وہ اماں کو اطلاع دینا
 ہی بھول گئی۔ دو برس تک راشد دیکھی اماں کے پکانے
 ہونے سامن اور ابا کی صورت بہت یاد آئی اور پھر
 ایک دن بہت اداس ہو کر اس نے وہیں گھر بسا لیا۔

اس شہ نے بہو بیٹیم کے دل پر ہتھ دے مارا۔
 اور جہ صاحب کا بلڈ پریشر گرنے لگا۔ بچپن میں
 انہوں نے جانے کئی بار راشد کے گلہ پی کال چوس کر
 اعلان کیا تھا کہ میرا چاند تو ولایت کی ٹیم مانے گا کمر
 جب وہ دن آیا تو بہو بیٹیم کو دل کا دورہ پڑ گیا۔ اپنے
 باقیوں سے راشد کے سر سب اہل ہنسنے اور اس کی
 سسرال واپس سے جہیز پر لڑنے کا انہیں
 اتنا ایمان تھا!

بڑے کی دیکھ دیکھی چھوٹے بھی بیوں کے لیے
 بھی نہیں نہ کہیں جانا ظہوری ہو گیا۔ کمر ہادیہ کو
 انہوں نے سچی کچ پڑوس میں دیا۔ لڑکا بچپن سے دیکھ
 بھرا۔ پھر اتنا قابل۔ لیکن وراثی کے وقت بہو بیٹیم
 یوں کلیجہ پھانڈ کے روئیں جیسے ہیں سات سمندر پار
 جارتی ہو۔ وہ جو کہتے تھے کہ بڑی بات منہ سے نکالو تو
 ہو کر رہتی ہے۔ سو وہی ہوا۔ ہادیہ کے دونوں دہینے
 بھولے جانے یہ حفظان اٹھا کہ امریکہ چلا گیا۔
 وہ انہیں سمجھاتے کہ لڑکیوں شوہروں
 کے کھ میں اچھی کھتی ہیں اور ہمیں لڑکے کھاتے

کمانے بہر نہ جائیں تو کیا کھنڈ بنے ماں باپ کے کھڑوں پر پڑے رہیں۔ ان باتوں کو دس برس بیت چکے تھے۔ بہو بیگم نے چیزیاں پالی تھیں کہ موقعہ ملے ہی سب اڑ گئیں۔

دو سب کبھی بھار مہمانوں کی طرح دو چار دن کے لیے آٹکتے تھے۔ ورنہ زندگی کی تیز رفتاری میں انہیں مہلت نہ ملتی تھی کہ اپنے وطن جا کر بڑھے ماں باپ کا دل بھلا لیں۔

سب اپنی روزی کمانے اپنے اپنے مسائل میں الجھے ہوئے تھے۔

بڑے بڑے عہدوں پر کام کر رہے تھے اس لیے ان کی ذمہ داریاں بھی بڑھی ہوئی تھیں۔ کسی بہو کو حلیم یافتہ ہو کر چاہیں اور جھگڑا لڑ ساس کے پان آنا اچھا نہ لگتا تھا، کسی بیٹے کو یہ پرانی وضع کا گھر پسند نہ تھا پھر اپنے بچے کی بدبو اور کھانسی بختم کی سزا دے اور انماں کی تیز مزاجی سے دور بھاتے تھے۔

اب اس بھائی بھائی کرتے گھر میں وہ آتی رہ گئیں۔ ان کا دل تو صرف اپنے میاں کی قربانی پر کھستا تھا جو تہائی سے گھر کے بچے جا رہے تھے۔ کوئی اتنا بھی تو نہ تھا کہ گھر یا میسر دیکھ کر ان کا تپ بچنے سکے۔ آئے گئے کی خوشامد کرنا پڑتی۔ کبھی کبھار کوئی بہو کسی بچے کی ساگر و کافو بھیج دیتی کہ داد ادا کی تہنہ بھیجیں گے۔ بس پھر دونوں بڑھیا بڑھیا ہوں کو ہشتوں کا شغل مل جاتا۔ ہر آنے والے کو وہ فونو دھاتے۔ پیار کرتے کرتے بہو بیگم تصویر کو پیٹ سے رنگ داتی تھیں۔

”راشد کتنا شیر تھا۔ ایک بار یہی ضد تھی کہ میں ہر وقت کھڑی رہوں۔ جہاں میں بیٹھی اور وہ رویا

سارا دن کھڑی رہتی تھی۔“ بہو بیگم پاندان سھول کر بیٹھتیں کہ پرانے دن سارے بھگتے۔

”اور ماجد، یہ نذرہ جو آپ سے صحن میں آو جو آتا تھا۔“ حامد صاحب بھی آنکھیں چندھیا کر ماجد کا بچپن دیکھنے لگے۔

”ماجد کی سمان بہو رہی تھیں ہی ماجد کا تیسرا لڑکا بالکل اسی کی صورت ہے۔“ بہو بیگم نے چھالیہ کاٹنے میں بڑے فخر سے کہا۔

”لیکن تصویر میں دیکھو اس کی ٹاک بالکل ماجد کی ہی نہیں ہے۔“ حامد صاحب فونو پر اپنی تصویر میں دیکھنا شروع کر دیکھنے کا چانس مل گیا۔

”مجھے تو راشد کا قربان شہزادہ لگتے ہے۔ کیسی پیروی صورت ہے۔“ بہو بیگم بے ساختہ مسکراتی تھیں۔

”یہی نہیں اس کا رنگ اپنی ماں کا سانا ہو۔“ حامد صاحب نے اندیشہ ظاہر کیا۔

”نہ وہاں وہ یوں ہونے لگا کالہ...؟ میرے بچے کا لے ہوئی نہیں سکتے۔“

”میرے بچے۔“ حامد صاحب نے ترس جھانے والے انداز میں بیوی کی طرف دیکھا۔ ”جب ہمارے بچے ہی ہمارے نہ ہونے تو ان بچوں سے کیا آتا...؟“ اس حقیقت کو جاننے کے باوجود وہ خود بھی یہی حماقت کرتے تھے۔ ان بچوں کی یادوں اور باتوں کے سوا ان کے پاس اور پتہ نہ رہا تھا۔ کبھی کبھار جب کسی بہو کے طعنوں کے زخم سواہ جاتے تو ان کے پیروں میں پھر چل اٹھتی جاتے۔ ان کا جی چاہتا اپنے پوتوں سے جا کر کھلیں۔ انہیں شرارتیں اور گالیاں سکتھیں۔ پھر وہ اسی سے ادھار قرض کر کے چل

تو وہاں کا بھگت

کھڑے ہوتے۔ لیکن وہاں ان کے ناک تھوک اور پرہیزی غذاؤں سے عاجز آکر بہو انہیں دوسرے تیسرے دن زمین میں سوار کروا دیتی تھی۔ وہ دونوں اپنے اپنے پلنگ پر لیٹے اوتھ رہے تھے۔ اندھیرا بڑھتا جا رہا تھا۔ مگر کون اٹھ کر روشنی کرتا۔ باہر سڑک پر شام کا سلگتا منہ چڑھ رہا تھا اور اما سن نے ہنڈیا جھاڑاں تھی۔ گو بھی جلنے کی تیز بو پھیلی ہوئی تھی۔ اتنے میں اذان کی آواز آئی اور وہ دونوں کمر پڑھتے ہوئے اٹھ بیٹھے۔

بہو بیگم نماز کی چوکی پر بیٹھی وضو کر رہی تھیں کہ ان کی بھتیجی رضیہ آگئی۔ اب ان کا زیادہ وقت ان بھانجیوں بھتیجیوں کے مسائل سلحمانے میں گزارتا تھا۔ مگر آج رضیہ آئی تو بیٹھ کی طرح قہقہے لگانے کے بجائے آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی تھی آتے ہی ان سے لپٹ کر روناشروع کر دیا۔ معلوم ہوا کہ رضیہ کے میاں نے دوسرا نکاح کر لیا ہے کیونکہ رضیہ کے بچے نہیں تھے۔

صرف اور ادھی کا سہرا ہوتا ہے۔
 بانجھ.....! بہو بیگم کے سینے پر لفظ موصل بن کر
 تر اور رُت رُت و چل گیا۔ انہوں نے اپنے بھائی
 بھائی کرتے خال خال دیکھا اور پھر حامد صاحب کو، جو
 کھانتے کھانتے اگگاتے قدموں سے اٹھ کر پانی
 پنا رہے تھے۔
 اچانک بہو بیگم کو ایسا لگا کہ وہ خود بھی بانجھ ہیں۔
 ان کی کوہ سے آج تک کوئی کوئل نہیں پھوٹی۔
 انہوں نے اس اندھیرے حشر میں روشنی کرنے والا
 کوئی بچہ پیدا نہیں کیا۔ پھر اپنی بد نصیبی پر وہ رضیہ سے
 پتہ کریوں روئیں جیسے ان آنسوؤں میں ڈوب
 مریں گی۔
 ”رضیہ بیٹی۔ میری تریا۔ صبر کر۔“ پر دل ہی
 ان میں بوس
 ”ہاں کو دیکھ دو تو بانجھ سے بھی بدتر ہے۔
 دیکھو دیکھو....“

✽

درخت لگائیے.....
 صحت بنا لئیے.....
 سکون پائیے.....
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ”کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے
 یا کھیت میں بیج بوائے، پھر اس میں سے پرند یا
 انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی
 طرف سے صدقہ ہے۔“ (بخاری: مسلم)

یہ خبر سن کر بہو بیگم نے خود بخود اطمینان کی ایک
 سونے سانس لی۔ جیسے ساتوں بچے بیک وقت ان کے
 پیٹ میں چیاؤں چیاؤں کر رہے ہوں پھر انہوں نے
 اپنے آنسو پونچھ کر رضیہ کو تسلی دی۔ ”اے بے
 تھوڑے بارے کی نیت کو کیا ہو گیا۔ بھلا تم سے زیادہ
 خوبصورت اور محبت کرنے والی کہاں ملے گی۔“
 ”مگر پھوپھو ان کا بھی کیا قصور ہے!“ رضیہ نے
 سسکیاں روک کر کہا۔

”میں بانجھ ہوں۔ اللہ نے میرے نصیب ہی
 کھونے کر دیے ہیں تو وہ کیوں اولاد کے لیے ترسیں۔
 مگر کو آباد کرنے والا کوئی تو ہو۔ بڑھاپے میں تو انسان کو

امریکن مارکیٹ میں

اپنے کاروبار کے فروغ کیلئے

ایک بہترین ذریعہ

ہفت روزہ

نیوز پاکستان

امریکہ کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا اردو اخبار

Weekly

NEWS PAKISTAN

Contact:

Ph: 718-558-6080 Fax: 718-558-6079

Email: newspakistan@aol.com

248-04 Hookcreek Blvd, Rosedale, New York-11422 USA



Scanned By Amir



ٹیکسی ڈرائیور



پنجابی (گور مکھی) اوب سے انتخاب

بھی نے ٹیکسی لے آ.... " کمل نے کہا اور پھر پیچھے سے آواز لگائی۔ لیکن دیکھنا کسی سردار کی ٹیکسی نہ لانا۔ سردار بڑے ریش ہوتے ہیں۔"

"صاحب.... صاحب.... صاحب جی!"

یشونت نے سوٹ کیمس میں دونوں کا ایک ایک سوٹ ڈال لیا۔ "کیا پتہ ایک دن وہاں رکنا ہی پڑے۔" ٹیکسی کا ہارن بجا۔ ڈرائیور باہر نکل کر تل میں سے پانی کی بائی بھر کر ریڈی فیئر میں ڈال رہا تھا۔ یشونت نے کھڑکی میں سے دیکھا۔

رات کے بارہ بجے تھے۔ کمل اسکول کے ساتھ ایکسپریٹ ہو جانے کی وجہ سے ایک ہفتہ ہسپتال میں رہی تھی اور آج ہی آئی تھی اور اسے گرم پانی کی بوتل سینٹے سینٹے یشونت کی آنکھ لگ گئی تھی وہ ہڑبڑا کر اٹھا۔

"کیا بے راسے....؟"

"اوو پاگل رانا، کسی سردار کو ہی لے آیا ہے۔"

"صاحب۔ ٹریک کال۔ لدھیانہ سے۔"

ترجمہ: سرجیت

"بیو.... بیو.... کون سی....؟"

رانا سوٹ کیمس اٹھانے کے لیے اندر آیا۔ "تجھ سے تو کہا تھا کہ سردار کی ٹیکسی نہ لانا۔"

ایکسپریٹ یہاں ہو گیا سیریس تو نہیں....؟ اومانی گاؤ.... کیا عمل بھی آئے....؟ وہ آج ہی ہسپتال سے واپس آئی ہے.... ایسا تو ہوش تو ہے.... اومانی گاؤ!.... بھری ہوئی بھی ورکشاپ میں ہے.... ٹیکسی منگواتا ہوں۔"

"صاحب! میں نے بڑی کوشش کی۔ دو لڑکوں پر گیا۔ بندہ ٹیکسی ڈرائیور کئی تھے، لیکن کوئی جانے کے لیے تیار نہ ہوا۔ ایک دو سرداروں سے بھی پوچھا۔ سب نے کورا جواب دیا۔ میں نے ستر روپے بھی دینے سے لیے کہا۔ اتنے میں یہ سردار آ گیا، اور وہ

"کیوں یٹا جی.... ایکسپریٹ.... ایسا تو میں بھیج نہیں رہی تھی.... جارا سے.... فوراً جا.... جیسے

ہوٹ دوش کی کوئی بات نہیں۔ بڑی سے بڑی ہوت بھی ڈائٹریٹک کر لیتے ہیں۔“

ان کے خوف کے برعکس، سردار تینسی ڈرائیور گاڑی بڑی احتیاط کے ساتھ چلا رہا تھا۔ لیکن کوئی پچھلی میل طے کرنے کے بعد اس نے تینسی رہا۔

”راے! تو جاگ رہا ہے نا...؟“ یشونت نے ایک دم غماز ہو کر کہا۔ اور اپنا ہاتھ ہاتھ میں لے لیا۔

”کیوں سردار تھی۔ رات کیوں گئے ہو...؟“

گاڑی تو ٹھیک ہے نا...؟ میرے ہاتھ کانپ رہے ہیں۔ میں آپ کے لیے کوئی خط بہ مومن لینا نہیں چاہتا۔ اس لیے ڈرائیو گئی تھا اب ٹھیک ہوں۔“

ڈرائیور نے چھو دیر رات کے پھر تینسی چلا دی۔

گاڑی چلتی رہی۔ لیکن تیس میل اور چل کے پھر رات تھی۔ اس مہاجر گرد کوئی آبادی نہیں تھی اور اندھیرا بھی گہرا ہوتا تھا۔ یشونت نے ہسٹول ہاتھ سے الگ نہیں بنایا تھا۔ اس نے راے کا کندھا تھپک کے اسے ہوشیار کر دیا۔

”آپ فکر نہ کیجیے۔“ ڈرائیور نے کہا۔ ”میرا بی

حالت کچھ ٹھیک ہو جائے تو چلتا ہوں۔ جتنی دیر تینسی روک کر وقت کھویا ہے۔ اس کی تلافی کر دوں گا۔ لیکن آپ کی حفاظت کی مجھے بے حد فکر ہے۔ رات اندھیری اور سڑک سناٹا ہے۔“

ڈرائیور کے الفاظ بڑے سلی بھرے تھے، لیکن یشونت کو پوری صراحت احمقانہ نہیں ہو رہا تھا اس نے ہسٹول کو مضبوطی سے تھامے رکھا۔

انہوں نے ٹیلی فون پر معلوم کر لیا تھا کہ ایکسیڈنٹ چند ہی گزہ کے قریب ہی ہوا تھا۔ ایٹا کی

”قربانی کا ثبوت“

اپنی گاڑی اڑنے سے شجر کو دے ہی رہا تھا کہ میں نے اس سے منت سماجت کی اور ساری بات بتائی کہ ہماری

اکلوتی ایٹا کا خطرناک ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ بروقت

وہاں پہنچنے سے شاید وہ بچ جائے۔ سردار سوچی میں پڑ

گیا میں نے ستر روپے بتائے مگر اس نے کوئی توجہ نہ

دی۔ البتہ چابی شجر سے ہانگ لی اور مجھے تینسی میں

بیٹھنے کے لیے اشارہ کیا۔ میں نے کہا۔ صاحب بہت

اچھے ہیں۔ ستر سے بھی زیادہ دے دیں گے۔ اس نے

پھر کوئی توجہ نہ دی اور وہی کانگریس پوچھ کر چل دیا۔

”اچھا! بہرہ قسمت میں چھڑ پڑ گیا ہے۔ لیکن

راے تو ہوشیار رہنا۔ اس کے ساتھ ہی بیٹھنا سونا

بہ نظر نہیں۔ اس کی برخواست پر نظر رکھنا۔ ان تینسی

ڈرائیوروں کی کہانیاں تو سننا ہی ہے۔ کھل! چابی دینا۔

اپنا ریو اور بھی ساتھ لے لوں۔ کھل ہی پڑھا تھا کہ

راستہ میں تینسی ڈرائیور نے سامان سنبھال کے

سواریوں کو تینسی سے نیچے اتر دیا اور چلتا بنا۔“

یشونت اور کھل تینسی میں پتھلی سیٹ پر بیٹھ گئے

۔ رما ڈرائیور کے برابر میں بیٹھا۔ ڈرائیور کچھ خبردارت

سے زیادہ سی خاموش تھا۔ کسی طرح کی بات چیت میں

حصہ نہیں لے رہا تھا۔ گاڑی چل دی۔

یشونت اور کھل ایک دوسرے کو جانتا رکھنے کے

لیے آہستہ آہستہ گفتگو کر رہے تھے۔ ”ایٹا خود بھی

جانا نہیں چاہتی تھی۔ قسمت اسے گھیر کے لے گئی۔

مائی زور دے رہی تھی۔ انہوں نے ماس سے فیصلہ

کیا۔ ماس مائی کے حق میں ہوا۔ ایٹا مجھے پیادہ کر کے

پہلی تھی۔ میری خوش مزاجی ایٹا“

”اتنا ظلم ہمارے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ ہماری

اکلوتی ایٹا ہمارے لیے اس دنیا میں سب کچھ ہے۔



گور بخش سنگھ پریت 1895ء-1977ء

پنجابی زبان کے ترقی پسند ادیب، کہانی نویس، ناول نگار، ڈرامہ نگار، مصنف اور ایڈیٹر۔ دارگور بخش سنگھ 26 اپریل 1895ء کو پاکستان کے شہر سیالکوٹ میں پیدا ہوئے، ان کی عمر سات برس تھی کہ ان کے والد کا انتقال ہو گیا، سیالکوٹ سے میٹرک کے بعد ایف آئی کاٹ، لاہور میں داخلہ لیا، معاشی مشکلات کی وجہ سے کان کے ساتھ ساتھ 15 روپے ماہوار میں ایک مختصر وقت کے لیے کلرک کی نو ترقی شروع کر دی، بعد میں 1913ء میں

تھامسن سول انجینئرنگ کاٹ، روز کی سے ڈیڑھ ماہ سہل کیا۔ فوج میں بھرتی ہو کر عراق اور ایران گئے، 1922ء میں مشی کین یونیورسٹی میں انجینئرنگ کے ڈگری لے کر واپس آئے اور ایک ریویو انجینئر کے طور پر ملازم ہوئے۔ پٹیشے کے اعتبار سے ایک کامیاب انجینئر ہونے کے ساتھ ساتھ انہوں نے پنجابی ادب میں بھی طبع آزمائی کی اور اپنی الگ شناخت بنائی۔ 1933ء میں ماڈل ناؤن، لاہور سے پنجابی اور اردو زبان میں ایک ماہانہ "پریٹ ٹری" کی اشاعت شروع کی، جو لوگوں میں اتنے مقبول ہو کہ آپ کا نام ہی "گور بخش سنگھ پریت ٹری" پڑ گیا۔

1936ء میں انہوں نے لہور اور امرتسر کے درمیان "پریٹ ٹری" یعنی محبت کرنے والوں کا شہر کے نام سے ایک شہر آباد کیا جو صرف ترقی پسند شاعروں، ادیبوں اور ان کے دوست دانشوراں اور فن و ثقافت سے تعلق رکھنے والے افراد کے لیے ہی مختص تھا۔ برطانوی دور میں "پریٹ ٹری" کو ترقی پسند ادیبوں اور سماجی انقلاب کے لیے جدوجہد کرنے والے کارکنوں کے مرکز کی حیثیت حاصل تھی۔ فیض احمد فیض، ساحرندہ حیاتونی، ام جا پریم، نور جہاں (گلوکارو)، بلراج ساہنی (اداکار)، شو بھاشم (جیتن)، اپنیدرن، تھاشم، ہونت کارتی، نرسار سنگھ ڈگل اور حمید اختر جیسے ادیب اس شہر کے رہنے والے تھے۔ گور بخش سنگھ ہر سانس یہاں اپنی انجمن منعقد کرتے جس میں بزرگوں کے ہونے سے ادیب، شاعر اور دانشور شریک ہوتے۔ تقسیم ہند کے وقت جب یہ شہر بھی فسادات سے محفوظ نہ رہا تو گور بخش سنگھ دہر داشت ہو کر وہی چلے گئے۔ 1950ء کی وہاں میں واپس آئے اور "پریٹ ٹری" کو دوبارہ شروع کیا۔ کہانی، ناول، ڈرامے، مضامین اور بچوں کے ادب پر آپ کی بچوں کے ذمہ کتب شائع ہوئیں۔ میٹسم گور کی کے ناول "ماں" کے پنجابی ترجمہ پر آپ کو سوویت نبرو ایوارڈ سے نوازا گیا۔

پنجابی ادب کا یہ معروف نام 20 اگست 1978ء کو اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ لیکن پریت ٹری اور پریت ٹری انجمن تک پرانی روایات کے امتین کے طور پر قائم و دائم ہے

بہتال پہنچ کر معلوم ہوا کہ ایٹمی موت موقع واردات پر ہی ہوئی تھی۔ اٹھارہ برس کی خوبصورت لڑکی کی لاش پر چادر پھیلی ہوئی تھی کمر اس سے پٹ لگی۔ یثوت اس کی طرف دیکھ نہیں رہا تھا۔ اس نے

کھلی جیب کے ساتھ کوئی بس نگر اگئی تھی۔ ایٹمی بیپ سے باہر گر پڑی اور بس کا کوئی سخت حصہ اس کا ماتھ پھوڑ کے آگے بڑھ گیا تھا اور اسے ہسپتال پہنچا دیا گیا تھا۔

مومنہ دوسری جانب کر کے رومال آنکھوں کے سامنے رکھ دینا۔

”اپنی ایٹا دیوی کے آخری ورثن کر لیجیے۔“
کمل نے یثونت سے کہا۔ ”نہیں... میں ایٹا کا خوبصورت اور بنس کچھ چہرہ ہی اپنی آنکھوں میں رکھنا چاہتا ہوں۔ یہ چہرہ میرے لیے نہیں۔ اس ظالم بنس ڈرائیور کے لیے ہے، جس نے ہماری ایٹا و ٹیم کے پیچھے گھوم کے اس کی طرف دیکھا تک نہیں۔ یہ چہرہ میری ایٹا کا نہیں۔ ہاتھ اسی کے ہیں۔ میں ان خوبصورت ہاتھوں کو چوم لینا ہوں۔“

سردار ڈرائیور کے رونے کی آواز تو نہیں آرہی تھی۔ لیکن رومال سے اس کا جلدی جلدی آنکھیں پر پھینا ہوا تھا کہ اس سے اپنے آنسو روکے نہیں جا رہے تھے۔

ایٹا کو اسٹریچ پر ڈال دیا گیا۔ قریب ہی دو نرسیں بھی تھیں۔ اسٹریچ کو ایک طرف سے ایٹا کے ماما نے تھاما اور دوسری جانب سے سردار ڈرائیور نے مردہ ایٹا کو ٹیسی کی بچھنی سیٹ پر احترام کے ساتھ لٹا دیا گلی سیٹ پر یثونت اور کمل ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ گئے۔ ڈرائیور کے ہاتھ کئی مرتبہ کاٹے، مگر دور کا نہیں، ہاتھوں پر قابو پا کر وہ گاڑی چلا رہا۔



لدھیانہ میں ایٹا کی ننھیال میں صبح کو وہ ایٹا کے واہ سنسکار کی تیاری ہو رہی تھی۔ سب رشتہ دار بنس کچھ ایٹا کی باتیں یاد کر کے سسک رہے تھے۔ ایک طرف کھڑے ہونے سردار ڈرائیور کے آنسو وہ سروں کی طرح چھم چھم تو نہیں بہ رہے تھے، مگر ایک ایک کر کے فیل ضرور رہتے تھے اور وہ ہر بار

رومال سے انہیں پونچھ لیتا تھا۔

سب نے اس سے کچھ کھانے کے لیے اصرار کیا۔ اس کے سامنے کھانا کر بھی رکھا گیا۔ اس نے کوئی چیز منہ میں نہیں ڈالی۔

چتا پر ایٹا کو الٹا لٹا دیا گیا۔ رشتہ دار چتا پر لکڑیاں چن رہے تھے۔

بھاری لکڑیاں سردار ڈرائیور نے چتا پر رکھیں، اور جب آخری بار چہرہ دیکھا جا رہا تھا تو سردار ڈرائیور بھی آسے بڑھا اور ہاتھ جوڑ کے سر جھکا روٹ آیا۔

ایٹا کا واہ سنسکار ہو گیا۔ یثونت اور کمل جس طرح گئے تھے۔ اسی طرح ٹیسی میں واپس لوٹ آئے۔ لیکن اس بار یثونت نے پستول پر ہاتھ نہیں رکھا تھا، اسے سوٹ کیس میں بند کر دیا تھا اور نہ اس نے ڈرائیور کی ہر حرکت پر نظر رکھی، بلکہ وہ کمل ڈرائیور کی احتیاط باکمان ڈرائیورنگ اس کے خاموش نازک دل کی جی جی جی میں تعریف کر رہے تھے۔

ڈرائیور راستے میں کہیں رکا نہیں۔ کمل سارے راستہ اس کی چوڑی پشت کی جانب تکتی رہی۔ سوچتی رہی کہ اس سردار کی ہر ادباتی ٹیسی ڈرائیوروں سے کیسی مختلف اور انوکھی اور خاص طور سے سردار ڈرائیوروں کے مقابلے میں۔

کوٹھی پہنچ کر ڈرائیور نے کمل کی طرف کا دروازہ خود کھولا۔ کمل کی آنکھیں نم تھیں۔ شاید اس خیال سے کہ اب کبھی ایٹا کی ہنسی کی رو کی ہنسی جھنکار اس پر قسمت کوٹھی میں سنائی نہیں دے گی۔

یثونت نے اپنے ٹوے میں اسی روپے کے نوٹ نکال کر ڈرائیور کے ہاتھ میں تھما دیے۔ ڈرائیور نے دس دس کے پانچ نوٹ جیب میں ڈال کر باقی تین

تین تین تین تین

یشونت کو واپس کر دیے۔

کمل نے دو کاغذ کھول کر پڑھا۔ وہ ایک تار تھا۔ پڑھتے ہی کمل کی آنکھیں یوں بہ نکلیں جیسے آسمان سے کوئی بادل پکا ایک نوٹ پڑتا ہے۔ تار فارم بھیگ گیا۔ یشونت نے کمل کے ہاتھ سے تار لے کر پڑھا "جتا اچانک چل بسے۔ فوراً پہنچو۔"

"یہ تار ایک گھنٹہ پہلے۔ مجھے ما اور میں گاڑی اڑے پر دے کر بارہ بجے کی ریل سے گاؤں جانا چاہتا تھا۔ مگر جب آپ کے نوٹ کرنے بتایا کہ موقع واردات پر فوراً پہنچنے سے آپ کی بیٹی کی جان بچ سکتی ہے تو میں نے سوچا۔ بتاتی تو واپس نہیں لاسکا۔ دو بھائی گھر پر ہیں ہی، اگر اس بی بی کی جان بچ جائے مگر راستے میں بتا کی یاد گاڑی کے ونس پر میرے ہاتھ محفوظ نہیں رہنے دیتی تھی۔"

کمل اور سب پڑی۔ ساری کے کونے سے آنکھیں اور منہ پونچھ کر اس نے ہاتھ جوڑ لیے اور کہا۔ "اچھے سروراجی...! کیا مجھے اپنے چرنوں کو چھو لینے دیں گے...؟"

ڈرائیور نے کمل کے جڑے ہوئے ہاتھوں کو پکڑ کے اپنے ہاتھ پر لگایا اور اپنی آنکھیں پونچھتا ہوا وہ تیسری میں بیٹھ گیا۔

سڑک کی بجری پر پیہوں نے مریج کر چکی۔ کمل ٹکٹھی لگائے تیسری کو دیکھتی رہی۔ تیسری پھانک سے نڈری۔ کمل کے پاؤں نہ کھڑے۔ یشونت نے اسے سہارا دینے کے لیے بازوؤں میں لے لیا۔ "اندھ چو کمل، گر پڑو۔"

لیکن کمل اتنی دیر تک وہیں کھڑی دیکھتی رہی جب تک تیسری اسے نظر آتی رہی۔

﴿﴾

"نہیں سروراجی۔ یہ میں نے آپ کو انعام کے طور پر نہیں دیے یہ آپ کا حق بنتا ہے۔"

"میرا حق آپ پر بانگ نہیں بنتا۔" ڈرائیور نے مستحکم سی آواز میں کہا "آپ کے لیے جانے سے پہلے میں نے ایک دم انکار کر دیا تھا۔ صرف جب آپ کے نوٹ نے بتایا کہ بروقت پہنچنے پر شاید کسی کی جان بچ جائے تو میں تیار ہو گیا۔"

"آپ اسی کی طرف سے لے لیجیے۔" یشونت نے نوٹ ڈرائیور کی جیب میں ڈال دیے، لیکن اس نے جلدی سے نکال کر واپس کر دیے۔

"دو اگر بچ جاتی تو میں اس سے لے لیتا... آپ سے میں نہیں دل گا، کیونکہ آپ کے لیے میں نے بڑا خشک انکار کر دیا تھا۔"

یشونت آئیٹ سوش اور کرنے والا ہی تھا کہ کمل نے روک دیا۔ "میش جی! انہیں مجبور نہ کیجیے۔ ان کا احسان ہم نونوں سے ادا نہیں کر سکتے۔ ان کا یہ احسان، میں ان کو یقین دلاتی ہوں۔ ساری عمر اپنی کی ناقابل فراموش یاد کی طرح سنبھال کر رکھوں گی۔" اور کمل کا گلا بھر آیا۔

ڈرائیور کمل کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔ یشونت کے ساتھ اس نے باتیں کی تھیں۔ لیکن اس کے چہرے کی طرف آئیٹ ہر بھی نہیں دیکھا تھا۔ کمل کی طرف دیکھ کر اس نے ایک کاغذ اپنی جیب سے نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ "میں نے اپنے دل میں فیصلہ کیا تھا کہ یہ کاغذ میں آپ میں سے کسی کو نہیں دکھاؤں گا۔ لیکن بی بی جی کے لفظوں میں ایسا ہنسا ہے کہ میں اپنے فیصلے پر قائم نہیں رہ سکا۔"



آفرین ارجمند

کچھ نہیں بلند بہت سارے لوگ یہ سوچ رکھتے ہیں کہ مرد ہونا طاقت اور اکرام کا سبب ہے۔ عورت کا وجود کمزوری اور شرمندگی کی علامت ہے۔

ایسا سوچنے والے صرف مرد ہی نہیں ہیں کئی عورتیں بھی اس بات پر یقین رکھتی ہیں۔ بیٹے کی ماں بن کر بعض عورتیں خود کو محفوظ اور معزز خیال کرتی ہیں، بیٹی کی ماں بن کر خود کو کمزور محسوس کرتی ہیں۔

مردانہ تسلط والے معاشرے میں کئی مصیبتوں، دکھوں اور ظلمتوں کے درمیان ابھرنے والی ایک کہانی... مرد کی انا اور عورت، عورت کی محرومیاں اور دکھ، پست سوچ کی وجہ سے پھیلنے والے اندھیرے، کمزوروں کا عزم، علم کی روشنی، روحانیت کی کڑھیں، معرفت کے اجالے، اس کہانی کے چند اجزائے ترکیبی ہیں۔

نئی قلم کار آفرین ارجمند نے اپنے معاشرے کا مشاہدہ کرتے ہوئے کئی اہم نکات کو نوٹ کیا ہے۔ آفرین ارجمند کے قلم سے ان کے مشاہدات اس انداز سے بیان ہوئے ہیں اس کا فیصلہ قارئین خود کریں گے۔

”یا اللہ!... رات کے پہر پارس ٹھیرا کر اچھے
تینھی۔ رات کا ابھی پہلا پہر ہی تڑرا تھا۔ وہ بھی ابھی
عشا کی نماز پڑھ کر میں تھی کہ اس خواب کی وہ ہشت

تیرہویں قسط:
”نہیں... نہ... نہیں... باقی“
”میری بہت سہو باقی...“

”اچھا اچھا۔ اب آپ پریشان نہ ہوں۔ بس میری بات غور سے سنئے۔“

”ہاں بول۔“ سکینہ توجہ سے اس کی بات سننے لگی۔

”اماں میں نے خواب دیکھا ہے۔“

”وہ تو تو اکثر دیکھتی ہے۔“ سکینہ بولی

”ہاں مگر....“

”اللہ خیر کچھ برا تو نہیں ہونے والا....؟“ سکینہ اب پوری طرح جاگ گئی تھی۔

”اماں من لو پہلے۔“ پارس روہانسی سی ہوئی۔

”ہاں بول چند۔ میں سن رہی ہوں۔ اللہ سب خیر کرے۔“ سکینہ بھی پریشان ہونے لگی۔

”اماں کلثوم باجی کو بہاری ضرورت ہے۔“ وہ بغیر تمہید باندھے بولی۔ وہ تکلیف میں ہے۔

”اف!! یہ کلثوم....“ سکینہ نے اپنا سر پکڑ لیا۔

”ارے تیرے دماغ پر تو کلثوم سوار ہو گئی ہے۔“

”لے بھلا مجھے خواب سنانے بیٹھی تھی اور بات اس کلثوم کی کر رہی ہے۔“

”نہیں اماں میں نے جو بھی دیکھا ہے وہ کلثوم باجی کے لئے ہی ہے۔“

”کیا دیکھا بھلا؟ کچھ بتاؤ۔“

”نہیں بس! اگر ہم نے اس کا خیال نہ کیا تو وہ مر جائے گی۔“ پارس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

سکینہ اسے روتا دیکھ کر سوچ میں پڑ گئی۔ وہ سمجھ گئی تھی پارس ایسے ہی پریشان نہ تھی۔

ان کی باتوں کی آواز سے باہر سوئے شفیق کی بھی آنکھ بھی کھل گئی تھی۔

”کیا ہو گیا ہے کزیو!.... سوئی نہیں ابھی تک۔“

سے اس کی آنکھ کھل گئی۔

کمرے میں گہری خاموشی تھی۔ وہ پینے سے بیٹھی اپنی حواس بحال کرنے لگی۔

اف یہ کیا ہونے والا ہے.... اس کے ذہن میں ایک فلم سی چلنے لگی۔ اس نے سر پکڑ لیا۔

”کیا کروں.... ابھی اماں کو اٹھاؤں....؟ اس نے پاس لٹھی سکینہ کو دیکھا جو گہری نیند میں تھی۔

پارس کی بڑبڑاہٹ پر بھی اس کی آنکھ نہ کھلی تھی۔

نہیں صبح تک کا انتظار مجھ سے نہ ہو گا.... وہ بے چین ہونے لگی۔

مجھے ابھی اماں کو بتانا ہے۔ یہ خواب اچھا نہیں۔

یا اللہ خیر رہنا۔ وہ خود سے بولی اور پھر اس نے سکینہ کو بجا کر جگانا شروع کر دیا

”اماں انھیں اماں....“

”ہوں.... ہاں ہاں....“ پارس کے اس طرح نکلنے پر سکینہ بونا سی گئی۔

”یا اللہ کیا بھونچال آ گیا۔ سب ٹھیک ہے ناں۔“

اس نے نیند کی آویں جگائی اور سوئی کی حالت میں پارس کو دونوں کندھوں سے جبرئیل۔

”کیا ہوا تجھے ذر لگ رہا ہے کیا۔“ وہ بولی

”نہیں اماں۔ میں ٹھیک ہوں۔“ اس نے سکینہ کو تسلی دی

”بس آپ انھیں اور میری بات سنیں۔“ پارس سے لہجے میں شدید بے چینی تھی

”ایک تو ایسے بلا بلا کر میرے اوسان خطائے دے رہی ہے، شہر چاؤرا دل سنہننے دے۔“ اس نے

جہدی سے خود کو سنبھالا۔ پارس بے تابی سے اس کی جانب دیکھنے لگی۔

شفیق نے مذاق میں آواز لگائی۔
 مگر اندر سے کوئی جواب نہ پا کر اس نے آدھا اٹھ
 کر اندر جھانکنے کی کوشش کی۔ اسے کھڑکی سے پارس
 کا سر ہلٹا ہوا نظر آیا۔
 جگ تو رہے ہیں دونوں تو آواز کیوں بند ہو گئی۔
 وہ تشویش میں اٹھ کر اندر آگین پارس کی
 آنکھوں میں آنسو اور سینے کا پریشان سامنے دیکھ کر وہ
 ٹھہرا گیا۔ ”ارے کیا ہو گیا“۔ وہ تیزی سے پارس
 کی جانب پکا۔
 پارس نے جلدی سے آنکھیں صاف کر لیں مگر
 خاموش رہی۔ بس سکینہ کی طرف دیکھے جارہی تھی۔
 ”آخر ہم اس کی کیا مدد کر سکتے ہیں بھلا“ گہری
 سوچ میں ڈوبی سکینہ شفیق کی بات ان سنی
 کر کے بولی۔
 ”اماں ہمیں ان سے بات کرنی چاہیے۔ وہ جس
 صدمے میں ہیں اس سے بہر نکالنا بھی ہماری ہی
 ذمہ داری ہے۔“ پارس بولی۔
 ”او! کس کی بات کر رہے ہو“۔ شفیق جھلایا
 ”ہو بابا“۔۔۔ پارس نے سکینہ کی طرف دیکھا۔
 ”ہاں بتا۔ ساری بات بتانا اپنے بابا کو پھر سن ان کا
 جواب“۔ سکینہ جھلانی۔
 ”بنا مختصر بات یہ کہ کلثوم باجی کی ذہنی حالت
 ٹھیک نہیں ہے لیکن انہیں کوئی نہیں سمجھ پارہا۔ ہمیں
 ان سے بات کرنی چاہیے۔ ورنہ وہ کوئی غلط قدم
 اٹھا سکتی ہے۔“
 ”غلط قدم سے کیا مطلب تیرا؟“
 ”میرا مطلب اتر کلثوم باجی کو کچھ ہو گیا تو“۔ وہ
 پھر رونے لگی۔

”ارے ارے رومت کچھ نہیں ہو گا اسے۔ وہ ہم
 ہے تیرا“۔ شفیق سکینہ کی بے چینی دیکھتے ہوئے اسے
 تسلی دینے لگا۔
 ”نہیں بابا!۔۔۔! میں نے دیکھ لیا ہے۔ وہ ٹھیک
 نہیں ہے“ اس پر پارس کا لہجہ بدلا ہوا محسوس ہوا۔
 ”پر تجھے کیا لگتا ہے۔۔۔؟ تو ان سے جا کر کہے گی
 کہ میں خواب دیکھا ہے اور وہ مان جائیں گے“۔۔۔؟
 سکینہ کی بات میں دم تھا۔
 ”کچھ بھی ہو اماں۔۔۔ کیسے بھی مجھے کلثوم باجی
 سے منابہت ضرور ہی ہے“۔ وہ اسی لہجے میں بولی
 شفیق نے اس وقت بہتر جانا کہ وہ
 خاموش ہو جائے۔
 ”اچھا ٹھیک ہے، ہم صبح اس پر بات کرتے
 ہیں“۔ اس نے سلی دی
 ”ہاں ہم کل جائیں گے ان کے گھر“۔ پارس اٹل
 لہجے میں بولی
 ”ہاں ہاں! ضرور۔ ابھی تو ٹولیت جا“۔ شفیق
 اسے زبردستی سٹانے لگا۔
 ”نہیں بابا میں تمہوزی دیر میں لیتنی ہوں“۔ اس
 نے چہرے پر اب بکھی سی سرخی آگئی تھی۔ وہ خاموشی
 سے نظریں جھکائے پنک سے نیچے اترنے لگی۔
 ”کیاں جارہی ہے“۔ سکینہ ٹھہرا گئی۔
 ”ارے اتنی رات۔۔۔ پورا گاؤں سو رہا ہو گا
 ابھی جگانے کی کیا؟“۔ دونوں اٹھ اترے ہوئے۔
 ”نہیں اماں میں سہیں ہوں بہر“۔ وہ مزید کچھ
 کہنے بغیر دوسرے سرے میں چلی گئی جہاں وہ زیادہ تر
 وقت نماز اور مراقبے میں گزارتی تھی۔
 سکینہ اس کی پیچھے پیچھے چل دی۔ مگر شفیق نے

شفیق نے اسے غور سے دیکھا سئینہ کا رنگ اس وقت کسی قیمتی چیز کے کھوجانے کے خوف سے پیلا ہو پڑنے لگا تھا۔

اسے اس قدر سہا ہوا دیکھ کر شفیق کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

سکینہ نے جو اسے مسکراتے دیکھا تو حیرت سے ہوں۔ ”آپ ہنس رہے ہو۔“

”ہاں تو اس مذاق پر ہنسون نہیں تو اور کیا کروں۔“

”کیا مطلب....؟“ یہ آپ کو مذاق تک رہا ہے....؟“ سئینہ ہنسی

”ارنی نیک بخت کیا تجھے اپنے پیار پر بھروسہ نہیں ہے۔“ شفیق بولا

ووچہ پ رہی۔

”اچھا اس پر ہاتھ رکھ کر بتا۔“ ووچہ مسکرایا

”ہاں ہے۔ وہ میری بیٹی ہے اللہ نے اسے میری جھونپی میں ڈالا ہے۔“ ووچہ باتی ہونے لگی۔

”ہاں تو پچھ جس نے دئی ہے وہی اسے تیرا بنانا بھی رکھے گا.... اور پارل بھی اب ہنسا نہیں رہی

کندھے کھونے کا فرق ہم سے زیادہ جانتی ہے وہ۔ اس پر تھین رکھ۔“ شفیق نے سکینہ کا ہاتھ تھام لیا۔

سئینہ نے تھوڑی دیر کے لئے آنکھیں میچ لیں۔ وہ ننھے قہر سے شفیق کے ہاتھ پر مڑے۔

”اوہو۔ اس چپ....“ اس نے بچوں کی طرح پتھر پھرا۔ سئینہ نے ہونے سے تروں چوٹی۔ جیسے دن کے اندیشوں کو جھٹک رہی ہو۔

”کو قدر نہ کر۔“ پہلے پارل کی بات ہو گئی۔ نہ بنے کیا بھیجی ہے ان میں۔“

اس کا ہاتھ پکڑ کر روک لیا

”رک جا۔“ اس نے اشارے سے منع کیا۔

مگر سکینہ سے زیادہ دیر رہا نہ گیا وہ آہستہ آہستہ دبے قدموں کمرے کے باہر جائز کھڑی ہو گئی۔

وہ درازے پر بھاری پردہ پڑا ہوا تھا۔ اس نے پردہ ہلکا سا سرکا کر اندر کمرے میں جھانک کر دیکھا۔ پارل

آنکھیں بند کیے آلتی پالتی مارے بیٹھی تھی۔ اس کی لب مسلسل مل رہے تھے۔

شفیق بھی اس کے پاس آ کر کھڑا ہوا تھا۔

جان بیٹھ اوہ۔

اس نے سکینہ کو بوچھڑے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی وہاں سے بیٹھ گیا۔

پارل کی اس حالت پر دونوں کو معاملے کی سنگینی کا احساس ہو رہا تھا اور پھر وہ اس کے روحانی تشخص کو

جانتے ہوئے اس کی بات رد بھی نہیں کر سکتے تھے۔

”پتہ نہیں جی اب کیا ہونے والا ہے....؟“ سکینہ سمجھے ہوئے انداز میں ہوں

”مت پریشان ہو.... پتہ نہیں ہو گا۔“

”نہیں جی کلثوم کا دل کی کوئی اور ترقی نہیں ہے یہ آپ بھی جانتے ہو۔“

”ہاں تو....؟ ان سے کیا ہوتا ہے۔“

”کیوں نہیں ہوتا.... آخر کو وہ اس کی تالیزاد بہن ہے۔“ سئینہ بے چین ہوئی

”تو پھر ان میں ذرا سے وہ کیا بات ہے؟“ شفیق زور دے کر بولا

”اگر کلثوم کو بچتے بچتے وہ کرم دین اور بانو کے قریب ہو گئی تو...“ سئینہ سمجھے ہوئے انداز میں ہوئی۔

”ہاں آپ ٹھیک کہہ رہے ہو ہم اپنی طرف سے ایک کوشش کر لیتے ہیں۔“ سکینہ نے ہالی بھری شفیق اسے تسلی دیتے ہوئے خود بھی سوچنے میں پڑ گیا تھا۔



سنا پور میں جانے کے تیار تھنری تھی۔ شفیق نے اسے روکنا مناسب نہ سمجھا۔ سکینہ بھی اس کی ضد کے آگے ہار مٹی تھی مگر پھر بھی اس نے نیک بار اور بات کرنے کی کوشش کی۔

”پارن....! ادھر آ“ اس نے بیٹی کو قریب بٹھانیا۔

”جی ہاں....“

”ہمیں چھپنے پر کوئی اعتراض نہیں۔ پر....“ وہ نڈر اور تڑکی

پر لیا ہوا تھا۔

”اگر انہوں نے تیری بات نہ سنی تو.... وہ تجھے ہی غصہ سمجھے تو....؟“ سکینہ نے اپنے دل کا خوف سامنے رکھ دیا۔

”تو کیا ہاں، ہمیں ایک کوشش تو کرنی ہی ہے۔“ پارن نڈر سچے میں بولی۔

”مگر اس طرح تو معامے میں پڑے گی تو تیری پڑھائی کا کیا ہوگا؟“ سکینہ نے ایک اور دلیل دی۔

پارن پڑھائی کی بات سن کر مسترد اور ہی لگاں، جو بھی ہو گا اللہ کے خصم سے ہو گا۔ اس کی آواز میں ایک عجیب سا رعب تھا۔

”ہاں سچ کہا تو ہے پر.... وہ پتہ دیر ادھر اور نظریں ٹھہرانے ہی جیسے اسے روکنے کی کوئی اور دلیل

ڈھونڈ رہی ہو۔“

”پر آج ماسٹر صاحب بھی تو آئیں گے ناں....“ سکینہ کو جیسے یاد آگیا۔

مگر ماسٹر صاحب کے ذکر پر اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔

”اگر نہ بھی آئیں تو کیا۔“ پارن آہستہ سے بولی۔

”کیا مطلب؟“ سکینہ چونکی۔

شفیق جو پارن بیٹھا ہوا تھا اس کی باتیں سن رہا تھا قریب ہو گیا۔

”کیا مطلب ہے تیرا؟“ وہ بولا۔

”پاپا مطلب یہ کہ ایسی تعلیم کا کیا فائدہ جو کسی کے کام نہ آئے اور سچ بولنے کی ہمت نہ دے۔“ پارن نظریں بھکا کر بولی۔

”لیکن تجھے تو کسی نے بھی سچ بولنے سے نہیں روکا۔“ وہ شفیق سے بولا۔

”جی ہاں۔ مگر صرف کتابیں رٹ لینے سے تو ہم بڑے آدمی نہیں بنتے۔ اس کے لئے تو نوٹوں کے کام آنا بھی ضروری ہے پھر چاہے وہ باتیں سنا لیں یا الزام دھریں۔“

شفیق کو لگا پارن کا دل اب پڑھائی سے اچھا ہو رہا ہے۔

”نہیں تیرا دل تو نہیں بھرا گیا پڑھائی سے۔“ شاید تجھے صحیح وقت نہیں دے رہے ہوں۔

صاحب۔ شفیق نے خود سے بولا۔

”نہیں وہاں....! ایسی بات نہیں ہے۔“

”مگر علم صرف یہی تو نہیں۔ اور پھر یہ ماسٹر صاحب کی مرضی وہ آئیں یا نہ آئیں۔“ پارن بے دلی سے بولی۔

”آئے نہ آئے کیا مطلب ہے تیرا۔ آخر تو ماسٹر صاحب کو ایسے کیوں کہہ رہی ہے“ شفیق ابجھا
 ”ارے آپ بھی کیا ماسٹر صاحب کو لے کر بیٹھ گئے، بھی کا مسئلہ تو سلجھا لیں۔“ سکینہ کا دماغ حالیہ
 مسئلے میں شدت سے الجھا ہوا تھا
 شفیق کو آسمان بالکل بھی ٹھیک نہیں لگ رہے تھے۔ وہ سمجھا شاید پارس ان کے نہ جانے کی وجہ سے ناراض ہو رہی ہے۔

”اچھا چل.... ناراض مت ہو ہم تیرے بر فیصلے میں تیرے ساتھ ہیں۔“ شفیق نے اسے یقین دلایا۔

پارس نے اس کی طرف ایک نظر دیکھا۔
 ”جی بابا۔“ وہ مسکرائی
 ”ہاں پر دیکھ ایسے صبح صبح کسی کے گھر جانا اچھا نہیں۔ تھوڑا سوچ چڑھ جائے تو پھر چلتے ہیں۔ ٹھیک ہے نا؟“

”جی“ پارس اس کا جواب سن کر مطمئن سی ہو گئی مگر اسی طرح پریشان آپمہ کشش میں بیٹھی رہی۔
 ”اچھا ایک بات تو مان لے میری“ سکینہ ہار مانتے ہوئے بولی

”جی اماں، ان سے یہ مت کہنا کہ تو نے خواب دیکھا ہے۔ دیکھ پتہ یہ گاؤں والے تیری اس بات کو نہیں سمجھ پائیں گے۔“ سکینہ نے اسے مزید سمجھانے کی کوشش کی۔

”وہ پتہ نہیں کیا سمجھیں تجھے....؟ کیا کہیں تجھے...؟“

پارس اس کی یہ بات سن کر کچھ نہیں بولی اسے خاموش دیکھ کر سکینہ دوبارہ بولی ”تو میری

بات سمجھ رہی ہے ناں۔“ اس نے تصدیق چاہی
 ”جی اماں۔“ اس نے اثبات میں سر دنگ ہلا دی
 سکینہ نے اسے کبھی اتنا پریشان نہیں دیکھا تھا۔ یقیناً بات کچھ سنگین ہی ہے ورنہ یہ اتنا بے چین نہ ہوتی۔ سکینہ نے دل میں سوچا۔

اور دن چڑھے تک پارس شفیق کا ہاتھ تھامے کلثوم کے گھر کی طرف چل پڑی تھی۔
 سکینہ پورے راستے آیتوں کا ورد کرتی رہی کبھی پارس پر پھونکتی تو کبھی شفیق پر۔

جیسے جیسے رحم دین کا مکان قریب آ رہا تھا اس کا دل بیٹھے جا رہا تھا۔ وہ بے چین سی خیر کی دعائیں مانگتی ان کے ساتھ ساتھ چلتی جا رہی تھی۔

کاش وہ گھر پر ہی ناں ہوں۔ سکینہ کے دل سے دعا نکل۔ گھر سے دعائے نکلنے میں دیر ہو گئی، رحم دین تو گھر کے دروازے پر ہی حیرا تھا۔

شفیق اور پارس بالکل خاموش تھے۔ غالباً دونوں اپنی جگہ بیٹھی سوچ رہے تھے کہ بات کیسے کی جائے۔ اسے سامنے دیکھ کر پارس نے سلام کیا۔ شفیق نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

گھر رحم دین نے کسی خاص تر مجوشی کا منظر دیکھا وہ نہیں کیا۔

”کہاں جا رہے ہو۔“ رحم دین اس وقت کو انہیں اپنے گھر کے پاس کھڑا دیکھ کر بھی انجان بننے ہوئے ہونا۔

”ارے بھائی ہم تو تمہی سے ملنے آئے ہیں۔“ شفیق زبردستی مسکراتے ہوئے ہوا۔

”ہیں جی۔“ رحم دین حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھنے لگا۔



تھی۔“ سب خیرتے ہے۔“ وہ بولا
 ”ہاں ہاں سب خیر ہے۔ وہ چھ ضروری بات
 کرنی تھی امر اندر چلو تو۔“ شفیق نے درخواست گزار
 کے سے لہجے میں کہا۔

”سب خیرتے ہے۔“ وہ بولا
 ”ہاں ہاں سب خیر ہے۔ وہ چھ ضروری بات
 کرنی تھی امر اندر چلو تو۔“ شفیق نے درخواست گزار
 کے سے لہجے میں کہا۔

سکینہ نے پہنچا دیا۔
 اسے گڑبڑاتا دیکھ کر شفیق جلدی سے بولا
 ”دراصل کلثوم کی طبیعت بارے میں کچھ بات
 کرنا تھی۔“ اور پھر اس نے خواب کا ذکر کے بغیر
 پارس کی بات ان تک پہنچا دی۔

”ہاں ہاں آؤ آؤ“ رحم دین کے چہرے پر
 پریشانی کے آثار ابھرنے لگے تھے۔ مگر پھر بھی نہ
 چاہتے ہوئے وہ انہیں اندر لے گیا۔ سامنے کینیز جو
 پینک پر چادر بچھا رہی تھی اس کے ہاتھ وہیں کے
 وہیں رک گئے۔

مگر پھر وہی ہوا جس کا وہ نونوں کو یقین تھا

”تم۔۔۔ اس نے ناگواری سے کہا



”اف اب رونا تو بند کر۔“ ناظمہ نے کلثوم کو
 چپ کرانے کی کوشش کی۔ ”تمہ سے کہا کس نے تھا
 پارس کے پاس جانے کو۔“

”ہاں وہ۔۔۔ انہیں میں گھر میں لایا ہوں۔“
 رحم دین نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

”ارے میری بہ نصیبی مجھے لے گئے تھی اس
 منٹوں کے پاس۔۔۔ بیچ میں بڑی ہی غرور والی ہے
 خود کو بڑا قابل سمجھتی ہے وہ۔“ کلثوم نے
 ناک بھونچ رہی تھی۔

”تو جاندر وہ کینیز کی طرف دیکھ کر بولا۔
 ”نہیں۔ انہیں بھی سیکس روئیں۔ آپ دونوں
 کے سامنے بات ہو تو اچھا ہے۔“ پارس اعتماد سے بولی
 پارک کے اس انداز پر کینیز کی بھنویں چڑھا
 گئیں۔ رحم دین نے اسے گھور کر دیکھا
 ”کل کی بیٹی ہم سے بات کرے گی۔“

”کہہ رہی تھی کلثوم ہاجی آپ کی دوست نے
 آپ سے جھوٹ بولا ہے۔“ وہ اس کی نقل اٹارنے
 لگی۔ ناظمہ اس کی بات سن کر چپ ہو گئی۔

رحم دین بولا

”بیچ اس کی بات۔۔۔ نے بڑا دل گھبراتا ہے اس لئے
 اچھا۔“ اس نے پارس پہلی آئی۔“ وہ بولی

”وہ بات تو ہمیں کرنی ہے۔ پر کسی آرام سے
 بیٹھو گئے تو بات ہوگی ناں۔“ شفیق زرا تیز لہجے میں
 بولا۔ اس کے کہنے پر چارو تا چارو نونوں بیٹھ گئے۔

”اچھا۔“ اس نے پارس پہلی آئی۔“ وہ بولی

”سکینہ ٹوٹر ہو کر۔۔۔ اس نے سکینہ کی
 طرف دیکھا۔

”نظریں چراتے۔“ وہ بولا

”جی۔“ وہ تھوڑے ٹھل کر بولی۔ ”ہاں بات
 دراصل یہ ہے کہ کلثوم ہمارے گھر آئی تھی یہ ہے
 ناں۔“ اس نے سوانیہ نظروں سے دیکھا۔

”جیسے پتہ۔۔۔“ وہ بولی

”آئی نہیں تھی تو زبردستی اسے لے گئی

تھی۔ قسم سے چڑیں بے چڑیں۔ "توبہ توبہ۔ وہ کانوں
 کو ہاتھ لگانے لگی۔"

"برونہ، میں اس کی بات کیسے مانوں۔ مجھے پتہ
 ہے تو مجھ سے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولے گی۔ ہے
 ناں۔" کلثوم بڑے اعتماد سے بولی مگر پھر بھی اس کی
 آواز میں ہکا سارزہ تھا۔

کلثوم کی اس بات پر ناظمہ نے نظریں چرائیں۔
 "میں نے صحیح کہا ناں۔" کلثوم اسے شکی نظروں
 سے دیکھنے لگی۔

"اے سموسے کھا۔ سچ بڑے مزے کے تیرے۔"
 ناظمہ نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے
 سموسے اس کے آگے بڑھایا۔

مگر اس کا یہ انداز کلثوم کو بے چین کرنے لگا۔ وہ
 خود کو مسلسل جمبونی تسلیوں سے سمجھانے کی کوشش
 کر رہی تھی اس کا دل کانپنے لگا۔

"ناظمہ میری طرف دیکھ۔" اس نے سموسے
 واپس پیٹ میں ڈال دیا۔

"تھا قسم۔ تو نے صحیح صحیح پڑھا تھا۔ اس میں
 لکھ تو ناں کہ اتے مجھ سے محبت ہے۔" کلثوم نے
 اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کے سر پر رکھ دیا۔

"اف یہ کر رہی ہے تو۔" ناظمہ ڈر گئی۔ اس نے
 ہنہاتھو بمشکل اس سے چھڑایا۔

"اے ایویں قسم کھاؤں اپنی جان کی۔ وہ
 بات چھڑانے لگی۔"

"دیکھ....! مجھ سے نظر نہ چرا۔ سیدھی بات
 ۔" اس نے ناظمہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"اف۔ وور توہٹ۔" ناظمہ نے اسے تکیا!
 "اس کا مطلب کہ تو نے بھی جھوٹ بولا تھا مجھ

سے۔" کلثوم نے اسے باؤں سے پکڑ لیا۔
 "اف چھوڑ مجھے۔ میری بات تو سن۔" ناظمہ
 تکیف سے چلانے لگی۔

"دیکھ کلثوم کوئی آجائے گا۔ اماں بہت مارے
 گی۔ تو صبر سے میری بات سن...." اس نے پھولی
 ہوئی سانسوں میں کلثوم کو غصہ ا کرنے اور خود کو
 بچانے کی کوشش کی۔

"ہینہ تو اوھر۔" اس نے اسے پکڑ کر زبردستی
 پننگ پر بٹھا دیا۔

اب ناظمہ کے پاس اپنی فطری تسلیم کرنے سوا
 کوئی اور راستہ نہ تھا۔

"قسم سے میری جو کجگہ آیا وہ پڑھ دیا تھا۔" اس
 نے سر پر ہاتھ رکھ لیا۔

"اور مجھے یہ پتہ تھا کہ وہ دھوکہ باز تیرے ہی بیوقوفی
 کا فائدہ اٹھانے کا۔" ناظمہ نے اپنی صفائی دینا چاہی۔

کلثوم اپنی جگہ بے چین ہو گئی "مطلب تو کہہ
 رہی ہے کہ پارے سچ کہہ رہی تھی۔" اس کی نظریں
 ناظمہ پر کڑھیں گزرتیں تھیں۔

ناظمہ نے حیرت آریلکے سے ہال میں سر بہ دیا
 "یعنی یعنی.... اس میں وہ نہیں سمجھا تھا جو تو نے
 پڑھا۔" کلثوم اپنے ہوسے ہونے لگی۔

"ہے ناں بول۔"
 "دیکھ کلثوم۔ جو ہوا اتے بھولے جا۔" ناظمہ بہت
 جتا کر بولی۔

"اور میں بھی کونسا پڑھی لکھی ہوں، کوئی
 پانچویں پاس تو ہوں نہیں۔ وہ تو بس شوق شوق میں
 پتھو حرف و ہیرا جتی تھی۔" ناظمہ نے پھر اپنی
 صفائی پیش کی۔

پاکستان سوسائٹی



Scanned By Amir



”تو پھر وہ کیوں آیا؟ کیوں اس نے میرا حق اڑایا ہے۔ کاش میں مرجانی۔ کاش میں مرجاؤں۔ وہ خود کو کونے لگی۔“

”چپ کر کلثوم شرم مت بک۔ وہ نہیں تو زندگی تو نہیں رکھی تھی۔“

”میری زندگی رُس گئی ہے بلکہ ختم ہو گئی ہے۔“

”اور جو جبار ہے۔ تیرا شوہر۔ کبھی سوچا ہے

تو نے....؟ تجھے اس طرح اس کا رُک لاپتے دیکھے گا

تو تیری بوٹی بوٹی کر دے گا۔“ ناظر نے اسے ڈرایا

”گردے میں زندہ رہوں تو تیار...؟“ مرجاؤں

بھی تو کیا؟“ اس کی آواز میں قہقہے اترنے لگی ”کم

سے تم اس مسلسل عذاب سے تو پھلکارا ملے گا۔“

وہ ٹکلت خور ہو سی اچھ کھڑی ہوئی۔

”نہیں کلثوم تو ایسا بچو نہیں کرے گی۔ مان

میری بات۔“ ناظر کو اس سے تیور ٹھیک نہیں لگ

رہے تھے۔ مگر وہ خود بے بس تھی اس کو سمجھانے

کے سوا کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

”چھوڑ۔ جانے اسے مجھے۔“ وہ اس کا ہاتھ جھٹک

کر تھری ہو گئی۔



گھر میں داخل ہوئی تو سامنے پارسی کو دیکھ کر

ٹھٹک کر رہ گئی۔ اس میں حقیقت جاننے کے بعد

پارسی سے نظریں ملنے کی ہمت نہ تھی۔ وہ اسے نظر

انداز کر کے اندر جانے لگی۔

”لے آئی زندگی سلامت۔“ کہتا ہوں۔

”اب ٹھیک ہے۔ زندہ ہے میری بچی کچھ نہیں

ہو اسے.... دیکھ لیا ناں اسے۔ اب جاؤ یہاں سے تم

لوگ۔ پیچھا چھوڑو، ہرا۔“ کہتا ہے خوب غبار نکالا۔

”پر تیری اس حرکت سے میرا دل.... افس میرا دل....“ اس کے الفاظ اٹمنے لگے۔

”افس.... کلثوم سنبھال خود کو۔“ ناظر

گھبرا گئی۔ وہ اس کے ہاتھ سہلانے لگی۔ ناظر پھر

ہوئی۔ ”ارے بھائی میں ذال اس بے وقاف کو۔ آگ لگے

اسے۔“ ناظر اسے کونے لگی

”خود کو سنبھال۔ کیوں لے رہی ہے اتنا دل پر

۔۔۔ ایسے بھی اب تیری شادی ہو چکی ہے“

”نہیں اس نے اچھا نہیں کیا۔“ اس نے ناظر کی

بات جیسے سنی ہی نہیں۔

”دیکھ کلثوم....! ہم لڑکیوں کے دل پر کیا ہوتی

ہے یہ مرد نہیں سمجھتے۔ اسے تو اچھی لگی مگر وقت

تیز رفتاری سے گزرتا ہے۔ تم سفر بنانے کے لئے نہیں۔

جینی سچی ہے۔“

”سچی ہتی ہوں۔ تو جس کے لئے اتنا تڑپتی ہے

اسے آخر تیری ذرا بھی ٹکن ہوتی تو تجھے برادری سے

لڑ کر اپناتا۔ عزت سے لے کر جاتا۔ یوں ایسے بھری

دنیا میں تناش نہ بنتا تیرا۔ اس نے کلثوم کو آئینہ

دکھانے کی کوشش کی۔

”نہیں وہ ایسا نہیں تھا نہیں۔“ مگر وہ ایک ہی

بات دہراتی تھی

”اور یہ دنیا تو شاید ہمارے لئے بنی ہی نہیں

یہاں تو ہر دوسری لڑکی ایسا ہی کوئی غم دل میں دہانے

سامنے بھی لے رہی ہیں اور مٹی بھی رہی ہے“ ناظر

اُداسی سے پھر ہوں۔

”نہیں میں نہیں جی سکتی۔ آخر کیا بگاڑا تھا میں

نے اس کا۔ میں تو اپنی زندگی میں خوش تھی۔ جیسی

بھی تھی مکن تھی۔“

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو ایبل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
- ✦ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور
- ✦ ابن صفی کی مکمل ریج
- ✦ ایڈفری لنکس، لنکس کو میسج کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

✦ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

✦ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety

سکینہ اپنا غصہ اتارنے لگی۔ مگر پارس ابھی بھی پیچھے مزہز کر دکھ رہی تھی۔

سکینہ نے پارس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔ ابھی تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ رحم دین کے گھر سے اچانک چیخنے چلانے اور کچھ عجیب سے شور کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

”ہجی... پارس بے چین ہو کر تیزی سے چلی۔“
”نہیں پارس رک،“ سکینہ نے اس کے ہاتھ پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔

مگر پارس پر تو جیسے جنوں سوار تھا۔ وہ ہاتھ چھڑا کر تیزی سے دوڑتی ہوئی رحم دین کے گھر میں داخل ہو گئی۔ شفیق اور سکینہ بے بس سے اس کے پیچھے دوڑ پڑے۔

(مبارکی ہے)



”آپ کم سے تم باقی سے ہت تو کیجیے“ پارس جس کی نظریں کلثوم آدکھ رہی تھیں تڑپ کر بولی۔

”ارے کوئی باجی واجی نہیں ہے تیری۔ سنا ٹوٹے۔ خوا تو اجا کی باتیں نہ بنا۔ وہ ٹھیک ہے ہانکل۔“
کینز نے غصے سے پارس کو گھورتے ہوئے کہا
”پارس زیادہ ضد اچھی نہیں۔ چل یہاں سے۔“ شفیق بولا

سکینہ سے بھی اب مزید برداشت نہیں ہوا۔ ”پارس چل اٹھ۔ چل یہاں سے۔“ وہ کھڑی ہو گئی

”دیکھ ٹوٹے اپنی ذمہ داری پوری کی۔ اب انہیں ان کے حق پر چھوڑ۔ سمجھیں...؟“ سکینہ نے پارس کو تقریباً گھسیٹ کر اٹھایا اور زبردستی باہر لے آئی۔

”دیکھ لیا ٹوٹے ایسے بے عروت ہیں۔ اب ٹھنڈ پڑتی تھی؟“

ایک درخت، ایک سانپ

.... گاڑی کے 26 ہزار کلومیٹر فاصلہ طے کرنے سے خارج ہونے والی 48 پونڈ کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جذب کرتا ہے۔

.... ٹیٹریوں سے نکلنے والی 60 پونڈ آلودگی کو فلٹر کرتا ہے۔

.... طوفانی برسات میں جمع ہونے والے 750 گیلن پانی کو جذب کرتا ہے۔

.... ماحول میں 10 اینری کنڈیشنز کے مساوی ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔

.... 6 ہزار پونڈ آکسیجن پیدا کرتا ہے۔ جس سے ہر سانپ 18 افراد سانس لیتے ہیں۔

.... تو پھر درخت لگائیے، اپنی دھرتی ماں کو سکون پہنچائیے۔



حیاتی جاگتی زندگی

زندگی بے شور و غم سے مزیں ہے جو کہیں خوبصورت رنگ اور مہے ہوئے ہے، تو کہیں تلخ حقائق کی اور مہنی اور مہے ہوئے ہے۔ کہیں شیریں ہے تو کہیں تمکین، کہیں ہنس ہے تو کہیں آنسو۔ کہیں دھوپ ہے تو کہیں چھاؤں، کہیں مسند رکے

شغاف پانی کے جھکی ہے تو کہیں کچھڑ میں کھلے پھول کی مانند۔ کہیں قوس قزح کے رنگ ہیں۔ کبھی اواس کی رات جیسی گنتی ہے۔ کبھی خواب گنتی ہے، کبھی سراب گنتی ہے، کبھی خرد دار جھاڑیاں تو کبھی شبنم کے قطرے کی مانند گنتی ہے۔ زندگی نذاب مسس بھی ہے۔ تو راحت جان بھی ہے، زندگی ہر ہر رنگ میں ہے، ہر طرف کھانسی، ہر جگہ ہے، اہانی کے صلوات کی طرح بھرنی پڑی ہے....

کسی مفکر نے کیا خوب کہا ہے کہ "استاد تو سخت ہوتے ہیں لیکن زندگی استاد سے زیادہ سخت ہوتی ہے، استاد سبق دے کے امتحان لیتا ہے اور زندگی امتحان نے کر سبق دیتی ہے۔" انسان زندگی کے نشیب و فراز سے بڑے بڑے سبق سیکھتا ہے۔ زندگی انسان کی تربیت کا عملی میدان ہے۔ اس میں انسان ہرگز رستے سے کھینچا نہیں جاتا، کچھ لوگ ٹھوکر کھا کر نکلتے ہیں اور حد سے ان کے مانع ہوتے ہیں۔ کوئی دوسرے کی کھائی ہوئی غذا سے ہی پتہ چلتا ہے۔ زندگی کے کسی موڑ پر اسے ماضی میں رہنا ہونے والے واقعات بہت عجیب دکھائی دیتے ہیں۔ وہ ان پر دن بھر کہہ رہا ہے کہ ہر منہ دکھائی دیتا ہے۔ یوں زندگی انسان کو مختلف انداز میں اپنے رنگ دکھاتی ہے۔

اب تک زندگی ان گنت بہانیاں تخلیق کر چکی ہیں، ان میں سے جو ہم سمجھ کر غماں پہ منتقل کر رہے ہیں۔

ضد نے گھرا جاڑ دیا

لیتے۔ بس اس طرح گزارا وقت ہو جاتی۔ میں نے بوش سنبھا، تو زندگی کا یہی چلن تھا۔ پھر مہینیں جوان ہو گئیں۔ ایک بہن کی شادی چچا زاد سے ہوئی اور دو بہنوں کی چھوٹی زاد سے! وہ لوگ کبھی ہماری حیرت زدہ اور پیشہ تھے اور محنت مزدوری سے گزارا اوقات کرتے۔ یہی تیسری بہن کا رشتہ غیر دن میں ہوا۔ وہ دن ہاں غلط قدم سے بہت لیکن کافی سخت مزاج تھے۔ بہن کو ہر سے ہاں زیادہ آنے کی اجازت نہ تھی۔ سن میں کبھی ایک آدھ دن سے یہ آ رہی جاتی۔

تیسری چھوٹی بہن معمولی شکل و صورت اور

میں پانچ بہنوں میں سب سے چھوٹی ہوں۔ ہمارے گھر میں ایک ہی کمر تھا۔ مکن البت کافی کشادہ تھا۔ ایک طرف حاس پھونس کا چھپر سا بنا کر اس کے نیچے پولہا بنا رکھا تھا۔ ابا شہر میں کپڑے کے کسی کارخانے میں چوبیسہار تھے۔ وہ صبح منہ اندھیرے سانگیں پر دس بارہ میں کا سفر طے کر کے شہر جاتے اور شام کو اسی دشوار گزار اور طویل راستے سے واپس آتے۔ ہاں سیتھ مند خاتون تھی، وہ گھر کو ایپ پوت نہ صاف ستھرا رہتی۔ سوائی کرکھانی کا کام جاتی تھی۔ کبھی بھار گاؤں والے ان سے پیر سے بھی سلوا



تھا کہ ایک رات اچانک ان کے والد پر پہنچنے کا حملہ ہوا۔ دو چار دنوں کی بیماری کے بعد وہ اس دارقانی سے کوچ کر گئے۔

اب مبین ہی سب سے بڑے تھے لہذا گھر چلانے کی ساری ذمہ داری ان کے کندھوں پر آن پڑی۔ وہ میٹرک کا امتحان نہ دے سکے اور والد کا کاروبار سنبھال لیا۔ اس طرح روزی روٹی کا سلسلہ چل نکلا۔

دکان چھوٹی سی تھی لیکن کمائی کافی ہونے سے باعث گھر میں خوشحالی تھی۔ والدہ بھی دورانہ پیش تھیں۔ مبین جو کماتے ماں کی ہتھیلی پر رکھ دیتے۔ گھر سے اخراجات سے جو رقم بچ جاتی، ماں فوراً اس سے بیٹیوں کے چیزیں خرید لیتی۔

وقت گزرنا رہا مبینوں نے دس دس جماعتیں پڑھ لیں۔ تو باری باری مناسب رشتے دیکھ کر اچھے خاصے جہیز کے ساتھ ماں نے انہیں اپنے اپنے گھر رخصت کر دیا۔

اب مبین کی والدہ اس کی شادی کے لیے بہتر مہر تلاش تھیں۔ چھوٹے بھائی منور نے بی کام میں داخلہ لے لیا۔ وہ بھی محنتی اور سلجھا ہوا نوجوان تھا۔ انہوں نے کئی لڑکیاں دیکھیں۔ بہر حال قرعہ نکال کر میرے نام نکلا اور شادی کی تاریخ بھی مقرر ہو گئی۔

ان دنوں میرے ابا اور ماں بہت متفکر تھے یہ نیکہ جہیز کے نام پر، ان کے پاس دینے کے لیے ہتھیار نہیں تھے۔ کارخانہ ایک ماہ سے بند ہونے کے باعث اب فارغ بیٹھے تھے۔ دونوں رات کو بیٹھ کر آپس میں بات کرتے کہ کسی سے رقم ادھار لے لیتے ہیں۔ مگر ابا بتے کہ ادھار لے بھی نیا تو لوگائیں گے کیسے....

یہ شادی سے دو ہفتے پہلے کی بات ہے۔ مبین اپنی

ساونی رنگت کی جبکہ میں اس سے برعکس کافی خوبصورت ہوں۔ چونکہ گھر میں سب سے چھوٹی تھی لہذا بے جانا ڈیپار کی وجہ سے بگڑ گئی۔ باقی بہنیں سخت قسم کا پردہ کرتی تھیں جبکہ میں صرف دوپٹہ لے کر محلے میں ادھر ادھر گھوم پھر آتی۔ ساتھ ساتھ میں نے اپنے شوق سے گاؤں کے اسکول سے پانچ جماعتیں بھی پاس کر لیں۔

ان دنوں میری عمر اٹھ رو برس تھی جب ہمارے ہمسایوں کی وساطت سے میرے لیے شہر سے رشتہ آیا۔ بیماری ہمسائی شہر کی ایک دکان سے دوپٹے رنگوانے جاتی تھی۔ ایک روز باتوں باتوں میں پتا چلا کہ دکاندار کی شادی نہیں ہوئی اگرچہ اس کی عمر چالیس کے لگ بھگ ہو چکی تھی۔ ہماری ہمسائی نے اسے کہا کہ گاؤں کی ایک خوبصورت لڑکی اس کی ہمسائی ہے۔ اگر کہو تو بات چلاؤں.... دکاندار جس کا نام مبین تھا، نے حامی بھری۔ ہمسائی نے پھر میری ماں سے بات کی۔ میرے والدین نے رضہ مندی سے ایک روز مبین اور اس کی والدہ مجھے دیکھنے گئے۔ وہ دو ایک گھنٹہ ہمارے ہاں رہے، چائے وغیرہ پنی اور چلے گئے۔ سنا ہے کہ مبین کی والدہ کو میں پسند نہیں آئی، اس نے کہا تھا کہ لڑکی بہت تیز طرار ہے، یہاں رشتہ مناسب نہیں لیکن مبین کو میں اتنی بھائی کہ اس نے ماں کو کسی نہ کسی طرح رضامند کر لیا۔

مبین کی چار بہنیں اور ایک بھائی تھا۔ اس کے والد بھی شہر کے بازار میں دوپٹے رنگنے کا کام کرتے تھے۔ جب مبین دسویں جماعت میں پڑھتے تھے، ان سے چھوٹی بہنیں پانچویں، چوتھیں، تیسری اور دوسری بناحتوں میں تھیں جبکہ بھائی منور ابھی صف دوم کا

”سچ پوچھیں“ تو جس دن سے رخصانہ کو بناد کر لایا ہوں، میرا کاروبار دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔“

مبین نے یہ کہہ کر اپنے طور پر اپنی ماں کو خوش کر دیا مگر میری سانس شروع دن ہی سے مجھے ناپسند کرتی تھی۔ سچ پوچھیے تو میرے دل میں بھی اس کے لیے کوئی عزت اور پیر کا جذبہ نہ تھا۔ وہ مجھے ذرا سی چھبستی بات بھی کہہ دیتی، تو میں ترقی بہ ترقی اس کا جواب دیتی۔ وہ بھی خند میں آکر خوب دل کی بھرا اس نکال لیتی اور آنے جانے والی مجھے کی صورتوں کے سامنے مجھے جھینڈ نہ لانے کے ٹھنڈے دیتی۔ جب میں مبین سے گلہ کرتی، تو وہ کہتے ”بس تم میری خاطر میری ماں کو برداشت کرو۔“

میرنی سانس کا اور تو نہیں نہ چلتا، اس اپنی بیٹیوں کو بھی عیدی کے نام پر، تو کبھی ان کے بچوں کی پیدائش اور سر تلرو کے بہانے بہت تھو دیتی رہتی تھی چونکہ یہ اشیاء میرے شوہر کی کمائی سے خریدی جاتیں لہذا میں مبین سے شکایت کرتی۔ انہوں نے ایب وہ مہربانی کو سمجھانے کی کوشش کی کہ رقم اس طرح خرچ کرنے کے بجائے جمع کریں مبین وہ آسے سے رانا شروع کر دیتی اور کہتی ”تم زن مرید ہو گئے ہو۔ اب تمہیں مجھ میں برائیوں نظر آتی ہیں۔“

غرضیکہ اس طرح سال گزار گیا اور اللہ نے مجھے چند سا بنادے دیا۔ مبین نے اس کا نام قاسم رکھا۔ اس کے ایک سال بعد بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام ریحانہ رکھا گیا۔ اب میں بچوں کی پرورش اور دیکھ بھال میں مصروف ہوئی۔ سانس جان چلی تھی کہ میں کافی زبان دراز اور مبین کی چھٹی ہوں، اس لیے وہ مجھ

موثر سائیکل پر اسیے ہمارے گھر آئے۔ اگرچہ شادی سے پہلے ٹرکے کا آپلے اس طرح آنا، گاؤں میں معیوب سمجھا جاتا ہے لیکن جب انہوں نے ابا اور ماں سے تمہائی میں بات کی، تو ان کے چہرے خوشی سے دگ اٹھے۔

مبین نے کہا کہ انہیں ہمارے گھر جو حالات کا اندازہ اسی دن ہو گیا تھا جب وہ اپنی ماں کے ساتھ آئے تھے۔ لہذا اور یہ کہنے چلے آئے کہ جہیز کے نام پر انہیں کسی چیز کی ضرورت نہیں البتہ بارات میں ان کے دوست احباب شام ہوں گے، اس لیے اس کا استقبال اور کھانا اچھا ہونا چاہیے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے ابا کو تیس ہزار روپے کی خطیر رقم بھی دی۔ بعد میں اب نے گاؤں کے چودھری سے بات کی، تو اس نے بارات کے استقبال اور کھانے کے انتظامات کے لیے اپنی حویلی کی پیشکش کر دی۔ اس طرح میرا بنادو حوم دھام سے ہوا اور میں مبین کے گھر آ گئی۔

گاؤں میں ہر کوئی میرنی قسمت پر رشک کر رہا تھا۔ میں بے حد خوش تھی۔ مبین بھی میرے دیوانے تھے۔ دکان گھر کے قریب ہی تھی۔ دن میں تین چار مرتبہ گھر کا چکر لگاتے۔ لیکن میرنی سانس بااوجہ مجھ سے ناراض رہتی تھیں۔ وہ مجھے کہتیں کہ بار بار دکان چھوڑ کر آنے سے کاروبار پر برا اثر پڑتا ہے۔ ایب دن بہت ٹرکے میں نے کہہ ہی دیا کہ مجھے کیوں کہتی ہیں۔ اپنے بیٹے سے کہتیں۔ اتنی دیر میں مبین آئے۔ میں نے ساری بات بتا دی۔ وہ بڑے پیار سے اپنی ماں کے پاس بیٹھ گئے اور کہنے لگے ”میں نے اب یہ ماننا شروع کر لیا ہے۔ کاروبار شاندار چل رہا ہے۔ آپ ہانگے بے فکر رہیں“ اور پھر ہنس کر کہنے لگے

مئی 2015ء

Scanned By Amir

"میری بہن فرزانہ اس وقت بہت دکھی ہے۔ دنیا میں سوائے میرے اس کا کوئی نہیں لہذا تم صبر سے کام لو۔" میرے دل میں بھی خوف خدا آگیا۔ چند دن میں نے صبر سے کام لیا لیکن میرے اس رویے کو دونوں ماں بیٹی نے میری کمزوری سمجھا اور انہوں نے میرے خلاف کئی محاذ کھول دیے۔

میں گھر کے کام کاج میں مصروف ہوئی، تو میرے بچے روتے رہتے لیکن دونوں میں سے کوئی بھی ان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی زحمت تو ادا نہ کرتی۔ ماں فرزانہ کو کوئی کام نہ کرنے دیتی، میں کام کرتے کرتے بری طرح تھک جاتی۔ ماں کو اپنے نواسوں کے چونچلوں ہی سے فرست نہ تھی۔ سہین سے شکایت کی، تو اس نے فوراً توہراتی کا انتظام کر دیا لیکن ماں نے تجھ ایسا چلہ چلایا کہ دوسرا دن اس کے ادکانات بجا لاتی رہتی یا پھر فرزانہ اور اس کے بچوں کی خدمت اور دیکھ بھال میں مصروف رہتی۔

ایک روز سخت گرمی تھی۔ میری ماں مجھ سے ملنے آئی۔ تجھ میری ماں نے اپنی آنکھوں سے گھر کے طور طریقے دیکھے تجھ میں نے تمہاری حاجت لگا کر بتائے۔ ماں نے مجھے سبق پڑھایا "سہین سے بیواہی ہی تمہیں نیکو دگھر لے کر آئے اور تم میرے ساتھ چلو۔"

سہین آئے، تو میں نے ان سے کہا "اب میں مزید تمہاری ماں اور بہن کے ساتھ نہیں رہ سکتی لہذا مجھے فوراً طور پر اٹھ گھر لے کر دو۔"

سہین نے مجھے اور میری ماں کو گھسنے کی کوشش کی "صرف دو سال کی بات ہے، منور کو

سے زیادہ بات چیت نہ کرتی۔ میں اپنے گھر بہت خوش اور مطمئن تھی۔ میرے والدین کٹر مجھ سے ملنے آتے۔ میرے والد سہین کے پاس دکان پر جاتے، تو وہ انہیں کچھ نہ کچھ رقم یہ کہہ کر ضرور دیتے "آپ میرے والد کی جگہ ہیں، آپ کی مدد کرنا میرا فرض ہے۔"

میری والدہ میری باتیں سنتی تو کہتی "شاباش بیٹی، اس طرح شوہر کو اپنی منہی میں رکھو اور اس پر حیا سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کرو۔" یعنی الگ گھر لے لو۔ سہین میری ہر بات مانتے تھے مگر الگ گھر کی بات نہ کرنے دیتے۔ کہتے "منور کسی قابل ہو جائے۔ اس کی شادی کر دوں، پھر ہم الگ گھر لے لیں گے۔"

میری شادی کو تین سال ہو چکے تھے جب میری نند فرزانہ کا شوہر ٹریفک سے ایک حادثے میں جاں بحق ہو گیا وہ پھر اپنے تین بچوں کو لے کر مستحق بہن ماں کے پاس آئی۔

نند کو نہ کیا آئی گھر کا نقشہ ہی بدل گیا۔ میرے بچوں کا ہر چیز پر نند کے بچوں کے قبضہ کر لیا۔ اس کے بچے بڑے تھے۔ ہم نے اپنے دونوں بچوں کے لیے خوبصورت کھلونے خرید رکھے تھے لیکن وہ چھوٹے تھے، ان لیے اکثر بچوں میں بند پڑتے تھے۔

میری ماں اور نند نے ہر چیز نکال کر اپنے تینوں بچوں کو دے دی۔ انہوں نے چند ہی دنوں میں کھلونے توڑ پھوڑ کر پھینک دیے۔ اب میں نے ماں اور نند دونوں کے ساتھ خوب دن رات لڑائی کی۔ جب سہین کے سامنے مسئلہ کیا، تو ماں بیٹی ہے چارٹی اور بیٹی کا رونا روئے نکلیں۔ سہین نے مجھے سمجھایا۔

انکا ”بھابھی! میری ماں بے حد ضدی خاتون تھی۔ میرے کہنے پر تم ایک سال اور ماں کے ساتھ گزار لو۔ میرا وعدہ ہے کہ میں سال سے بھی کم عرصے میں ماں کو رضا مند کروں گا۔“ لیکن میں نے اس کی بات کو اہمیت نہ دی اور وہ چلا گیا۔

ایک ہفتے بعد سین آئے، انہوں نے صحن میں سوئرسائیکل کھڑی کی، تو دونوں بچے بھاگ کر باپ کی باتوں سے پنت تئے۔ انہوں نے مجھے سلام کیا لیکن میں نے جواب دینے کے بجائے پوچھا ”گھر کا انتظام کر آتے ہو...؟“

انہوں نے کہا ”ابھی نہیں۔ تم بیٹھ جاؤ۔ آرام سے بات کرتے ہیں۔“

بچانے وہ کون سا منحوس لہو تھا، میں غصے سے پاگل ہو گئی۔ میں نے کہا ”نورا! پاس پلٹ جاؤ اور اب اسی وقت اپنا یہ چہرہ مجھے دکھانا جب میری شرط پوری کروئے۔“

میں پھر دونوں بچوں کو کھسیٹ کر اندر ماں کے پاس لے گئی اور سین سے کہا ”نورا یہاں سے نکل جاؤ۔“

وہ کہنے لگے ”میں مجبور ہوں، ماں کی قسم بعد وہی نہیں کر سکتا۔ لیکن بچوں کے بغیر بھی میرا دم بھٹتا ہے۔“

میں نے کہا ”تم جھوٹ بولتے ہو۔ اگر تمہیں بچوں سے پیار ہوتا، تو اب تک گھر لے چکے ہوتے۔ جاؤ جاؤ گھر تلاش کرو پھر مجھے اور بچوں کو لے جانا۔“ یہ کہہ کر میں اندر کمرے میں بچوں کے پاس چلی گئی اور وہ اڑھ بند کر لیا۔ بچے باپ سے ملنے کی ضد کرتے ہوئے سبک رہے تھے لیکن میں نے انہیں باہر

نہی مٹنے والی ہے۔ اس کی شادی ہو جانے پھر ہم اگے گھر لے لیں گے۔“

اس نے یہ بھی بتایا کہ اس نے اپنی ماں سے بھی یہ بات طے کرنی ہے۔ لیکن میں نے بنکامہ کھڑا کر دیا کہ ابھی اور اسی وقت یہاں سے نکل چلو ورنہ میں اپنی ماں کے ساتھ جا رہی ہوں۔ اس دوران میری ماں بھی آئی۔ اس نے بھی ڈٹ کر کہا ”ویسے تو سین میرا بیٹا ہے اور تمہارا نیند بھگلیوں میں آئے والا نہیں لیکن اگر اس نے دو سال سے پہلے مجھ سے الگ ہونے کی کوشش کی، تو میں اسے دووہ نہیں بخشوں گی۔“

سین بے چارے سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔ لیکن مجھے ان کی بے بسی پر کوئی ترس نہ آیا۔ میں نے فوراً دونوں بچوں کو تیار کیا اور ماں کے ساتھ نکلے آئی۔

اگلے دن سین اپنی سوئرسائیکل پر گاؤں آئے۔ وہ مجھے کافی دیر تک سمجھاتے رہے اور اپنی مجبوریوں بتائیں لیکن میں اس سے مس نہ ہوئی۔ میں نے کہا ”ایک ہفتے کے اندر اندر الگ گھر کا انتظام کر لو۔ اب میں اس گھر میں کبھی نہیں جاؤں گی۔“ ماں نے بھی میرا ساتھ دیا۔

شام کو ہمارے گھر گاؤں کا پمپہر آیا۔ اس نے کہا ”سین مجھے جاتے وقت کہہ گیا ہے کہ میرے بچے یہاں ایک ہفتہ قیام کریں گے لہذا تم نکالنا دینا تاکہ انہیں پانی کی تکلیف نہ ہو۔“ اسی شام پمپہر نے نکالنا دیا۔

اب سین نے پورا ہفتہ اپنی ماں کو سمجھانے کی کوشش کی۔ وہ بھی ضد کی چکی تھی، اس نے سین کو تیند بگھر لینے کی اجازت نہ دی۔ میرے دیور منور کو پتا چلا، تو وہ بھی میرے پاس گاؤں آیا۔ کہنے

مئی 2015ء

صبر اور تحمل سے گزارتی تو آج مجبوری اور بے کسی کی زندگی گزارنے کے بجائے ایک پر آسائش اور آرام و زندگی گزار رہی ہوتی۔

خدمت کا صلہ

اس ہفتے سردی پچھ زیادہ سی بڑھ رہی تھی۔ ایک سرد رات میں پینٹ کے ایک پیٹھ ورنہ امتحان کی تیاری میں مصروف تھا۔ اس کے گل پانچ پرہوں میں سے چار پرچے خوش اسلوبی سے دے چکا تھا۔ آخری پرچہ مجھے کافی مشکل لگ رہا تھا۔ اگلے روز صبح نو بجے امتحان تھا۔

میں تھک چکا تھا لہذا پرہائی ختم کر کے سونے کا ارادہ کرنے لگا کہ سامنے کے کمرے سے میرے ضعیف حافظہ قرآن والد نمودار ہوئے اور پوچھا "پینٹ اتنی رات گئے کیا پڑھ رہے ہو....؟"

میں نے انہیں امتحان کی تیاری کے بارے میں بتایا تو کہنے لگے "بس کرو بھئی! ہر وقت پڑھتے ہی رہتے ہو، پچھ آرام بھی کر لیا کرو۔ اپنی صحت کا خیال کرنا چاہیے۔"

میں نے کہا "اچھا ابو جی! میں سونے ہی لگا ہوں۔ آپ بھی جا کر سو جائیں۔"

دو کہنے لگے "بیٹے ایک کام کرو تو کیا ہی اچھا ہو۔"

میں نے پوچھا "ابو جی وہ کیا....؟"

"بھئی ایک پیٹھ چائے بنا کر دے دو۔"

وہ چائے کے بہت شوقین تھے لیکن زیادہ چائے پینے سے انہیں پیشاب کا غرضہ لاحق ہو جاتا تھا اس لیے ہم انہیں کسی نہ کسی بہانے ترخا دیتے مثلاً آج دودھ والا نہیں آیا یا چائے کی پتی ختم ہوئی ہے وغیرہ۔ اس دن بھی میں اسی قسم کا بہانہ کرنے لگا کہ

www.paksociety.com

نہیں جانے دیا۔

ادھر مبین کو نجانے کیا سوچھی، اس نے مونر سائیکل کی ٹنکی میں سے چھ پتروں نکالا، اپنے بائیں بازو پر چھڑکا اور ماپس کی تیلی سے آگ لگا دی۔ یکدم مبین کی کمر بٹاک چٹخیں سنائی دیں۔ میں نے نپٹ کر دروازہ کھولا، بڑا تپ دندوز منظر سامنے تھا۔ مبین برقی طرح آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آچکے تھے اور تڑپ رہے تھے۔ لہوں میں پورا کاؤں اٹھا ہو گیا۔ چودھری صاحب کے پاس گاڑی تھی، انہوں نے مبین کو اس میں ڈالا اور سول اسپتال پہنچا دیا۔ میں بھی ساتھ گئی۔ اس وقت مجھے اپنی فطری کاشدات سے احساس ہوا۔ میں رو کر مبین سے معافیوں اور اللہ سے اس کی زندگی کی دعا بھی مانگتی رہی۔ مبین تین دن تک موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا رہ کر اللہ کو پیر رہے ہو گئے۔

اس طرح اپنی ضد، ہٹ دھرمی اور نادانی کے باعث میری زندگی اجڑ گئی۔ اب میری سانس اور تند میرے چھوٹے دیود کے ساتھ رہتی ہیں۔ میں نے ایک مرتبہ کوشش کی کہ ان کے ساتھ جا کر رہوں تاکہ میرے بچوں کو شہر کا اچھا ماحول مل سکے لیکن میری سانس اور تند نے مجھے منحوس اور چڑیل کے خطابات دیے اور بچوں سمیت دھکے دے کر نکال دیا۔

میں اکثر ان پانچ برسوں کو یاد کرتی ہوں جو میں نے مبین کی معیت میں گزارے۔ کاش میں اچھی بہو بن کر رہتی! کاش میری ماں مجھے مبین اور میری سانس کے خلاف نہ بھڑکاتی!

کاش میں مبین کی مجبوری سمجھ لیتی اور کچھ وقت

چونکہ تازہ تازہ ازبر کیا ہوا تھا لہذا چند منٹوں میں حل کر ڈالا۔

حسن اتفاق سے ایک اور سوال ایسا آگیا جسے میں تھوڑی سی توجہ سے سو فیصد تک صحیح حل کر سکا تھا ایک جلد اٹک گیا۔ آخر دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے رجوع کیا یا اللہ مدد فرمائیے۔ فوراً التجا قبول ہوئی اور وہ کتبہ یاد آگیا جس کی وجہ سے میں اٹکا ہوا تھا۔ اب مجھے خاصا حوصلہ ہو گیا اور یوں پرچہ دے کر کمرہ امتحان سے باہر آیا۔ ایک سوال کے جواب پر کچھ غیر مطمئن تھا۔

میرا نتیجہ نکلا تو اللہ تعالیٰ کی عنایت سے میں کامیاب ہو گیا اور مجھے حد درجہ خوشی ہوئی۔

اس امتحان میں میری کامیابی کے دور رس اور خوشگوار نتائج مرتب ہوئے۔ تنخواہ میں پیشگی ترقیاں نہیں اور میں امتحان کے دوسرے حصے میں بیٹھنے کا اہل ہو گیا۔ مسلسل محنت اور جدوجہد کے باعث اللہ تعالیٰ نے اس امتحان میں بھی کامیابی سے ہمکنار کیا۔ کلرک کی حیثیت سے میں بی اسے اور ایم اے کر چکا تھا لہذا تمام تعلیمی اور پیشہ ورانہ امتحانات میں کامیابی کے نتیجے میں اپنے کئی ساتھیوں سے بہت آگے نکل گیا اور وہ جدوجہد ترقی کرتا ہوا بینک کے ایک اعلیٰ عہدے تک فائز ہوا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ جو تیس کلرک سے بینک کے اعلیٰ عہدے تک پہنچ جانے کی مثالیں ہمارے ملک میں بہت کم ہیں۔

ایک روز دوپہر کو میں اپنی نشست پر بیٹھا خیالوں میں غم ہو گیا اور دل ہی دل میں اللہ پاک کی مہربانیاں اور عنایات پر شکر ادا کرنے لگا۔ یہ بھی سوچا کہ میرا کوئی اثر و رسوخ نہیں، کوئی بڑی نیکی بھی نہیں

معاذیق سے یہ خیال ذہن میں آیا کہ دیکھیں رات کے پچھلے پہر باپ کی خدمت کا صلہ اللہ تعالیٰ کیا دیتے ہیں....؟ چنانچہ میں نے والد صاحب سے کہا کہ آپ اپنے کمرے میں جائیے، میں چائے بنا کر ابھی لاتا ہوں۔

وہ اپنے کمرے میں چلے گئے۔ میں نے کچن جا کر چوہے پر چائے کا پانی رکھا اور واپس آکر اس خیال سے نصاب کی اپنی کتاب کھولی کہ جو پہلا سوال نظر آیا، وہ ضرور امتحان میں آئے گا۔ دائیں صفحے پر ایک سوال نظر آیا جو عام قسم کا تھا۔ انجانے احساس کے تحت میں نے اسی سوال کو تین مرتبہ توجہ سے پڑھا۔ دریں اثنا پانی پکنے کی آواز آنے لگی، میں اٹھا اور چائے تیار کر کے والد صاحب کے سامنے رکھ دی پھر واپس آکر اسی سوال کو مزید تین مرتبہ غور سے پڑھا۔ اس دوران والد صاحب کی چائے پینے کی آواز سکوت توڑتی رہی۔ انہوں نے پھر آواز دی، میں برتن اٹھا کر کچن جانے لگا تو انہوں نے دعا دی ”اللہ تمہیں کامیابی اور ترقی دے۔“

صبح فجر کی نماز پڑھ کر تین مرتبہ میں نے اسی سوال کو پھر پڑھا کیونکہ قوی امید تھی کہ یہ سوال ضرور پرچے میں آئے گا۔

میں وقت مقررہ پر اسٹیٹ بینک پہنچا اور تقریباً ساڑھے آٹھ بجے پرچہ تقسیم ہوا۔ دھڑکتے دل سے اسے پڑھنا شروع کیا۔ جب آخری سوال پڑھا تو میری حیرت اور خوشی کی انتہائی نہ رہی، یہ وہی سوال تھا جسے میں نے نو مرتبہ اس امید پر پڑھا تھا کہ یہ ضرور آئے گا۔ میں نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور سوال حل کرنے میں مصروف ہو گیا۔

نو آموز لکھنے والے مستوحب ہوں

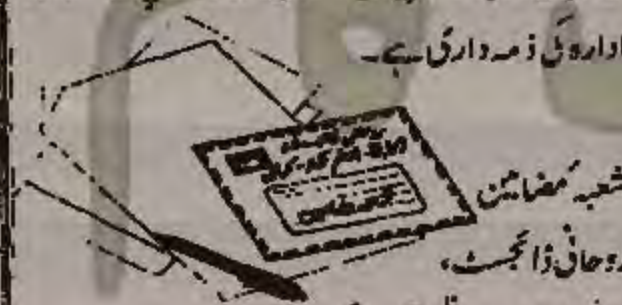


اگر آپ کو

مضمون نگاری یا کہانی نویسی

کا شوق ہے اور اب تک آپ کو اپنی صلاحیتوں کے اعتبار کا موقع نہیں مل سکا ہے تو روحانی ڈائجسٹ کے لیے قلم اٹھائیے.... یہ خیال رہے کہ موضوع اور تحریرنی حسن ایسا ہو جس میں قارئین دلچسپی محسوس کریں۔ آپ طبع زاد تحریروں کے علاوہ تراجم بھی ارسال کر سکتے ہیں۔ ترجمہ کی صورت میں اصل مواد کی فوٹو اسٹیٹ کا پی منسلک کرنا ضروری ہے۔ مضمون کاغذ کے ایک طرف اور سطر چھوڑ کر خوشخط لکھا جائے۔ مضمون کی نقل اپنے پاس محفوظ رکھیں کیونکہ اشاعت یا عدم اشاعت دونوں صورتوں میں مسودہ واپس نہیں کیا جاتا۔

قلم اٹھائیے.... اور اپنے تعمیری خیالات و تحریر کی زبان دیجئے۔ تحریر کی اصلاح اور نوک پلک سنوارنا ادارہ کی ذمہ داری ہے۔



7-D.1-1 ناظم آباد۔ کراچی

فون: 36685468-36606349

roohanidigest@yahoo.com
facebook.com/roohanidigest
www.roohanidigest.net

کی پھر میری یہ عزت افزائی کیوں ہوئی.....؟

میں یہی سوچتے سوچتے نیم خوابیدگی کے عالم میں پہنچ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ بندہ یوں سے ہوا میں تیرتا ہوا چائے کا ایک بڑا رنگ پیو۔ نیچے اترا اور میری میز پر آکر تک بیٹھا، ساتھ ہی ایک بھٹی سی سرگوشی ابھری

”یہ وہی چائے کا پیانا ہے جو تم نے ستائیس سال قبل رات کے پچھلے پہر اس وقت اپنے والد کے لیے تیار کیا جب تم نے ان کی خدمت کو اپنی نیند اور تھکن پر ترجیح دی۔“

میں فوراً ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا، اللہ تعالیٰ نے میرے سوال کا جواب بڑے واضح طور پر دے دیا تھا۔ میں فوراً کھڑا ہوا قریب کی مسجد میں جا کر وضو کیا اور دو نفل شکرانے کے ادا کیے۔ نماز کے دوران میں نے کئی نیم گرم آنسو بھی پار گاد خداوندی میں پیش کیے پھر رقت قلب سے دعا کے لیے ہاتھ پھیلا دیے۔

”اے رحیم و کریم مجھے نئی ذمے داریوں سے بطریق احسن عہد ویر آہونے کی توفیق عطا فرما۔“ خداوند قدوس نے میری یہ دعا بھی قبول فرمائی۔ مجھے جیسے ساتھی ملے اور ان کے تعاون سے ہر مرحلہ آسان ہو گیا۔

یہ دیکھتے کہ اپنے والد گرامی کی چھوٹی سی خدمت کے عوض میری زندگی سنوار گئی، میں ہر ذیوق نعمت سے مالا مال ہوا اور مجھے یقین ہے کہ آخرت میں بھی سرخرو ہوں گا۔ اگر ہم دل و جان سے اپنے ضعیف والدین کی دیکھ بھال کریں تو یقیناً اللہ پاس و تیار ہر آخرت میں ہمیں اپنی تمام نعمتوں اور برکات سے نوازے گا۔



روحانی ڈائجسٹ

106

Scanned By Amir



دورانِ ملازمت

مسائل کو فہم و فراست سے دور کریں

آج کل اکثر نوجوان ہاتھوں میں ڈگریاں تھامے ملازمت کے حصول کے لیے سرگردو دکھائی دیتے ہیں۔ اگر قسمت نے یورپی کی تو ملازمت کا حصول آسان ہو جاتا ہے۔ ملازمت کا حصول ہی سب کچھ نہیں ہوتا بلکہ اصل آزمائش ملازمت کا اچھی طرح برقرار رکھنا ہے۔

لیں تو غیر ضروری خصوصیات پانے کے بارے میں کسی بھی قسم کے ریہارس پاس کرنا آپ کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ پاس کے انداز، ملازمت اور معاہدہ کو حاصل ہونے پر لہنی راستے اظہار کبھی کھلم کھلاتے کریں۔ کیونکہ آپ کے یہ ریہارس آپ کے خلاف بھی استعمال کیے

جاسکتے ہیں۔ ماحول کو حقیقی انداز سمجھنے کی کوشش کرتے ہوئے تمام تر توجہ اور وسائل مقاصد کے

ہم میں سے ہر کسی کو کامیابی کی تمنا رہتی ہے کون ایسا شخص ہو گا جو کامیاب کہلائے اور لیکن کامیابی پانے سے بھی کچھ گروہتے ہیں۔ آپ خواہ زندگی کے کسی شعبے سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ ماہرین کے یہ مشورے آپ کے لیے مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

رعب مت جھلائیے

نئی جگہ پر اپنے تجربے، تعلیم اور مہارت کی دھاک بٹھانے سے گریز کریں، یار رکھیں آپ کے معاون اور ساتھی کارکن اس باتوں کو اچھا نہیں سمجھیں گے۔ آپ کی عدم موجودگی میں ان باتوں کا مذاق اڑائیں گے۔ ساتھی کارکنوں اور معاونین کو بہت زیادہ اہمیت دینے کا رویہ بھی مت اپنائیے ایسا کرنے سے بھی آپ کے لیے مشکلات ہو سکتی ہیں۔

غیر ضروری گفتگو

سے پرہیز کیجیے

جب آپ نئی جاب کا چارج سنبھال

2015

Scanned By Amir

حصول میں صرف کیجیے۔

شعبے بیجنت پر توجہ مرکوز رکھیں۔ بطور کارکن چھوٹی چھوٹی باتوں پر وقت ضائع کرنے کے بجائے بطور منتظم تمام بڑے معاملات کو ہاتھ میں لے لیں کیونکہ ٹیکنیکل امور جاننے کے لیے الگ اسٹاف رکھا جاتا ہے۔

ذہن صاف رکھیے

مسائل اور متضاد حالات سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ بات گھمانے پھرانے کی بجائے براہ راست موضوع پر گفتگو کریں۔ تاکہ آپ کے معاونین اور ساتھی کارکنوں کو یہ سمجھ آجائے کہ آپ ان سے کس نتیجے کی امید کر رہے ہیں۔ جائزہ لیں کہ وہ اپنا کام صحیح طریقے سے کر رہے ہیں یا نہیں، ذیوں کے سلسلے میں معاونین کو کسی قسم کی کنفیوژن میں مبتلا کرنے سے ہمیشہ احتراز کریں۔ نئی جگہ پر آپ چونکہ بہت کم لوگوں سے واقفیت رکھتے ہیں چنانچہ کسی بھی قسم کی غیر ضروری سفارش یا حمایت پر توجہ نہ دیجیے۔

عزت نفس مجروح کیے

بغیر باس کو خوش رکھیں

کسی کا ماتحت ہونا آسان نہیں ہے۔ ایک ایسے ماتحت کو اپنی عزت نفس کو مجروح کیے بغیر اپنے باس کو خوش رکھنا چاہیے۔ باس کی باتوں سے اقبال کرنا پڑتا ہے لیکن اگر شکاف ہو تو ایسے انداز میں ظاہر کیجیے کہ اس کی طبیعت پر یہ بات ناگوار نہ گزرے۔ یہ سب کچھ بہت مشکل ہے اگر باس تک چڑھا ہو تو معاملہ اور بھی پیچیدہ اور تکلیف دہ ہو جاتا ہے اسکی ہی باتیں اس باس کے لیے بھی کہنی جاسکتی ہیں جو وقت کا پابند ہو اور ہر کام اپنی مرضی کے مطابق وقت پر چاہتا ہو۔

خود کو عمدہ مثال بنائیے

اگر آپ خود کو ایک ایسے پیدر کے طور پر منوانا چاہتے ہیں تو خود کو ایک عمدہ مثال بنیے۔ وقت کی پابندی کیجیے۔ اصولوں اور پاسداری پر سختی سے عمل کیجیے۔ آپ جو کچھ اوروں سے چاہتے ہیں اس پر خود ضرور عمل کیجیے۔

مندرجہ ذیل اصول اپنا کر آپ بھی اپنے باس کو خوش اور مطمئن کر سکتے ہیں اور اپنے اور باس کے تعلقات و خوش حواری بنا سکتے ہیں۔

اپنے باس کو جانیں

ایک بہتر تعلق اور ہم آہنگی کے لیے ضروری ہے کہ آپ کو اپنے باس کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات ہوں۔ اس کی شخصیت کے مثبت اور منفی پہلوؤں سے آگاہی حاصل کیجیے۔ یہ اگرچہ آسان کام نہیں ہے مگر اتنا مشکل بھی نہیں ہے، آپ یہ دیکھیں کہ وہ آپ سے کیا توقعات رکھتے ہیں کسی مسئلہ کو کس طرف نمٹانا پسند کرتے ہیں اور ان کے کام کرنے کا طریقہ کار کیا ہے۔ اس کا مشاہدہ کریں اور خود کو اس کے مطابق ڈھالیں۔ اس سے نہ صرف تعلقات میں بہتری ہوگی

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی منصوبے پر عمل کرنے کے لیے آپ کی اپنی رائے ہوتی ہے مگر باس کے کہنے پر کچھ اور باتوں پر عمل کرنا پڑتا ہے۔ ایسے میں آپ کسی پر بھی اپنی ناپسندیدگی کو ظاہر کرنے کی کوشش کیے بغیر اس کام کو چیلنج سمجھتے ہوئے پورا کریں۔

خود کو مضبوط بنائیے

کام شروع کرنے سے پہلے آفس کے حالات، جاہ کی نوعیت اور دیگر مسائل کو زیادہ سے زیادہ جاننے کی کوشش کیجیے۔ سست رفتاری کے ساتھ موٹی موٹی باتوں کو جاننے کی کوشش کرنا ضروری ہے ساتھ ہی اپنے

ذہن صاف رکھیے

کریں۔ یاد رکھیے کہ انکساری سے آپ کی عزت نفس
مجروح نہیں ہوتی ہے بلکہ اس سے فائدہ ہوتا ہے۔

لگائی بجھائی نہ کریں

اپنے پاس کے سامنے دوسرے اسٹاف کی خامیوں
کا تذکرہ نہ کریں۔ اکثر پاس اپنے اسٹاف سے مکمل طور پر
آگاہ ہوتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ کون کیا کر رہا ہے اور
کون ایسا ہے جو مفت کی کھارہا ہے۔ جب تک پاس آپ
کی رائے خود نہ پوچھے کبھی اپنی رائے کا اظہار نہ کریں اور
جب کریں تو ایمانداری کے ساتھ۔

سچ بولیں

اگر آپ سے غلطی ہو جائے تو غلط بیانی سے کام
لینے کے بجائے پاس سے سچی بات کہہ دیں۔ اپنی غلطی کا
احساس کریں۔ جس قدر شائستہ انداز میں اپنی کوتاہی کا
اعتراف کر سکتے ہیں کیجیے۔

آپ کی غلطی سے جو مسائل پیدا ہوں گے ان کو
فہم کرنے کے لیے تیار رہیں اور ذمہ داری قبول کیجیے۔
اپنے کیے کا الزام کسی اور پر دھرنے کی کوشش نہ کریں
اگرچہ پاس ابتداء میں آپ پر ذمہ ہو گا مگر بعد میں آپ
کی سچائی کی تعریف کرے گا اور آپ کی عزت اس کے
دل میں بڑھ جائے گی۔



بلکہ کوئی اختتامی مسئلہ درپیش ہو تو اس کے منفی اثرات
بھی مرتب نہیں ہوں گے۔

اپنا کام نفاست سے کیجیے

ایک ماتحت ہونے کی حیثیت سے آپ کا یہ کام ہے
کہ آپ سلیقہ اور نفاست سے متعلقہ کام کو نمٹائیں۔ کام
میں کوتاہی نہ کریں اور آن کا کام کل پر ہرگز نہ ڈالیں۔

پر جوش بنیے

اپنے کام میں دلچسپی ظاہر کیجیے اور یہ بھی ظاہر کیجیے
کہ پاس کے ساتھ کام کر کے آپ بہت خوش ہیں۔ پاس
اگرچہ بڑا ہوتا ہے قابل ہوتا ہے مگر ضروری نہیں کہ
اس کا ہر آئیڈیا درست ہو۔ اس لیے پاس میں ہاں ملانے
کے بجائے شائستہ انداز میں غلطی کی نشان دہی کیجیے۔
اگر کسی بات کے بارے میں آپ کچھ محسوس کرتے ہیں
تو اپنے پاس کے غم میں لائیے۔ ایسا کرتے وقت
ڈیپٹی مین ٹون سے کام نہیں۔ خود کو پر جوش ثابت کیجیے۔
پاس آپ سے جو توقعات رکھتا ہے اس پر پورا اترنے کی
کوشش کریں۔

منکسر المزاج بنیے

محاسبہ کرتے رہیں اور پاس سے تعریفی کلمات کو
اپنے حواس پر حاوی نہ آئے ہیں۔ کسی کام سے خوش ہو
کر اگر پاس شایستگی دے تو انکساری کے ساتھ قبول

ماں کا دودھ پینے والے بچے
دوسروں سے زیادہ ذہین ہوتے ہیں۔

طبی ماہرین نے کہا ہے کہ ماں کا دودھ پینے والے بچے دیگر بچوں
کے مقابلے میں زیادہ ذہین ہوتے ہیں، ماں کے دودھ میں موجود
"فیش ایسڈز" ذہن کی نشوونما کے لیے کلیدی کردار ادا کرتے ہیں
اور یہ ممکنہ طور پر بچوں کی ذہانت کی وجہ ہے۔

بچے خوف زدہ کیوں ہوتے ہیں.....؟

یہ رویہ بچے کو کسی بھی وقت بہت زیادہ خوف زدہ کر سکتا ہے۔ والدین کا رویہ ہمدردانہ اور شفقت بھرا ہونا چاہیے لیکن بچے کو ذرا ٹھنڈ کر رکھنا بھی ضروری ہے ورنہ وہ خود سری میں مبتلا بھی ہو سکتا ہے۔
تھوڑا بہت خوف بچے کے دل میں بہت ضروری

بچپن کے دور میں بچے کے ذہن پر کسی بات کا خوف مسلط ہو جائے تو پھر عموماً اس کی ساری زندگی اس خوف میں بسر ہوتی ہے۔ خوف کے ماحول میں پلے ہوئے بچے زندگی کے ہر موڑ پر ذرا ذرا سی بات پر خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔ بچوں کی تربیت میں یہ نکتہ پیش نظر



رکھنا بہت ضروری ہے کہ خوف زدہ بچے بڑے ہو کر نئی قسم کے انسیٹیو مسائل اور خود اعتمادی کی کمی میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ بچوں کو مناسب آزادی اور اچھا ماحول فراہم کرنا والدین کا اولین فرض ہے۔ بچوں کو بعض قسم کے اختیارات بھی دینے

ہے تاکہ وہ بے راہ روی اور غلط قسم کی حرکتوں کا مرکب نہ ہو سکے۔ لیکن آپ کی تربیت کا انداز کچھ اس طرح کا ہو کہ بچہ خوش رہے باک اور الجھنوں سے پاک زندگی بسر کر سکے۔ بچے کسی خوف میں مبتلا ہو تو اس کا علاج کچھ مشکل نہیں اپنے بچے کو تھیلے کا سامان اور موزوں ساٹھی تلاش کرنے میں مدد دیجیے اس کے جانکڑھانوں کا اتنا اہم کیجیے۔ آرام دہ ماحول اور پرسرت فضاء میں پلنے والے بچوں کو ذرا ذرا سے خواب کم دکھائی دیتے ہیں وہ زندگی میں بات بات پر ڈرنا سے خوف زدہ نہیں

تاکہ وہ انہیں استعمال کرنے اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کر سکیں۔ صحت مند تربیت سے بچوں میں ذرا ذرا سے خواب دیکھنے کا امکان بھی بہت کم ہو جاتا ہے اور بچے بستر میں پیشاب بھی نہیں کرتے۔ بعض بچے قسطاً بہت زیادہ حساس یا ڈر پوٹ ہوتے ہیں۔ ذرا سی بات یا غلطی پر ان کے ذہن خوف سے بوٹھل جاتے ہیں اور طرح طرح کے وہم اور خدشے ان کے دل میں پیدا ہونے لگتے ہیں۔ بچوں سے اکثر اوقات پیسے چھو جاتے ہیں یا کوئی چیز لوٹ جاتی ہے تو ان کا دل بہت زیادہ مار پیٹ کرتے ہیں۔

نفرت یا بد۔ نینے کے جذبات پر وہ ان چڑھتے ہیں۔ جب کبھی بھی اس کو موقع ملے گا وہ اپنی نفرت کا اظہار خواہ وہ باپ کے رویے سے ہو یا ماں کے، منفی طریقہ اختیار کر کے کرے گا۔ والدین کو چاہیے جھنجھڑے کا اظہار یا توڑ پھوڑ، برتنوں کا پھینکنا بچوں کے سامنے نہ لکھن نہ کریں۔ اس طرح خوف بچے کے ذہن پر بری طرح مسلط ہو جاتا ہے اور وہ ذہنی مریض بھی بن سکتا ہے۔

خوف زدہ بچے ذہنی امراض میں مبتلا بھی ہو سکتا ہے ناخواندگی کے باعث مانع بچوں کو باپ کی سخت عادت یا جن بھوت کی باتیں کر کے خوف زدہ کرتی رہتی ہیں۔ ابتدائی پانچ سالوں میں بچے کو خوف و ہراس کے ماحول سے دور رکھیں۔

چھوٹی عمر میں بچے عام طور پر خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔ ایک ماہر کا کہنا ہے کہ تین برس کی عمر تک بچے کی جذباتی زندگی کی بنیادیں تقریباً نصف طور پر مضبوط ہو جاتی ہیں۔ یعنی اس عمر میں والدین جس انداز میں چاہیں، بچے کو دیکھائیں۔ جن میں یہ وہ عمر ہے کہ اگر والدین چاہیں تو بچے کو متوازن شخصیت والے نڈر، بالغ کی صورت پر وہ ان چڑھائیں یا ایک ایسا غصیلا بنیں اور بڑوں کو جو ان بنائیں جس کی تمام زندگی صریح صریح کے خوف اور ڈر سے سمیٹھی تڑپے۔

عامی اور بصحت کے زیر اہتمام بچوں کی نفسیات پر ایک تحقیق کی گئی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نیل اٹلیز زندگی میں تخلیق مچانے والے واقعات بچوں کو بچپن میں بہت زیادہ نقصان پہنچاتے ہیں اور ان کی آئندہ بالغ زندگی میں بھی مسرت، مطابقت، توازن اور کامیابی کے امکانات کو کم کر دیتے ہیں۔

دو تہی والدین کے خوف سے گھروں سے بھاگتے ہیں گھروں سے بھاگنے والے بچے اکثر خوف اور تشدد کے تحت ایسا کرتے ہیں ذرا سا خوف ان کی ساری زندگی کو تباہ کر دیتا ہے اور اسے معاشرے میں بھی عزت کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ بس اوقات بچے کو یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ وہ گھر اور مدرسے کے ماحول میں بندھا ہوا ہے۔

جب یہ صورتحال پیدا ہو جائے تو محرومیت اور خوف کا احساس اس کے ذہن کو خوف میں مبتلا رکھتا ہے اور مایوسی بھرنا حوال اس کی شخصیت کی مناسب نشوونما کو بہت متاثر کرتا ہے بے جا پابندیوں کے باعث انہیں ان کے مزاج کے مطابق نت نئی میسر نہیں آتی کہ وہ آزادی سے کھیل سکیں۔ قدم قدم پر ان کو یہ دھڑکا گیا رہتا ہے کہ اگر یہ کھیل کھیلنا تو بھڑکیاں کھانی پڑیں گی۔ لہذا وہ آزادی کا خواہشمند ہوتا ہے۔ کچھ بچے مسلسل خوف اور بزرگوں کے تکلیف دہ رویے کی وجہ سے ذہنی امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً بعض بچوں کو نیند میں بڑبڑانے کا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ یہ پھر وہ ڈراؤنے خواب دیکھنے لگتے ہیں۔ کچھ بچوں کا پیشاب رستہ پر خفا ہو جاتا ہے۔ لہذا بچوں کو اس تشویشناک صورتحال سے بچانے کے لیے والدین کو چاہیے کہ وہ محبت و شفقت کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیں اور نہ ہی اس قسم کا رویہ اختیار کریں جس سے بچے خوف زدہ رہے۔ والدین کے جھنجھڑے بھی بچوں میں خوف پیدا کرتے ہیں یہ تو کم از کم وقت مار پیٹ، چیخ و پکار، بچے کو ذہنی طور پر منفلوج کر دیتی ہے۔ ایسے بچے کی کئی صدائیں ہیں پر وہ انہیں چہنہ پاتیں۔ گھر میں لڑائی جھگڑے کے ماحول میں پلنے والے بعض بچوں کے ذہن میں دو سببوں پر عدم اعتماد،

نورانی پبلسٹ

ہوتا ہے۔ اکثر خوف کے باعث کئی ذہنی بیماریاں بھی جنم لیتی ہیں۔ بچپن کے خوف بالغ زندگی میں دیوانگی کی صورت میں بھی نمودار ہوتے ہیں۔ بچوں کو کسی حد تک سمجھ ضرور ڈرائیو، کیونکہ یہ بہت ضروری ہے کہ بعض ایسے خوف ہیں جن کا بچوں میں موجود ہونا نازی ہے۔ مثلاً نقصان دینے والے مشاغل اور ضرور رساں اشیاء پر بے سوچے سمجھے ہاتھ ڈال دینے کے خوف مفید ہوتے ہیں۔ نکلنے کے تاروں، ریڈیو، ٹی وی کے سوئچ وغیرہ کو چھونا۔ زہریلے جانور کی غلامت سے دور رہنا ضروری ہے۔ ان تمام باتوں کو آسان فہم زبان میں بچوں کو سمجھایا جائے کہ ان کو چھونا نہیں چاہیے۔ اس قسم کی تربیت سے بچوں میں صحیح حالت سمجھنے کی فرہست پیدا ہو جاتی ہے اور وہ فوراً بھانپ لیتے ہیں کہ کس خطرے سے دور رہنا ہی بہتر ہے۔

خوف کی مناسب روک تھام علاج سے بدرجہا بہتر ہے۔ بچوں میں ڈر اور خوف کا پیدا ہونا اسی حد تک درست ہے جہاں معاشرتی برائیوں کے پیدا ہونے کا امکان ہوتا کہ بچے معاشرتی برائیوں کی لپیٹ میں بے خوفی کے سبب نہ آجائے۔ بچے خوف آدمی کو بزور اور کم ہمت بناتا ہے۔



آپ کو کتنا شکر ہے؟
 آپ کا بہت بہت شکر ہے.....
 اپنے عزیزوں اور دوستوں کو اپنے اس
 پسندیدہ رسالے کا تحفہ دیجیے۔

بچوں کو بے جا خوف سے نجات دلانا ابتدائی تربیت کا اہم پہلو ہے۔

والدین کے غلط رویوں کے باعث یہ خوف بچے کے دل میں گھر کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ مومن گھروں میں والدین بچے کو منع کرنے کی غرض سے کہہ دیتے ہیں کہ خبردار ایسا کیا تو ڈان پکڑ لے گی۔ باپا پکڑ کر لے جائے گا۔ ایسے طریقوں سے بچے کے ذہن میں ڈر خوف بلاوجہ گھر کر جاتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ بعض اوقات بچے کھیلتے کھیلتے کسی ایسی چیز کو پکڑ لیتے ہیں جس کے ٹوٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو کچھ گھروں میں ایسے دم چٹکار کر بچے کو روکنے کی کوشش کی جاتی ہے اور خوفناک چیخ کے باعث وہ چیز خود بخود گر کر ڈٹ جاتی ہے۔ جس سے بچے مزید خوفزدہ ہو جاتا ہے۔ ان یہ کام بیکار اور آہستہ لہجے میں بھی کر سکتے ہیں۔ تاکہ بچے ٹوٹنے والی چیز کو دوبارہ نہ چھوئے۔ اکثر ماںیں بچے کو کسی کام کی بات پر ناراض ہو کر اسے بری طرف مارتی ہیں۔ اس طرح بچے کو جسمانی تکلیف ہوتی ہے اور بچے اس قسم کی تکلیفوں سے بہت سمجھتا ہے۔ ماں کو یہ سوچ کر سکون تو میسر آجاتا ہے کہ بچے اس پٹائی سے خوف کھانے لگا ہے، مگر اس کو شاید یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس طرف اس کی جذباتی زندگی بڑھ کر رہ جاتی ہے۔ بچوں کی ذہنی زندگی کا تجربہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ان کے بیشتر خوف اسی طرح کی نتھی نتھی باتوں سے پیدا ہوتے ہیں۔

گھر کے دیگر افراد اور نوکروں کو یہ ہدایت کرنی چاہیے کہ وہ بچے کو جن، بھوت، چڑیل وغیرہ سے ڈرانا نہ توہمیلیاں دیں، نہ ہی کچھ بتائیں۔ اس سے ان میں خوف کے علاوہ توہمناہ ذہنیت کی بنیاد پڑ جانے کا خطرہ

عظیہ

کے اعتماد کے ساتھ

موٹاپے سے نجات

ہرٹل ٹیبلٹ

مہرز لین



بڑھا ہوا پیٹ گھٹانے وزن کم کرنے کے لئے
قدرتی اجزاء سے تیار کردہ عظیمی کی ہرٹل ٹیبلٹ مہرز لین

عظیہ کی تیار کردہ ہرٹل پروڈکٹس قریبی اسٹور سے طلب فرمائیں۔

کراچی: فون: 021-36604127

Scanned By Amir

تھوڑی سی سمجھداری سے

اثرات نو بیوی بتا جوڑے پر پڑتے ہیں۔ شادی، مرد اور عورت کی نئی زندگی کا آغاز ہوتی ہے۔ ایسے میں وہ ایک دوسرے کو سمجھنے کے لیے زیادہ سے زیادہ وقت

ساس بیوی کا رشتہ مثالی ہو سکتا ہے

ایک دوسرے کے ساتھ گزارنا چاہتے ہیں۔ لڑکی اپنا گھر چھوڑ کر دوسرے گھر آتی ہے تو وہ بھی مرد کی توجہ کی خواہش مند ہوتی ہے تاکہ وہ نئے ماحول کے مطابق خود کو ڈھال سکے۔ ایسے میں جب مرد کی توجہ بیوی کی طرف مرکوز ہوتی ہے تو بعض مائیں توجہ کا یہ بخوارہ

برداشت نہیں کر پاتیں۔ وہ نفسیاتی طور پر نقص انداز ہونے کا زہر دار ہو کر رہ جاتی ہے جبکہ بعض اوقات اس کے برعکس بھی

ہوتا ہے۔ لڑکی بیدار کے بعد نئے ماحول میں قدم رکھتی ہے۔ انہیں ماحول اور ساس کی حسرت پر حکمرانی اس لڑکی کو بھی نفسیاتی طور پر متاثر کرتے ہیں اور بعض بیویوں ساس سے نامعوضہ دشمنی محسوس کرنے لگتی ہیں۔

نیافرورہن کر جب ایک لڑکی ایک گھر لے کر داخل ہوتی ہے تو اس گھر کے مالک کی مائیں زندگی میں تبدیلی

ساس بیوی کی پیشکش پرانی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب میں بیوی تو مجھے ساس اچھی نہ ملی اور جب میں ساس بنی تو مجھے بیوا اچھی نہ ملی۔ اس بات کا فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے کہ کون صحیح ہے اور کون غلط۔ ہر کوئی خود کو حق بجانب قرار دیتا ہے۔ کبھی کبھی تو زبانی نقشش اتنی بڑھ

جاتی ہے کہ فریقین ایک دوسرے کے جان کے درپے ہو جاتے ہیں۔ اس تناؤ اور ترائی میں سب سے زیادہ مرد کی ذات

متاثر ہوتی ہے۔ اس کے لیے دونوں رشتے اہم ہوتے ہیں۔ ایک طرف ماں کا قابل احترام رشتہ جس نے زندگی کی سختیوں جھیل کر اس کو معاشرے کا اہم فرد بننے کے قابل بنایا تو دوسری طرف بیوی کا رشتہ جو اس کے دکھ درد کی ساتھی ہوتی ہے اور اس کے بچوں کی ماں کا درجہ پانے کے بعد مزید معتبر ہو جاتی ہے۔

بعض اوقات ساس، بیوی کے رشتے کے سناؤ کا آغاز

شادی سے پہلے ہی ہو جاتا ہے۔ رشتے طے پانے کے وقت میں ہی بانٹ کر مہمانی کی باتوں پر دونوں سسرانوں میں۔ ہمیشہ جنم سے لیتی ہیں۔



مئی 2015ء

Scanned By Amir

لیے اصول اور بے پایاں ہوتی ہے اور بیٹے پر اجارہ داری کا احساس صرف ایک دن کی بات نہیں بلکہ یہ برسوں پر محیط ایک قدرتی عمل کا نتیجہ ہے۔ اس سے آئندہ دم دست کش ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوتا ہے۔ اس لیے ساس کو اگر یہ احساس دلایا جائے کہ آپ ان سے بیٹے کی محبت اور توجہ چھیننے نہیں آئیں بلکہ اسے تسلیم کرتی ہیں اور آپ کی وجہ سے اس میں کمی نہیں ہوگی بلکہ مزید اضافہ ہوگا تو بے شمار مسائل جنم ہی نہیں لیں گے۔

ساس اور بہو کا رشتہ ایسا ہے جسے اگر سمجھ بوجھ سے نبھایا جائے تو یہ بہت اچھا بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس میں گھر کا سکون پوشیدہ ہے۔ دراصل لڑکیوں سسرال والوں کی ذرا سی بات کو بھی برواشت نہیں کرتیں اور ذرا ذرا سی بات پر اپنا موڈ خراب کر لیتی ہیں۔ حالانکہ ان کو سچا چاہیے کہ اگر ساس نے کسی بات پر ٹوکا ہے یا کوئی بات کہہ دی ہے تو اس کو قطعاً سمجھنے کی بجائے اپنی غلطی کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ مائیں بھی اپنی بیٹیوں کو ڈانٹ دیا کرتی ہیں تو اگر ساس نے کوئی بات کہہ دی تو ان کو بزرگ سمجھتے ہوئے ان کی بات کا احترام کریں۔

آپ اپنی ساس سے پیار اور اتفاق سے رہیں گی تو آپ کی ساس کے پاس ٹرنے کا کینہ جو از رہ جائے گا۔ ساس اور بہو کے جھگڑے تب ہوتے ہیں کہ جب بہو ساس کی برابری کرنے لگتی ہے۔

تین دو تین ہاتھوں سے بھتی ہے اس لیے ساس اور بہوؤں دونوں کو گھریلو سکون کے لیے اعلیٰ قدرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک دوسرے سے اچھا سلوک کرنا چاہیے تاکہ یہ رشتہ پائیدار اور مضبوط رہے۔



آجلی ہے۔ نیا فرد ایک نیلماحون پیدا کرتا ہے۔ اس کی آمد ساسن جھیل میں پھینکے جانے والے پتھر کی سی ہوتی ہے۔ ایسے میں ساس کو اس بات کا اور اہم ہونا چاہیے کہ بالآخر اس پتھر کو ذرا سی پھل چھل چھل کر اس جھیل کا حصہ بن جاتا ہے اور آپ کے وضع کیے ہوئے طور طریقوں کو ہی اپنانا ہوتا ہے۔

تحمل ہی آپ کا ہتھیار ثابت ہوگا اور آپ کے اصول ہی اپنا راج بنانے رکھیں گے۔ مگر ساس کو بھی نئے زمانے کے تقاضوں کو اپنے اور اپنی ساس کے زمانے کے اصولوں سے بدلنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ بلاشبہ یہ ایک مشکل کام ہے کیونکہ جزیشن گیپ کا مسئلہ ازل سے موجود ہے اور اب تک رہے گا لیکن اگر ابتدا میں ساسیں دل وسیع کر کے بہوؤں کے ساتھ محبت اور سلوک سے پیش آئیں اور انہیں نئے ماحول میں ایڈجسٹ ہونے کے لیے ہاتھ وقت دیں اور چھوٹی موٹی غلطیوں پر درگزر سے کام لیں تو یہ نہ صرف ذاتی طور پر ان کے لیے نئی زندگی کا ابتدا کرنے والے جوڑے خاص کر ان کے اپنے بیٹے کے ذہنی اور دو سکون کے لیے بلکہ گھر بھر کے چین اور خوشی کے لیے ایک اچھی ابتدا ثابت ہوگا جو آئندہ زندگی میں بھی اپنا مثبت کردار ادا کرتا رہے گا۔ دوسری طرف لڑکی کو بھی یہ حقیقت جان لینی چاہیے کہ سسرال کا ماحول آپ کے والدین کے گھر کے ماحول سے مختلف ہے وہ گھر جہاں آپ نے زندگی گزاری ہے جہاں کے اصول آپ نے اپنائے ہوئے ہیں اب وہ اس نئی دنیا میں نہیں چل سکتے۔ ایک نہ ایک دن آپ کا راج ہوگا مگر اس کے لیے آپ کو خدمت اور محبت کے جذبوں سے کام لینا ہوگا۔ نئی نویلی بہوؤں کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ماں کی محبت اپنی اولاد کے

صحت و علاج مزاجی



آج دنیا بھر میں ہزاروں متبادل طریقہ ہائے علاج موجود ہیں۔ ان میں رنگ، روشنی، موسیقی، سانس، مقناطیس، ہتھرو جو اہرات، پانی، خوشبو اور جڑی بوٹیوں سے علاج وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ یوگا، ریکی، مراقبہ، انکو ویکچر، ایکوپنچر، ریفلیکسولوجی، پیسو تھراپی، شیا تسو، ایگزٹنڈر تکنیک، آیوروید، فینگ شوئی، ٹائی جی، آریڈیولوجی، کانسٹیبلوٹی، مساج، کی کونگ وغیرہ بھی متبادل طریقہ علاج میں شامل ہیں۔



فینگ شوئی

Feng Shui 風水

فینگ شوئی ایک قدیم سائنس ہے۔ اس کا تعلق چین سے ہے۔ فینگ شوئی کے ذریعے تزئین و آرائش میں معمولی تبدیلی سے فطرت کے اصول آپ کے گھر یا کام کی جگہ میں رو بہ عمل ہو سکتے ہیں۔ اس سے ذہنی یکسوئی کے ساتھ ساتھ آمدنی میں بھی نمایاں اضافہ ہو سکتا ہے۔
روحانی ڈائجسٹ کے قارئین کے لیے ان صفحات پر چین کے معروف متبادل طریقہ علاج فینگ شوئی پر تحریر۔



Scanned By Amir

پندربوان حصہ

گزشتہ سے پیوستہ

”خیریت تو ہے...“ منان کو اس طرح سر جھکائے بیٹھا دیکھ کر آذر فوراً سنجیدہ ہو گیا۔ اس کے سوال پر بھی منان کی نظریں میز پر پڑی فائل پر جمی تھیں۔

”ہیلو سر آر یو ہیئر“ آذر اس کے کان میں چیخا۔ جواب میں منان نے اسے غور کر دیکھا اور فائل اٹھا کر روٹی کی ٹوکری میں پھینک دی۔

”ارے ارے یہ کیا کر رہے ہو بھائی... یہ تو ہمارے نئے کنٹریکٹ کی فائل تھی ناں... یہ اس کی جگہ نہیں ہے ڈیئر...“ آذر جلدی سے جھک کر فائل نکالنے لگا۔

”کرہے دو اسے“ منان نے اس کا ہاتھ روک دیا۔ ”بھئی اس کی شے جگہ ہے۔“

”آپ کا مطلب ہے کہ...“ آذر ایک دم سے سنجیدہ ہو گیا۔ اب منان کے چہرے کا رنگ آذر کے چہرے پر تھا۔

”ہاں...“ بھشکل اس کے حلق سے نکلا ”ناٹ آئین،“ آذر منسیاں بچھتے لگا۔

”انکل بیگ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ اپنے وعدے سے کیسے پھر سکتے ہیں۔“ آذر نے جیب سے سیل نکالنا اور نسی کا نمبر داس کے کرنے لگا۔

”ناٹ ریسوٹنگ...“ دوکان سے اگے اگے منان کی طرف دیکھ کر جو۔

وہ وہپ سے سرنی پر بیٹھ گیا۔ منان کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تیرتی۔ ”بو نمہ بیٹ صاحب اور ان کے وعدے...“ وہ بڑبڑایا۔

مگر اس سے آذر کا چہرہ مزید نال ہو گیا۔

جی دوستو!... آپ سب کا روحانی ڈائجسٹ کی اس کوشش کو پسند کرنے اور سراہنے کا بہت بہت شکریہ۔

یقین کیجئے ہمیں بہت خوشی اور طمانیت کا احساس ہوا جب ہمیں فیس بک پر آپ کی آراء ملیں کہ آپ ان معلومات سے خود بھی مستفیض ہو رہے ہیں اور اپنے گھر والوں اور دوستو کو بھی اس سے فائدہ پہنچا رہے ہیں۔

گذشتہ قسط میں ذاتی ہوائی نمبر اور اس کی کیٹولیشن سے متعلق آپ کو مختصر معلومات فراہم کی گئیں۔ اب کوشش کرتی ہوں کہ پچھلے حزیہ تفصیل آپ تک پہنچا سوں۔ اس کا آغاز کرتی ہوں ایک کہانی سے۔

شایینہ جمیل

”مجھے لگتا ہے آپ کو کوئی غم لاحق ہوئی ہے۔“

”سر پلیز ایمر اس پر مزید بات کر سکتے ہیں۔“ منان نرمی سے بولا۔

”سوری بیٹ بولنے، انٹرویو ایٹ ناؤ۔ پورے اپنا ڈسٹیشن لے چکا ہے۔“

”بٹ انگل...“ اس کی بات نہ مڑتی ہونے سے پہلے فون رکھ دیا گیا تھا۔

غصے سے اس کی کان کی ٹوپیں سرخ ہو گئیں، ”کوئی نہیں...“ اس نے ریسپورڈ ریڈل پر جھٹکا دیا۔

”بیو... بیو...“ دروازے سے آواز آئی اور چمکتا ہوا فریٹس موبو میں اندر داخل ہوا۔

عمر منان کی پوزیشن میں کوئی فرق نہیں آیا تھا وہ یہ نہیں سوچ رہے تھے۔

کنٹر ایکٹ ہے جو منع ہوا ہے۔ یہ میں ایسے انگل سے پوچھوں۔“ آذر غنٹے سے چلایا
 ”تمہیں کیا لگتا ہے۔ مجھے بزنس کا کوئی تجربہ نہیں یا تم اس کاروبار کے بارے میں مجھے سے زیادہ جانتے ہو۔“ دو چلایا
 ”ہاں مجھے تو اب یہی شک ہوتا ہے کہ وہ بد تمیزی سے بولا۔“

”آذر....! تمہیز سے بات کرو تمہارا بڑا بھائی ہوں میں۔ اس نے تمہارا گھانے کی و شش کی مگر اسی لمحے دروازہ کھلا اور دو دو صاحب اندر داخل ہوئے۔ مگر کمرے کا ماحول حد درجہ گرم دیکھ وہیں دروازے پر کھڑے رہ گئے۔“

دونوں بھائیوں میں شاید ابھی اتنی تمیز باقی تھی یا شاید سب سے سسٹیم اور واہ کے انتہائی قریبی ساتھی ہونے کی وجہ سے دو دو صاحب کا احترام دونوں کے اندروں میں بہت تھا۔ مرن کا ہاتھ دینے کا وہیں رک گیا۔ ان کے جلدی سے اپنا ہاتھ نیچے کر لیا اور مرن انہیں سلام کر کے کسی فائل پر جھک گیا۔
 ”ہٹینڈ السلام۔“ وہ جلدی سے فائل لے کر آگے بڑھے۔ انہوں نے کچھ بھی پوچھنا مناسب نہ سمجھا۔ صرف نظروں سے گذارتے ہی گزر گئے۔
 ”اچھا ہوا تم دونوں یہاں موجود ہو۔ ان کاغذات پر تم دونوں سے دستخط لینے تھے۔“ انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جیسے کچھ نہ دیکھنا محسوس کیا۔
 مگر پھر بھی دونوں بھائی جبراً انہیں نہ مسکراتے۔
 ”انگل ابھی نہیں۔ ہم پندرہ روز بعد یہ کام کر لیتے ہیں۔“ مرن شاید ان کاغذات کو پڑھنا چاہتا تھا۔
 ”ہاں ہاں!... کوئی مضائقہ نہیں۔ میں بعد میں

سن مائی کال۔“ وہ سیل فون کو گھومنے لگا
 ”رہنے دو کوئی فائدہ نہیں۔“
 ”مگر یہیں آخر وجہ بھی تو پتہ چلے۔“ مرنان تشویش سے بولا۔

”آپ سے ان کی کیا بات ہوئی ہے۔“
 ”کچھ خاص نہیں.... اس میں کہ بورڈ نے کسی ملٹی نیشنل کو ترجیح دی ہے اور ٹریڈنگ میں ہمارے پوائنٹس ان سے خاصے ہیں۔“
 ”اور بیٹ انگل....“

”میرے بیٹے انگل سے ہی ہوئی تھی۔ ہی ریفریو سٹوڈنٹی پر پورٹل۔“ مرنان آذر کی بات کاٹ کر ایک ایک لمحہ جھانک کر بولا۔

”آئی کانت بلووس۔“ آذر نے میز پر گھونسا مارا
 ”ابھی پچھلے ہفتے ہی میری ڈیٹیل سے بات ہوئی۔ میں یہ پور جانے سے پہلے سب فیئل کر کے گیا تھا۔ تب تو انہیں کوئی اعتراض نہ تھا۔ انہیں پایا کی ساکھ کا ٹی بی ایمین تھا۔ اور اب....“
 ”یہی بات مجھے بھی سمجھ نہیں آ رہی۔ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے بار بار۔“ مرنان پریشانی سے بولا۔

ان کی اس بات پر مرنان کچھ دیر اسے گھورتا ہوا
 ”آئیے تو آپ ہی بہتر بتا سکتے ہیں۔“
 ”آذر کے اس انداز پر مرنان تھپتھپا کر
 ”مضبوط ہے تمہارا۔“
 ”مضبوط صاف ظاہر ہے۔ میں آپ سے پوچھ رہا ہوں کہ شریٹ ہاتھ سے ایسے نکل بیٹ انگل نے انگارے کیوں کیا۔“

”آئیے تو تم اپنے بیٹے انگل سے پوچھو جا کر۔“
 ”مرنان بھائی کچھ چار مہینوں میں یہ پانچواں

اس وعدے کا خیال آجاتا ہے کہ کبھی مشکل وقت میں ان کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ یہ کہتے ہوئے ان کی آنکھیں ڈبڈبانی لگیں۔ والد کے اچانک ذکر نے دونوں کو بھی جذباتی کر دیا۔

”میں جانتا ہوں ہماری کبھی مسلسل مشکلات سے دوچار ہے۔ تمہارے والد کی اچھی ساکھ اور کاروباری دنیا میں نام ہونے کے باوجود کنٹریکٹ مسلسل ہاتھ سے نکل رہے ہیں۔ اگر ایسا مزید کچھ دن اور چلتا رہا تو نجانے کیا ہو گا۔“ وود صاحب بہت کھل کر اٹھ بیٹھے بیان کرنے لگے۔

”ہاں انکل! یہی بات ہمیں بھی پریشان کر رہی ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ کہاں پر ابم آ رہی ہے؟... کیوں کنٹریکٹ فائنل ہونے سے پہلے ختم ہو جاتے ہیں۔“ آذر پریشانی سے بولا۔

”شاید ہماری اسٹریٹیجی صحیح نہیں۔“ منان بونا ”مگر یہ بھی تو نوٹس کیجئے کہ جو بھی کنٹریکٹ کینسل ہوا وہ کبھی وزٹ کے بعد ہوا۔“ آذر نے جواب دیا۔

”اگر اسٹریٹیجی صحیح نا ہوتی تو پرورد پوزن اسپٹ بھی نہ ہوتے۔“ آذر بلا جھجک بولے چلا گیا۔

”تو تم یہ کہنا چاہ رہے ہو کہ میری پبلک ڈینٹ صحیح نہیں ہے اور یہ کبھی مجھ سے سنہیں نہیں رہی۔“ منان وود صاحب کا خیال کئے بغیر چنچا پڑا۔

”ایسا میں تو نہیں سوچ رہا لیکن اگر آپ کہہ رہے ہیں تو....“

”آذر تمیز سے بات کرو، تم اپنی نمٹس کر اس کر رہے ہو۔“ اس کا صبر کلہا پتا نہ بھریز ہونے لگا۔

”رور کو.... ٹھہرو ذرا....“ وود صاحب جدی

آجاتا ہوں.... تم یہ کاغذات اچھی طرح پڑھ لو پھر دستخط کر دینا۔“ ان کے الفاظ ساہوہ لہجہ دھیمائے شائقی تھا۔ وہ قائل رکھ کر جانے گئے۔ ان کے چہرے سے صاف ظاہر تھا کہ انہیں اس رویے سے تکلیف پہنچی ہے۔

”ارے نہیں انکل۔ آپ بیٹھے ہم ابھی سائین کر دیتے ہیں۔“ منان نے اسے ٹھورا مگر پھر آذر نے سائین کرنے کاغذات منان کے آگے رکھ دیئے۔ اس نے آذر کو ٹھور تے ہوئے کاغذات پر سائین کر دیئے۔ کچھ دیر گہری خاموشی رہی۔

وود صاحب کاغذات سمیت کر جانے لگے۔ مگر پھر زرا دیر کے لئے ٹھہر گئے۔ ”اگر برائے نام تو کچھ پوچھوں....“ وہ ہمت کرتے بولے۔

”جی انکل پوچھیے۔“ منان یونہی سوچ میں م

بیٹھے بیٹھے بولا۔

”بیگ صاحب نے جس کنٹریکٹ کی بات کی تھی وہ فائنل ہو گیا ناں....؟“ وود صاحب کے الفاظ تھے یا آگ کے گونے دونوں کا مزاج دو پارہ دکھ گیا۔ منان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”نہیں وہ کینسل ہو گیا ہے۔ ان کے بورڈ نے وزٹ کے بعد اپنا ارادہ بدل لیا۔ اور کچھ؟....“ اس کے لہجے میں کڑواہٹ تھی۔

”تن نہیں“ وہ منان کا یہ انداز ضبط کر گئے۔

”ہات پتھ اور نہیں بس اتنی سی ہے کہ تمہارے پاپا مجھ پر بڑا بھروسہ کرتے تھے۔ وہ میرے پاس ہی نہیں اچھے دوست اور محسن بھی تھے۔“ وود

ڈھیلے پڑ گئے۔

”بس.... ان کے احسانات یاد آجاتے ہیں اور



سے اٹھ کھڑے ہوئے۔
مجھے ذرا باہر جانے دو پھر
ایک دوسرے کا سر پھاڑ
لیتا۔ وہ مزید کچھ کہے سے
بغیر باہر نکل گئے۔ منان
بھی آڈر کو گھورتا ہوا
گازٹی کی چابی لے کر باہر
نکل گیا۔ اور آڈر مٹھیاں
کھینچے بیگ صاحب کا نمبر
طے کی کوشش میں لگ گیا۔

کبھی بھی نہ آتے۔ میرا گھر بکھر چکا ہوتا۔ وہ
ماریوں سے بولیں۔

”یہ تو آپ بھی جانتے ہیں دونوں کی گھر میں بھی
کبھی نہیں بنی۔ گھر میں جب تک رہتے ہیں ہر بات پر
اختلاف ہر بات پر بحث.... انھوں نے ایک
ٹھنڈی آد بھری۔

”یہ بھی نہیں سوچتے کہ یہ بوڑھی ماں اب کیا
کرے گی۔ کس کے سہارے بنے گی۔ اس بوڑھی
ماں پر کیا زرق ہوئی ان کو اس طرح خراب کر۔“
وہ رو پڑتا۔

وہ صاحب اپنی نظروں میں شرمندہ سے سر
جھکائے بیٹھے رہے۔ ذرا دیر میں مسز مرزا نے خود
کو سنبھال لیا۔

”تو پھر اب اس کا کیا حل ہے؟“

”کاش میری سمجھ میں کچھ آتا۔ میں کیا بتاؤں
بھائی صاحب۔“

”بھابھی میری رائے میں تو دونوں کے مزاج
کھینچنے کی تباہی سے ذمہ دار بن رہے ہیں۔ اگر آپ
انھیں سمجھانے کی کوشش کریں تو شاید ماں کی بات



”بھابھی صاحبہ میرا آپ سے ملنا اشد ضروری
ہو گیا تھا.... آفس میں وہ دونوں بچوں کی طرح
لاڑتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ایک دوسرے پر الزام
تراشی سے باہر آئیں بولنا کو سمجھیں۔“

وہ صاحب آڈر اور منان کی والدہ مسز مرزا
کے سامنے موجود تھے۔ مسز مرزا سر جھکائے خاموشی
سے ان کی باتیں سنتی رہیں۔

”آپ کچھ کہیں بھابھی۔“ وہ صاحب پریشانی
سے بولے۔ ”میرا یقین ماننے میرا مطلب ہرگز بھی
آپ کو پریشان کرنا نہیں تھا۔“

”اگر بات حد سے آگے نہ بڑھتی تو یقین کیجئے یہ
باتیں میں آپ کو کبھی بھی نہ بتاتا۔ مگر کیا کیا
جائے....“ وہ اپنی صفائی پیش کرنے لگے۔

”نہیں آپ ٹھیک کہہ رہے بھائی صاحب۔
دونوں کے مزاج میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ یہ
بات کسی سے ذمہ کیجی بھی نہیں ہے۔ اگر مرزا
صاحب کی وصیت نہ ہوتی تو شاید دونوں ساتھ کام

”ٹھیک ہے بھابھی آپ کی اجازت ہے تو میں کل
جی ملاقات کا بندوبست کرتا ہوں، مگر آپ بھی دونوں
ساتھ بہت کرنے کی کوشش ضرور کیجیے گا۔“

دو دو صاحب ان کو تسلی دیتے ہوئے چلے گئے
اور مسز مرزا اپنی اولاد کے لئے گڑ بٹھا کر دعائیں
مانگتے تھیں۔

دوستو! مٹان اور آڈر کے حراج میں یہ فرق
کس طرح دور ہوا ان کی کہانی کی ساکھ سے بھاس ہوئی
انہیں دوبارہ آڈر ملنے کیوں شرم ہونے لگی
یہ ہم اگلی قسط میں انشاء اللہ تفصیلاً سے
بتائیں گے۔

فینگ شوئی کے بارے میں آپ ہمارے فیس
بک سے نیچے دیئے گئے لنک سے معلومات حاصل کر
سکتے ہیں اور ہمیں اپنے تاثرات سے آگاہ
بھی کر سکتے ہیں۔

Facebook.com/ FengShui.Pk.AIMS
(جسارتی ہے)



انہیں سمجھ میں آجائے۔“
”لیکن میں کیا کروں۔“ وہ بے بسی سے ان کی
طرف دیکھنے لگیں۔

”میں تو بس ان کے لئے دعا کر سکتی ہوں۔“ ان
کی آنکھیں پھر بھرنے لگیں۔

”بھابھی اگر آپ میری بات کو غلط نہ سمجھیں تو
آئیے حل ہے میرے پاس۔“ وہ اٹک کر بولے

”ارے بھائی صاحب۔ مہرنا صاحبہ نے آپ
کی کوئی بات یا مشورہ بھی رد نہیں کیا تو پھر میں آپ کی
بات بھلا کیا کیسے غلط سمجھوں گی.... آپ جیسے میں
سن رہی ہوں۔“ وہ متوجہ ہو کر بیٹھ گئیں۔

”آئیے بزرگ ہیں بہت پہنچے ہوئے اگر دونوں
بھائیوں میں محبت کے سنے ان سے کوئی دعا یا وظیفہ
دفعیہ....“ انھوں نے اپنی بات اور عورتی چھوڑ دی۔

”ہاں ہاں کیوں نہیں۔ اگر آپ کسی بھی
بھروسے مند شخصیت سے واقف ہیں تو نہ ہر میرے
بچوں کی بہتری کے سنے جو بھی کر سکتے ہیں ضرور
بیٹنے۔“ وہ محتیا نہ انداز میں بولیں

صرف پاکستان میں نہیں

بچوں کی ویکسین پلانا آسٹریلیا میں بھی مسئلہ ہے۔



آسٹریلیا نے بچوں کو ویکسین نہ دینے والے والدین کے لیے چائلڈ
یہ مراعات بند کر دینے کا اعلان کیا ہے۔ آسٹریلیا کے وزیر اعظم ٹونی
ابٹ نے کا اعلان کیا ہے اگر کوئی خاندان اپنے بچوں کو ویکسین نہ پانے کا
فیصلہ کرتا ہے، تو ایسے والدین کو عوامی ٹیکسوں کی رقم سے مراعات
نہیں دی جائیں گی۔ انہوں نے کہا کہ ایسے خاندانوں سے مذہبی اور
دیگر وجوہات کی بنا پر بچوں کے لیے ویکسین سے استثنائی قانونی شق ختم کر دی جائے گی۔



تندرست ہو جاتے ہیں اور کچھ بچے ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں سر جبری یا آپریشن کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ غیر ضروری تھائی رائیڈ کو نکالا جاسکے۔ آپریشن کا فائدہ یہ ہے کہ اس میں ادویہ کے استعمال کی ضرورت نہیں ہوتی اور دواؤں کے مضر اثرات سے بھی جسم محفوظ رہتا ہے۔

آج کل ریڈیو ایکٹیو آیوڈین کے ذریعے اس کا علاج عام ہوتا جا رہا ہے، یہ آیوڈین تھائی رائیڈ ہی سے حاصل کیا جاتا ہے اور یہ جسم کے اندر داخل ہو کر تھائی روکس کی غیر ضروری افزائش کو کم کر دیتا ہے۔

گوٹرو (Goitre)

گوٹرو بھی ایک مرض ہے۔

یہ تھائی رائیڈ گلیٹنڈ میں سو جن کی کیفیت کا نام ہے۔ یہ عام طور پر تھائی روکس کی مقدار یا اس کی پیداوار پر اثر انداز نہیں ہوتا لیکن اس کے سبب ہائپر تھائی رائیڈزم کی خرابی ضرور پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ خرابی بھی نرسیوں میں زیادہ ہوتی ہے۔ اس کی نئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔

اس ن سب سے بڑی وجہ غذا میں آیوڈین کی کمی ہوتی ہے۔ آیوڈین کے حصول کا بڑا ذریعہ سمندری غذا میں ہے جیسے مچھلیاں وغیرہ اور کھانے میں وہ نمک ضرور استعمال کرنا چاہیے جس میں آیوڈین شامل ہو۔

علامات

گردن کے اگلے حصے پر سو جن۔

لڑکپن میں ہائپر تھائی رائیڈزم کی علامات زیادہ عام ہیں۔

کیا کرنا چاہیے۔؟

بچے کو ذائقہ کے پاس لے جائیں۔ گوٹرو کی

تھائی رائیڈ گلیٹنڈ

غلیوں کو تباہ کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اس کی وجہ سے چھید گیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور خون میں تھائی روکس کی مقدار بہت بڑھ جاتی ہے۔

علامات

بچے بے چین اور ضدی ہو جائے، اسے سنبھالنا دشوار ہو، پسینے سے بھیگا رہے، اس کی جلد چمکتی ہوئی دکھائی دے، اس کے دل کی دھڑکن اچانک تیز ہونے لگے اور بھوک بڑھ جائے، لیکن کھاتے رہنے کے باوجود اس کے وزن میں کوئی اضافہ نہ ہو۔

عام طور پر بچے کے مزاج پر چڑچڑاپن شامل ہو جائے اس کی آنکھیں باہر نکلتی ہوئی محسوس ہوں اور بہت تیزی سے اس کیفیت میں اضافہ ہو، دو جب ہاتھ پھیلائے تو اس کے ہاتھوں میں ہلکی سی لرزش بھی ہو۔

اسکول میں بچے کی کارکردگی خراب ہونے لگے کیونکہ ایسی حالت میں وہ تعلیم پر توجہ نہیں دے پاتا اور بے چین رہتا ہے۔

کیا کرنا چاہیے۔۔۔؟

بچے کو ڈاکٹر کے پاس لے جائیں۔ ہڈ ٹیسٹ کے ذریعے اس کے خون میں تھائی روکس کی مقدار کا تعین کیا جائے گا اگر یہ مقدار زیادہ ہے تو پھر بچے کو اپنی تھائی رائیڈ وائس دی جاتی ہیں۔ تاکہ وہ خون میں موجود تھائی رائیڈ گلیٹنڈ کی غیر ضروری سرگرمیوں کو کنٹرول کر سکیں۔

یہ علاج اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک تھائی رائیڈ گلیٹنڈ مکمل طور پر نارمل حالت میں کام نہ کرنے لگیں اس علاج کی مدت دو سال تک بھی ہو سکتی ہے تقریباً ایک تھائی بچے اس علاج سے



نومونودبچہ کم رویا کرتا ہے۔
بچے کی حرکات و سکنات میں بہت سستی ہو۔
باہر کو نکلی ہوئی زبان، سانس لینے اور دودھ
وغیرہ پینے میں دشواری۔
پیٹ کی تکلیف بعض اوقات ہر نیا بھی
ہو جاتا ہے۔

بچے کے سر کے بال پتلے خشک اور چٹھے
ہوئے ہوں۔

بچے کو قبض کی شکایت بھی ہو جاتی ہے۔
پیدائش کے بعد بچے کو دو ہفتوں سے زائد
یرقان کی شکایت رہے۔

بچے کی جسمانی نشوونما میں کمی محسوس ہو۔ خاص
طور پر اس کی انگلیں چھوٹی دکھائی دیتی ہوں۔

چونکہ اس مرض میں ہڈیاں ست رفتاری سے
بڑھتی ہیں بچے کا تالو غیر معمولی طور پر بڑا دکھائی دیتا
ہے۔ جو دوسرے بچوں میں نہیں ہوتا۔

کیا کرنا چاہیے؟

جیسے ہی بچے کو ہائپو تھائیرائیڈزم تشخیص ہو جاتا
ہے اس وقت ڈاکٹر کے مشورے سے اسے منہ کے
ذریعے تھائی روکسن دینا شروع کر دیا جاتا ہے۔

بچے کے دو ماہ کے ہوتے ہی ری پلیسمنٹ تھرائپی
کا عمل شروع کیا جاتا ہے۔ یہ تاحیات جاری
رکھنا پڑتا ہے۔

علاج کے ابتدائی دنوں میں یہ ایک عام سی بات
ہے کہ بچے کا وزن کم ہونے لگے اور وہ بہت بے قرار
اور بے چین ہو۔

مناسب علاج کے بعد بچے سنبھل جاتے ہیں اور
ان کی ذہنی و جسمانی بڑھوتری ہونے لگتی ہے۔

وجوہات کا تعین کر کے تھائی روکسن ری پلیسمنٹ
تھرائپی بھی تجویز کی جاسکتی ہے۔

عام طور پر لڑکیوں میں دوران بلوغت ہونے والا
گوئٹز کا مرض بروقت مناسب علاج سے ختم
ہو جاتا ہے۔

(بانیپو تھائیرائیڈزم) تھائی رائیڈ

غذود کے افعال

میں کمی نوعیت

یہ مرض تھائی رائیڈ گھینڈز کی ست یا کم
کارکردگی کی نشان دہی کرتا ہے۔

تھائی رائیڈ گھینڈز سے خارج ہونے والا ہارمون
تھائی رائیڈ و ذہنی و جسمانی نشوونما کے لیے بہت
ضروری ہے۔

اس کی پیداوار بچے میں رحم مادر ہی میں ہونے
لگتی ہے اور ساری زندگی اس کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔
بچے کی زندگی کے ابتدائی دو سالوں میں ذہنی نشوونما
کے لیے تھائی روکسن کا کردار بہت اہم ہے۔

وہ بچے جو ناقص تھائی رائیڈ گھینڈز لے کر پیدا
ہوتے ہیں ان میں ابتدائی چند ہفتے یا ماہ میں یہ خرابی
دور بھی ہو جاتی ہے اور وہ نارمل انداز سے دوسرے
بچوں کی طرح تھائی روکسن پیدا کرنے لگتے ہیں۔

آپ کی توجہ کے لیے علامات
نومونود میں بعض اوقات اس کی علامات ظاہر
نہیں ہوتیں۔

اس کی علامتوں میں سے عام طور پر خشک اور
خشک جلد ہے۔ خاص طور پر چہرے، ہاتھوں اور
پیروں کی۔

تیز اور غیر معمولی رونے کی آواز کیونکہ عموماً



وہ تمام بچے جو اس مرض میں مبتلا ہیں ان کے لیے ریوٹر پیگ اپ بہت ضروری ہے۔

فیست

بچے میں اس مرض کا سبب لگانے یا تصدیق کرنے کے لیے اس کی پیدائش کے چھ دنوں بعد ہی اس کا نمونہ ٹیسٹ کیا جاتا ہے۔ جس میں باپو تھری اینڈرزم اور فیٹل کیٹونریا کی کیفیت کو جانچا جاتا ہے Phenyl ketonuria میں بچے میں ایک جسم خالص کی کمی ہوتی ہے۔

پیگ

تنبھی کبھی یہ مسئلہ بڑے بچوں کے ساتھ بھی ہو جاتا ہے۔

اس سے پہلے وہ بہت ذہین ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی ذہانت و ان کے اسکول میں مثال کے طور پر پیش کیا جاتا ہو، لیکن جیسے ہی انہیں یہ مرض ہوتا ہے اور تھائی روٹین علاج شروع ہوتا ہے ابتدا میں ان کی ارتکازی صلاحیت متاثر ہوتی ہے۔

دن میں بھی کمی ہونے لگتی ہے مگر پھر کچھ عرصے میں بچے کی نشوونما بہتر ہونے لگتی ہے اور وہ اپنے ارد گرد کے حالات میں بھی دلچسپی لینے لگتا ہے۔

ارب تہی تا سبر.... جسے بیوی روزانہ دس پاؤنڈ جیب خرچ دیتی ہے

بیوی ہو تو ایسی....!

یہ حدیث کے امیر ترین لوگوں میں شمار ہونے والے استیہ سمیت ارب تہی ہونے کے باوجود اپنے روزمرہ اخراجات



کے لیے اپنی بیوی کی شفقت کے منتظر رہتے ہیں کیونکہ وہ انہیں باقاعدگی سے جیب خرچ دیتی ہیں اور اسے ذمہ داری کے ساتھ سنبھال کرنے کی ہدایت بھی کرتی ہیں۔ ہاؤس ہال اسمتھ بچپن میں اپنے والد سے ساتھ بلسٹن روٹین میں ایک چھوٹا سا اسٹال لگایا کرتے تھے لیکن جب اٹھارہ سال کی عمر میں انہوں نے اپنے والد سے قرض لے کر کاروبار کا

آغاز کیا تو محض ایک ماہ میں وہ ارب تہی بن گئے۔ جب انہوں نے اپنی بیوی کو روزانہ نوٹی پاؤنڈ میں خرچ کی تو اس میں سے نصف رقم اپنے والدین کو دے دی جبکہ باقی نصف وہ یہ داری میں استعمال کر دیتی۔ اسی دن اہلیہ ان کی فضول خرچی سے تنگ تھیں اور انہیں نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنے پاس پتہ بھی نہیں رکھ سکتے بلکہ وہ خود انہیں روزانہ استعمال کے لیے اخراجات دینے لگی۔ اب انہیں روزانہ دس پاؤنڈ دینے ہوتے ہیں اور ان کی بیوی کا وہ چھوٹا بیوی ہو تو جس پاؤنڈ میں جاتا ہے وہ اس رقم کو انتہائی احتیاط سے استعمال کرتے ہیں بلکہ وہ اپنے بچے کے جیب خرچ سے تجویز کرنے پر انہیں بیوقوف ناراضی کے طرز و مزید رقم کے لیے سب توڑا لگتی۔ جس پر پڑ سکتا ہے۔

روزانہ پانچ



جینے والی کی دریافت کے بعد
پلاسٹک کی اشیاء بنانے کا آغاز
1930ء میں ہوا۔ پلاسٹک سے بننے
والی سب سے پہلی چیز "ٹوٹھ برش"
ہے۔ اسے لوگوں نے بخوشی اپنی
زندگی کا حصہ بنالیا۔ پھر پلاسٹک کی
اشیاء بننے کا نہ رکنے والا سلسلہ



آسمان سے اور پلاسٹک کی بنی اشیاء سالوں تک چلتی ہیں
کیونکہ کالج کی طرح گر کر ٹوٹنے کا احتمال نہیں ہوتا۔
اب تو ہر پروڈکٹ چاہے وہ کرمیم، لوشن، شیمپو، پیم بھی ہو
پلاسٹک کی بوتلوں میں ملتا ہے۔ روز خریدتی جانے والی
اشیاء کی اکثر گنتی کی جائے تو حیران رہ جائیں کہ روزانہ کے
مساب سے ڈھیروں پلاسٹک کی اشیاء ہمارے گھروں میں
لائی جاتی ہیں۔ بہت سے گھرانوں میں کولڈ ڈرنک سرو
کرنے کے بعد پلاسٹک ان بنی بوتلوں کو دھو کر پانی پینے
کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ بہت سے نوٹ پلاسٹک
کے ڈبوں میں دالیں، مسائے رکھتے ہیں۔

شروع ہو گیا۔ اس سے قبل برتنوں سے لے کر آٹھان،
اسٹور کرنے کے مہتابن، کسٹینز، اسٹیل یا پلاسٹک کے
ہوتے تھے اب یہ حال ہے کہ پانی کی بوتلوں سے لے

پلاسٹک سے ملنے والی سہولتیں اپنی
جگہ لیکن پلاسٹک کا استعمال انسانی و حیوانی
صحت کے لیے مضر بتایا جاتا ہے...؟
ماحول میں بڑھتی ہوئی آلودگی کا ایک سبب پلاسٹک اور
اس سے بنی اشیاء بھی ہیں۔ پلاسٹک کی بھی بہت قسمیں
ہیں۔ مہینے بھر کاراشن ہو یہ روزمرہ کی سبزی، ترکاری آتی

کرمہتابن، برتن، بچوں کے آٹھان،
پلاسٹک کے قیسے زندگی کا لازمی حصہ بن
چکے ہیں۔ دیکھا جائے تو اس لحاظ سے
بہتر ہیں کہ یہ وزن نہیں رکھتے، جگہ بھر سیرتے ہیں۔ ایسے
مانت ڈبوں میں کھانا رکھنے کے لیے کیا جاسکتا ہے۔ ان
برتنوں کو، مٹوں، صاف کرنے والے

پلاسٹک کی اشیاء کا محفوظ استعمال

کی پلاسٹک بوتلوں کو دھو کر پانی کے لیے استعمال کرتے ہیں وہ ہرگز ایسا نہ کریں بلکہ پانی کے استعمال کے لیے اعلیٰ معیار پلاسٹک کی بوتلوں کا استعمال کریں تاکہ وہ مضر صحت نہ ہو۔

پلاسٹک کے تھیلوں اور اشیاء کو کھلی جگہوں، نالوں، دریاؤں، سمندر میں پھینکنے سے گریز کرنا چاہیے کیونکہ پلاسٹک کی اشیاء حل پذیر نہیں ہوتیں اسی لیے اگر یہ دریاؤں اور سمندروں میں پھینکی جائیں تو آبی حیات کو ان کی وجہ سے خطرات لاحق ہو جاتے ہیں خاص کر مچھلیاں ان بوتلوں کے ڈھکن کو منہ میں لیتی ہیں اور پھنسا بیٹھتی ہیں جس سے ان کے مرنے کا اندیشہ ہوتا ہے اور یہ اشیاء حل پذیر نہ ہونے کے باعث ہر روز ہزاروں کی تعداد میں آبی اور انسانی حیات کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں۔ بعض اوقات سمندر میں پھینکی جانے والی بوتلوں کے ڈھکن، مچھلیاں، کچھوے اپنے منہ میں ڈال کر پھنسا لیتے ہیں جو ہر لحاظ سے ان کے لیے نقصان کا باعث ہے۔ بالکل اسی طرح گھروں میں استعمال ہونے والا ناقص معیار کا پلاسٹک اور اس سے بنی دیگر اشیاء اس قابل نہیں ہوتیں کہ انہیں سالوں استعمال کیا جاسکے۔ وہ پلاسٹک دیر تک کارآمد ثابت ہو سکتا ہے جو اعلیٰ معیار کا ہو۔

ناقص پلاسٹک سے بنے کھلونے بچوں کے لیے مضر صحت ہوتے ہیں بچے ان کھلونوں کو منہ میں لیتے ہیں چبانے کی کوشش کرتے ہیں جس سے بہت سے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔

صحت کے ان دھولوں کو بے نظر رکھتے ہوئے دنیا بھر میں پلاسٹک سے بننے والی اشیاء کا ایک مخصوص

کے دور میں سب پرستھین تھیلوں میں ہی لائی جاتی ہے اگر تھوڑی سی توجہ اور غور کیا جائے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ پلاسٹک سے بنی ان تھیلوں کی کئی قسمیں ہیں بعض اوقات کچھ تھیلوں میں سے ایسی ناگوار بدبو آ رہی ہوتی ہے جو دماغ میں سرایت کر جاتی ہے ایسی ناگوار بدبو تھیلے میں موجود کسی چیز کی وجہ سے نہیں بلکہ اس تھیلے سے آ رہی ہوتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ تھیلا پلاسٹک Recycle کر کے بنایا گیا ہے اور اس عمل کے دوران جو پلاسٹک استعمال کیا گیا ہے وہ انتہائی ناقص معیار اور مضر صحت تھا اسی وجہ سے Recycle کے بعد جو چیز حتمی طور پر بن کر سامنے آتی ہے وہ ناگوار بدبو پیدا کرتی ہے۔ بات صرف تھیلوں کی نہیں پلاسٹک سے بننے والی ہر شے میں یہ ناقص میٹریل استعمال کیا جاتا ہے خواہ وہ ڈبے ہوں، بائیاں، مرتبان یا پانی کی بوتلیں ہی کیوں نہ ہوں۔ اسی لیے پلاسٹک سے بنی اشیاء خریدتے وقت سب سے پہلے اس بات کا اطمینان کر لیں کہ اس میں کسی بھی قسم کی بدبو تو نہیں آ رہی اور اگر آپ سودے کے تھیلے اور روزمرہ کی سبزیوں کی تھیلوں کو ہی جانچے تو آپ کو واضح فرق محسوس ہو جائے گا۔ حوالیات کی بہتری کے حوالے سے جو لوگ کام کر رہے ہیں ان کا کہنا ہے کہ سو فٹ ذر تک یا کھانے پینے کی دوسری اشیاء جو پلاسٹک کی بوتلوں یا جار میں پیک ہوں انہیں استعمال کرنے کے بعد فوراً پھینک دیں نہ کہ انہیں سو کر کسی اور مقصد کے لیے استعمال کریں کیونکہ پلاسٹک کی اشیاء کی خمیک حالت میں رہنے کی مدت ہی ہوتی ہے جتنی اس میں موجود غذا، مشروب کی مینہ مدت ہوتی ہے اس لیے وہ لوگ جو کوئی ذر تک

ندیوں، دریاؤں، تالابوں اور سمندروں میں پلاسٹک کی اشیاء پھینک کر، ماحول کو آلودہ کر رہے ہیں۔ اسی طرح اسپتالوں میں استعمال ہونے والے پلاسٹک کے انجکشن استعمال کے بعد ضائع نہ کرنے کی صورت میں دوبارہ پیک کر کے مارکیٹ میں فروخت کر دی جاتی ہیں جو سپائائٹس اور HIV اور دیگر امراض کا سبب بن رہے ہیں۔

ماحول کو آلودگی سے بچانے اور خود بھی صحت مند رہنے کے لیے ضروری ہے کہ پلاسٹک کی وہ اشیاء ہرگز استعمال نہ کی جائیں جو ناقص کوالٹی کی ہوں۔ زیادہ سے زیادہ کوشش کیجیے کہ کاغذ کے تھیلے یا پھر کپڑے کے تھیلے استعمال کریں۔ کھلی جگہوں پر پلاسٹک کی تھیلیاں پھینکنے سے گریز کریں کیونکہ یہ آپ کے ماحول اور آپ کی صحت دونوں کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے۔



اسٹینڈرڈ مقرر کیا گیا ہے اور اس اسٹینڈرڈ سے کم کی سطح پر بننے والی چیزوں پر پابندی اور بنانے والوں کے خلاف جرمانہ عائد کیا جاتا ہے۔ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں کھانے پینے کی اشیاء ہوں یا مینے کا سودا پلاسٹک کے تھیلوں کے بجائے کاغذ کے تھیلوں میں ہی دیا جا رہا ہے تاکہ ماحول کی آلودگی سے ممکنہ حد تک بچایا جاسکے۔ کئی ممالک میں یہ تصور ہی نہیں کہ سوٹ ڈرنک کی بوتلوں کو دوبارہ استعمال کیا جائے یا پیک چیزوں کے Jars دھو کر دوبارہ استعمال کے قابل بنا لیے جائیں۔ ان ممالک میں فوری طور پر چیز کا استعمال کرنے کے بعد اسے کوزے دان میں ڈال دیا جاتا ہے تاکہ وہ پلاسٹک Recycle ہو کر نئی اشیاء بنانے کے قابل ہو سکے۔

تیسری دنیا کے ممالک میں ماحول میں آلودگی کا سبب اکثر لوگ خود ہی بنے ہوئے ہیں جو کھلے نالوں،

ایسا شہر جہاں عمارتوں کے بیچوں بیچ تیل کے کنوئیں

امریکی شہر لاس اینجلس ہائی وڈ کے جوڑوں، سپر مارٹ اور دنیا بھر سے آنے والے سیاحوں کے لیے شہرت رکھتا



ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اسی شہر کی چمکتی دکھتی زندگی کے درمیان تیل کے ہزاروں کنوئیں بھی موجود ہیں لیکن شہر کی سیر کرنے والوں کو یہ کبھی بھی نظر نہیں آتے کیونکہ انہیں حرمت انگیز مہارت کے ساتھ چھپایا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق لاس اینجلس شہر کے نیچے تقریباً بیس ارب بیرل تیل کے ذخائر ہیں اور اسے شہر میں قائم ہزاروں کنوڈوں سے دن

رات تیل نکالا جاتا ہے مگر کس کو اس کی بھنگ بھی نہیں پڑی۔ تیل کے یہ خفیہ کنوئیں ان عمارتوں میں چھپائے گئے ہیں جو بظاہر بڑے بڑے کارخانے اور دفاتر نظر آتے ہیں۔ یہ کنوئیں اسکونوں، شاپنگ سینٹروں اور تفریح گاہوں کے پردوں میں بھی چھپے ہوئے ہیں اور ان کی پوشیدہ حقیقت کو دنیا میں کبھی لوگ جانتے ہیں کیونکہ نہ یہ بظاہر دیکھنے سے نظر آتے ہیں اور نہ ہی کبھی میڈیا نے ان ہزاروں کنوڈوں کی اندرونی تصاویر دیکھائی ہیں۔

عظیبی

کے اعتماد کے ساتھ

عظیمی لیبارٹریز کا

عرقِ گلاب



کراچی میں اپنے قریبی اسٹور سے طلب فرمائیں

یا ہوم ڈیلیوری کے لیے رابطہ کریں:

021-36604127

روزانہ

130

Scanned By Amir

کئی امراض کی وجہ ٹینشن

کوشش بھی کرنے لگتا ہے۔ ایسے لوگوں میں احساس تحفظ کی اور توجہ کی طلب ہوتی ہے۔

ماہرین کا خیال ہے کہ احساس کمتری اور طبیعت کی حسرت اس مرض کا سبب بنتے ہیں۔ مذہبی جذبات و غمیں بچھتے یا عزت نفس مجروح ہونے سے بھی ٹینشن پیدا ہوتی ہے۔ ہمارے معاشرے میں غربت اور بے روزگاری اس کے اہم ترین اسباب ہیں، ایک سروے کے مطابق ”مرد پانچ فیصد اس مرض میں مبتلا ہیں، ذہن خواہن نو فیصد اس مرض میں مبتلا ہیں۔“

ٹینشن کی دیگر وجوہات میں خود کشی، طلاق اور اپنے آپ کو ہراساں کرنا بھی شامل ہیں۔ اس وقت انسان کسی بھی حادثے یا واقعہ کا ذمہ دار اپنے آپ کو سمجھتا ہے لگتا ہے جس کی بنا پر وہ ذہنی باڈی میں متاثر ہو جاتا ہے۔

کئی صحت پر اثرات ذہنی دباؤ اور تنگی وجہ سے انسان مختلف چھوٹی

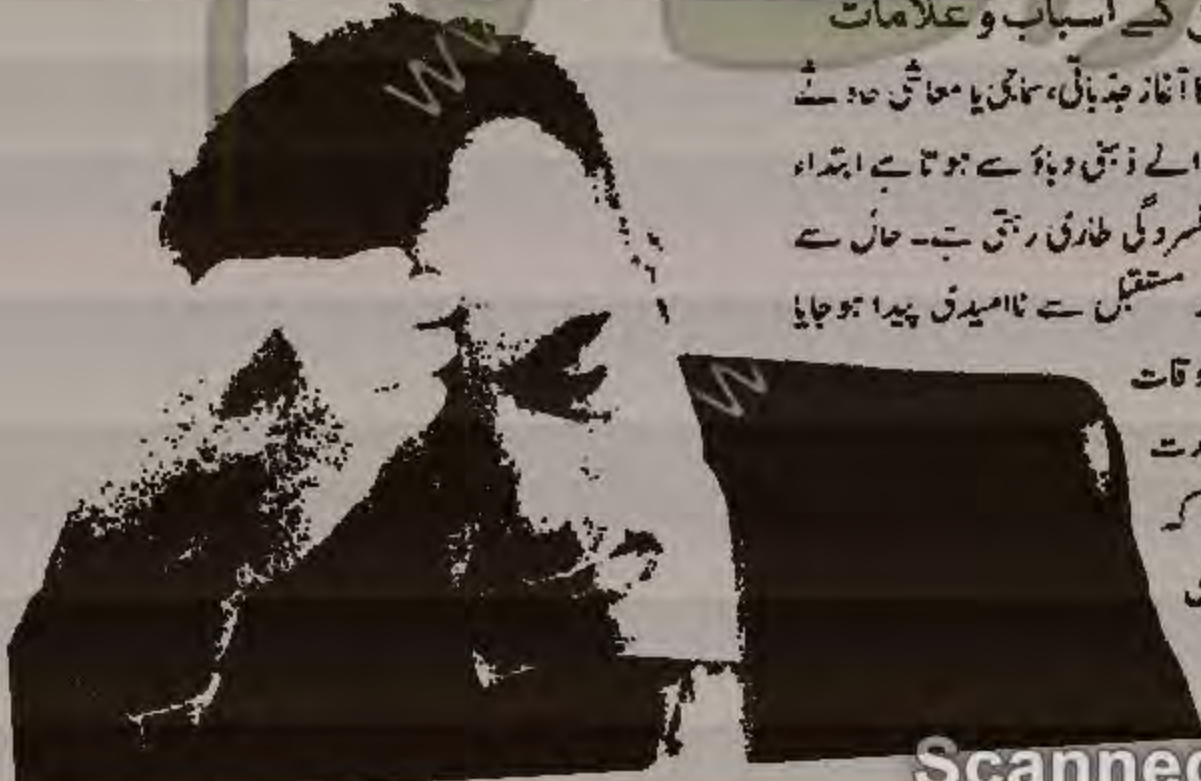
موجودہ دور میں ذہنی دباؤ اور ٹینشن میں بہت تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ عالمی ادارہ صحت کے ایک حالیہ سروے کے مطابق ”دنیا کی آبادی کا تیس فیصد حصہ اس مرض میں مبتلا ہے۔“

پاکستان میں چونکہ معاشرتی قسمت و رزق کا عمل تیز اور معاشی دباؤ زیادہ ہے اس لیے اندازہ ہے کہ یہاں یہ تناسب چالیس فیصد تک ہو گا۔

ٹینشن کیا ہے...؟
ٹینشن سے مراد وہ حالت ہے جب کسی کو کسی مسئلے کا حل نہ مل رہا ہو۔ جس کے باعث وہ اندر باہر کی اور تا امید کی عدم پرواہ تڑھنے لگتے ہیں اور نتیجتاً چیختے جھانکتے یا پھر چپ سا جوہر اپنے لچکوں سے سب نیا زور جانتے۔

یہ ایک ایسی نفسیاتی بیماری ہے جس کا اثر آہستہ آہستہ کم ہونے لگتا ہے۔ اس لیے وہ اس کے مناسب علاج کی طرف توجہ نہیں دے پاتے۔

ٹینشن کے اسباب و علامات
اس مرض کا آغاز جذباتی، سماجی یا معاشی حادثے سے پیدا ہونے والے ذہنی دباؤ سے ہوتا ہے ابتداء میں مریض پر افسردگی طاری رہتی ہے۔ حال سے عدم اطمینان اور مستقبل سے ناامیدی پیدا ہو جایا کرتی ہے بعض اوقات ذہنی دباؤ اتنی شدت اختیار کر لیتا ہے کہ مریض خودکشی کی



Scanned By Amir

سبب معدے یا آنتوں میں کسی قسم کا انفیکشن نہیں ہوتا بلکہ کوئی خفیہ چیز آہستہ آہستہ نظام انہضام پر اثر انداز ہو رہی ہوتی ہے اور وہ پر اسرار چیز "اعصابی تناؤ" یا "ٹینشن" ہوتی ہے جو کئی امراض کا سبب بنتی ہے۔

امراض قلب

ذہنی اور نفسیاتی دباؤ خون کی گردش اور بہاؤ میں رکاوٹ کا باعث بنتا ہے۔ غصے کی وجہ سے خون جمنے کا عمل واقع ہوتا ہے۔ تیز رفتار خون کا بہاؤ جیسے ہوئے خون کے ان لو تھڑوں کو ایک جگہ سے ہٹا کر دوران خون میں آزاد چھوڑ دیتا ہے جو بعد میں خون کی نالیوں میں پھنس کر خون کی روانیت کو روک دیتے ہیں اور یوں ششی یلارٹ ایک کا حملہ بھی ہو سکتا ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق غصے کے دوران یا بعد میں ہارٹ ایک کا خطرہ دو گنا ہو جاتا ہے۔

بارمونوزیو ٹینشن کے اثرات

جدید میڈیکل سائنس کے انکشافات کے مطابق جسم کے اندر بہت سی غدودی رطوبتیں پیدا ہو کر خون میں شامل ہوتی ہیں یہ رطوبات جسم کی نشوونما کا پیچیدہ عمل بڑی باقاعدگی کے ساتھ جاری رکھتی ہیں۔ جسم کا ہر خلیہ کوئی نہ کوئی رقیق مادہ بناتا ہے۔ یہ مادے "بارمونوز" اور "کولیونوز" کہلاتے ہیں۔ صحت کی حالت میں ان کے درمیان عمدہ توازن رہتا ہے لیکن تشویش و اضطراب انہیں درہم برہم کر دیتا ہے۔ یہ عدم توازن لپے پر اثر انداز ہو کر ذیابیطس کا مرض پیدا کرتا ہے۔ کلچر کا مرض تھائی رائیڈ غدودوں کے زیادہ متحرک ہونے سے پیدا ہوتا ہے اس کی بڑی وجہ حد سے زیادہ پریشانی اور تشویش بھی ہے۔

بڑی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور ان میں سے بعض بیماریاں نہایت خطرناک اور پیچیدہ شکل اختیار کر لیتی ہیں۔

ماہرین اعصاب نے تحقیق کے بعد پتہ چلایا ہے کہ ذہنی دباؤ اور امراض میں گہرا تعلق ہے۔ فکر و پریشانی اور تناؤ کے حالات طویل عرصے تک برقرار رہنے سے جسم کا نظام مدافعت کمزور اور ناقص ہو جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں جسم میں کئی کیمیائی تبدیلیاں رونما ہونے لگتی ہیں۔ ان سے ہارمونز متاثر ہوتے ہیں اور پورے جسم میں مضر کیمیائی رد عمل ہوتے ہیں جن سے توانائی میں کمی آتی ہے۔

ٹینشن کئی امراض کا سبب بنتا ہے جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

آنتوں کے دسے کا سبب۔

امراض قلب۔

بارمونوز پر ٹینشن کے اثرات۔

تھکان کا فارمولا۔

آنتوں کے دسے کا سبب

ذہنی دباؤ، جذباتی بے جا بات، ٹینشن اور پریشانی جیسے عوامل آنتوں کی زود حسی کی کیفیت میں شدت پیدا کر دیتے ہیں۔

بد ہضمی، دست یا تھپش، قبض، سکی، پیٹ میں اٹنشن، ذہنی تناؤ اور دیگر کئی پریشان کن امراض کا سبب آنتوں کی زود حسی بھی ہو سکتی ہے۔ جسے طبی ماہرین "آنتوں کا دسہ" کہتے ہیں یہ خطرناک عارضہ آپ کو بغیر کسی انفیکشن کے مھل ذہنی پریشانیوں سے بھی لاحق ہو سکتا ہے۔

دراصل مریض کے پیٹ کے امراض کا اصل

اندر ہی اندر گڑھنے کے بجائے اسے باہر نکالنا ہی اس کا آسان اور بہتر حل ہے۔

ٹینشن کا تعلق حالات سے ہے۔ جب حالات قابو سے باہر ہو جائیں تو انسان کسی بھی وقت ذہنی دباؤ میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ لیکن اس میں مبتلا ہو جانے کے بعد اگر فرد اپنے کردار، سوچ اور رویے کو حقیقی مثبت اور صحت مندانہ خطوط پر استوار کرے اور اپنی صحت کا خیال رکھے تو اس کے برے اثرات سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔

صحت مند ذہن کے لیے صحت مندانہ روایات کو فروغ دینا چاہیے۔ بڑھتی ہوئی عمر کے بچوں کی غذا اور مناسب ورزشوں کا خاص خیال رکھیں۔ اپنی خوراک اور صحت کی دیکھ بھال عورت کے لیے زیادہ ضروری ہے کیونکہ گھر تو بہر حال عورت سے ہی چلتا ہے۔ ایک صحت مند اور پر عزم عورت ہی بہتر طریقے سے گھر چلا سکتی ہے۔ مرد ہوں یا خواتین دونوں کو ٹینشن سے بچنے یا ٹینشن کے مضر اثرات سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہلکی پھلکی ورزش کی عادت اپنائی جائے جو آپ کو بہت سے تناؤ اور تفرات سے نجات دلا سکتی ہے۔ پیدل چلنا اور یوگا بہترین ورزش ہے۔ اس کے علاوہ پابندی سے نماز پڑھنے، تلاوت کرنے، دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہونے سے بھی روحانی و ذہنی سکون ملتا ہے۔ اس کے علاوہ درج ذیل تدابیر اختیار کر کے ذہنی تناؤ سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

- 1۔ پوری اور پرسکون نیند (کم از کم آٹھ گھنٹے ضرور نیند لیں)۔
- 2۔ چہل قدمی اور پیدل چلنا۔

ٹینشن کی وجہ سے گردوں کے اوپر واقع غدود ایڈریٹالین زیادہ مقدار میں پیدا کرتے ہیں جو بلڈ پریشر کی بیماری کا باعث بنتا ہے۔ دل تیزی سے دھڑکتا ہے خون کی نالیاں سکڑتی ہیں اور تمام اعضاء کی فطری کارکردگی متاثر ہوتی ہے۔

تھکان کا فارمولا

ہر وقت پریشان رہنے سے انسان ٹھکتا ہے۔ پریشان رہنے سے انسانی جسم پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں اور جسمانی قوت کے ذخائر کم ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے انسان تھکن، افسردگی اور مایوسی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ وزن کم ہو جاتا ہے۔ نیند بخوبی نہیں آتی۔ سانس کی رفتار کم ہو جاتی ہے اور مزاج میں چڑچڑاہٹ پیدا ہوتی ہے۔ الغرض ٹینشن انسانی جسم اور صحت کا دشمن ہے اس لیے اس کو معمولی سمجھ کر نظر انداز نہ کریں اور نہ ہی اپنے اوپر طاری کرنا چاہیے۔ بلکہ اس کے سدباب کے لیے کوششیں کرنی چاہئیں۔

ٹینشن کا علاج اور

احتیاطی تدابیر

ٹینشن کسی جنون یا پاگل پن کا نام نہیں ہے۔ کوئی بھی شخص ٹینشن میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ اس ضمن میں گھر والوں اور متعلقہ افراد کو چاہیے کہ مریض کے ساتھ محبت اور اپنائیت سے پیش آئیں۔ اس مرض کے ایک ماہر کا کہنا ہے کہ ٹینشن کا ابتدائی اور موثر ترین علاج اچھی گفتگو ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس جو افراد علاج کے لیے آتے ہیں وہ ان سے کہتے ہیں کہ آپ بولیں، باتیں کریں، اپنے احساسات اور جذبات کو لفظوں میں ڈھالیں، خاموش رہنے یا

شدید قسم کے دباؤ میں مبتلا ہیں یا آپ کو ٹھکنے کا قابل برداشت محسوس ہو تو تھوڑی سی دیر کے لیے اپنا مصروفیات روک دیں۔ اس بات کی زیادہ فہم نہ کریں کہ یہ کام ارجنٹ یا فوری نوعیت کا ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے پرسکون ہونے کی کوشش کریں۔ بچنے معمولات میں تبدیلی لائیں تو اور بہتر ہے۔ کسی تفریحی مقام پر کچھ وقت گزاریں۔ کوئی ایسا کام کریں (مثلاً مطالعہ، باغبانی وغیرہ) جس میں آپ فرحت محسوس کریں۔ کوئی دلچسپ مشغلہ اختیار کیجیے۔ مراقبہ بھی نیشن سے نجات کا ایک بہت موثر ذریعہ ہے۔ مراقبہ بھی نیشن سے نجات کا ایک بہت موثر ذریعہ ہے۔ کسی پرانے دوست سے آپ شاپ کا اہتمام کیجیے۔

3۔ متوازن غذا (مرغن اور بازار کی شیوہ سے پرہیز کریں)۔

4۔ اچھے افراد سے تعلقات۔

5۔ خوشبو اور موزہ غیر ضروری کاموں اور سوچوں میں وقت صرف کرنے کے بجائے ایسے عملی نوعیت کے کام انجام دیں جو ہا مقصد ہوں۔ اس طرح نہ تو وقت کا نقصان ہو گا اور نہ ہی ذہن پر آئندہ خیالات کی آہ جگاہ بنا رہے گا اور آپ کا موزہ بھی خوشوار رہے گا۔

1- اَلَا يَذُنُّكَ اللهُ تَطْمِئِنُّ الْقُلُوبُ

بتمام اور ہموئی کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنے سے روحانی اور ذہنی سکون ملتا ہے۔ اللہ پر بھروسہ اور کامل نیشن سے محفوظ رہتا ہے۔

2- صحت مند زندگی گزاریں۔

اب بھی آپ شاپ سے رستہ ہوں کہ آپ

بھلا

کینسر اور بیڈروم کی لائٹ میں گہرا تعلق سائنسدان

نئی سائنسی تحقیق میں یہ تشہد ہوا ہے کہ بیڈروم میں موجود روشنیوں ذریعہ نیشن اور تھکنے کی سبب بن سکتی ہیں۔



انٹرنیٹ پر پڑھنے والے سائنس دانوں نے یہ تحقیق کی ہے۔ ان کی حالیہ تحقیق میں انھوں نے بتایا ہے کہ رات کے وقت بیڈروم میں روشنی کی موجودگی اور نیشنوں سے نجات ہونے والی روشنیوں کا رابطہ ہے۔ متعدد دیکھاریوں کا پتہ چلتا ہے۔

یہ نیشنوں کی تھکنے سے تعلق رکھنے والے تحقیق کا نتیجہ ہے۔ قدرت نے دن جانتے کے لیے اور رات سونے کے لیے بتائی ہے۔

رات کے وقت بیڈروم میں روشنی کی موجودگی یا کمپیوٹر، لپ ٹاپ، موبائل فون یا موبائل فون جیسے آلات سے برآمد ہونے والی روشنی ہمارے جسم کی قدرتی حیاتیاتی کلاک میں گڑبڑ کر دیتی ہے جس کی وجہ سے جسمانی پارہہ اور بیڈروم میں بھی تبدیلیاں واقع ہو جاتی ہیں۔ ان تبدیلیوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جسم میں ضروری نیشنوں کی کمیوں پیدا ہو جاتی ہیں لیکن ان سائنس دانوں کی بات یہ ہے کہ ہمیں اس حقیقت کا ادراک نہیں ہے۔

بلوغت کا نازکی اور حساس دور

اس تبدیلی کا فہم رکھتے ہیں وہ حالات سے بخوبی نمٹ سکتے ہیں۔ بچوں کی نفسیات پر تحقیق کرنے والے مصنف اور پروفیسر ارنسٹ

مہر کی دوسری اپیلی میں یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے بچوں کا رویہ اچانک ہی بدل گیا ہے۔ رویے میں تبدیلی کا یہ عمل عموماً پندرہ برس کی عمر میں ہوتا



ہے۔ بچے والدین سے دور دور رہنے لگتے ہیں۔ دوستوں کے حلقے میں ان کا دل زیادہ لگتا ہے۔ وہ جب بھی اپنے ساتھیوں کے درمیان ہوتے ہیں تو بااثران گفتگو کرتے ہیں۔ ماں یا باپ کے سامنے آ کر بچے کو مذاق بخون جاتے ہیں۔

اس لیے اسے کسی بڑا سے زانہ نوبہ نغول کو اپنی تحقیق میں شامل کر کے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ جو بچے اور بلوغت میں اپنے والدین سے رابطہ میں رہتے ہیں اور انہیں اپنی رہنمائی و نصیحت سے آگاہ رکھتے ہیں وہ تعلیمی ناکامی سے بہتر ہوتے ہیں نیز نشہ اور منفی رجحانات سے دور رہتے ہیں۔

ماہرین نفسیات کہتے ہیں کہ یہ تبدیلی دور بلوغت کے آغاز کی ایک علامت ہے۔ بچوں میں تبدیلی کا یہ عمل معاشرے میں ہوتا ہے تاہم ترقی یافتہ معاشرے میں اس پر توجہ زیادہ دینی جاتی ہے جبکہ ترقی پذیر اور نہماورد معاشرہوں میں زیادہ تر تو اسے محسوس ہی نہیں کیا جاتا ہے۔

دور بلوغت میں داخل ہونے والے بچوں میں خوش سوار تعلقات قائم رکھنا نسبتاً مشکل ہے۔ سمجھنا اور والدین بھی اس میں دشواری محسوس کرتے ہیں۔ تاہم ان چند رہنما باتوں کو اپنا کر بچوں کو خود سے دور ہونے سے روکا جا سکتا ہے۔ ہر عمر کے بچے اپنی باتیں سنانا چاہتے ہیں۔ نوبان بچے بھی اسی زمرے میں شامل ہیں۔ چھوٹے بچوں کو پھر بھی گھر کے بندے توجہ دیتے ہیں لیکن وہ جوں جوں بڑے ہوتے ہیں گھر کے

ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ دور اس کی عمر سے پہلے کے بچے اپنی برہت و انداز سے کہنا چاہتے ہیں۔ اس وقت والدین کی ان کی پہلی ترجیح ہوتے ہیں لیکن جوں جوں وقت گزرتا ہے ان کی ترجیحات بکسر بدل جاتی ہیں۔ ان کی پہلی ترجیح وہ بنتے ہیں ان کے بعد ممکنہ طور پر استاد اور سب سے آخر میں والدین ہوتے ہیں۔ ایسا ہونا غیر معمولی بات نہیں تاہم جو والدین

کھانے پر) آپ کے لیے اہمیت نہ رکھتا ہو لیکن یہ بچوں کے لیے غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ اس دوران بچوں کی باتوں میں والدین کی دلچسپی، ان میں لہنی اہمیت کا احساس پروان چڑھاتی ہے۔ ضروری ہے کہ آپ روزانہ کم از کم رات کا کھانا بچوں کے ساتھ کھائیں ان کی باتیں سنیں اور اس دوران خوش گوار ماحول رکھیں۔

بچوں سے رابطہ مضبوط بنانے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایسے مواقع پیدا کریں جب آپ کسی اور مصروفیت کے ساتھ غیر راست طور پر گفتگو کر سکیں۔ اس میں گفتگو سے زیادہ زور اس سرگرمی پر ہوتا ہے جو اپنائی جاتی ہے۔ ماہر نفسیات اور مصنف فلپ اوسپورٹی نے کہا ہے۔ ”یہ باپ کے لیے زیادہ اہم ہے کہ وہ بچے کے ہمراہ کسی مصروفیت میں وقت گزارے۔ ٹی وی دیکھنا، بازار تک سفر، باغبانی یا کوئی کھیل اسے اس بات کے مواقع فراہم کرتے ہیں کہ وہ بچوں سے ٹپ ٹپ کر سکے۔ یہ ٹپ ٹپ سرسری انداز سے ہوتی ہے اس میں بچے کے استاد، دوستوں وغیرہ کے متعلق اظہار خیال ہو سکتا ہے۔ اس کا مقصد سنجیدہ نوعیت کا تبادلہ خیال نہیں ہے۔ یہ صرف خیالات جاننے کا ایک ذریعہ ہے۔

دور بلوغت میں بچے والدین سے اس وقت دور بھاگتے ہیں جب وہ نصیحت پر اتر آئیں۔ عمر کے اس حصے میں بچے روک ٹوک یا کسی بھی ذہب کی نصیحت پسند نہیں کرتے ہیں۔ انہیں اس عمر میں ناصح یا محتسب کے بجائے مشیر اور رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے والدین کا کردار ایک مشیر (کنسنٹنٹ) کی طرح ہونا چاہیے۔ ایک کاروباری مشیر معاملات کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیتا ہے نہ ہی وہ

ماحول، والدین کے رویے، روک ٹوک اور تنقیدی انداز کے باعث اپنے خول میں سمٹنے لگتے ہیں۔

کولمبیا میڈیکل سینٹر (نیویارک) سے وابستہ ڈاکٹر سٹیڈ اس آر کسن کہتی ہیں۔ ”دور بلوغت میں بچہ لہنا اظہار چاہتا ہے۔ اگر گھر کا ماحول ”کہنے“ کے لیے سازگار ہو۔ اسے کسی خوف کے بغیر اپنی باتیں کہنے کی فضا میسر ہو تو وہ گھرا وادین سے دور نہیں ہوگا۔ عمر کے اس حصے میں نت نئی تبدیلیوں سے دوچار ہونے والے لڑکے اور لڑکیاں اپنے مسائل کے حل کے لیے رہنمائی چاہتے ہیں۔ وہ اپنے مسائل پر تیار خیال کے طلب گار ہوتے ہیں اگر انہیں وادین کا مثبت رویے ملے تو وہ انہی کو دوست بنا لیں گے۔ اپنی عمر اور اپنے جیسے مسائل اور سوچ رکھنے والے دوستوں سے رجوع نہیں کریں گے۔ خوش گوار ماحول میں تبادلہ خیال کے مواقع اس کا بہترین حل ہیں۔ گھر میں ایک ساتھ رات کا کھانا ایسا ہی ایک موقع بن سکتا ہے۔ والدین چاہتے ہیں کہ مصروف ہوں انہیں رات کے کھانے کے لیے ایک ساتھ ہونا چاہیے لیکن پوری دنیا میں مشکل تمام ہیں فیصد بچوں کو اپنے والدین کے ساتھ مل بیٹھنے کا یہ موقع مل پاتا ہے۔ بچوں کو والدین کی بھرپور اور مثبت توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ نامساعد حالات میں بھی والدین کی توجہ بچوں کا حوصلہ بڑھاتی ہے۔ انہیں آئندہ کامیابیوں کے لیے تیار کرتی ہے۔

تیس برس کے دوران ہزاروں بچوں سے رابطہ کے بعد ایک کتاب کی صورت اپنے مشاہدات کا پتھر چیش کرنے والی استانی سنسنی روبین کا کہنا ہے۔ ”ممکن ہے بچوں کے ساتھ وقت گزارنا (خواہ رات کے

بچوں کی باتیں

یہ جملہ گھرانوں کے لیے تلافی نہیں۔ ”مگر ڈیڑی تو مع نہیں کر رہے ہیں۔“ والدین کو ایک دوسرے کے خلاف استعمال کرنا ان گھرانوں میں بہت آسان ہے جہاں والدین کے درمیان اختلافات پائے جاتے ہوں۔ بچے اس اختلاف کو بڑی ”ہوشیاری“ سے اپنے مفاد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

بچوں کے بہتر مستقبل کے لیے ضروری ہے کہ والدین ان کے سامنے ٹکراؤ نہ کریں یقیناً اس پر عمل مشکل ہے لیکن ایسا کیا جاسکتا ہے۔ ممکن ہے کئی صورتوں میں والدین بچوں کے سامنے جھگڑا نہیں لیکن اس صورت میں ضروری ہے کہ ”جھگڑے“ کو مناسب انداز سے بچوں کے ”علم“ میں لاتے ہوئے نمٹا لیا جائے۔ یہ اس بات کی علامت ہو گا کہ اب ماں باپ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں وہ ایک ہیں۔ میاں اور بیوی کے مابین اختلافات ہو سکتے ہیں لیکن انہیں دور بھی کیا جاسکتا ہے۔ زندگی گزارنے کے لیے سمجھوتے کیے جاتے ہیں۔ بالآخر اگر ایسا نہ بھی ہو تو اختلافات کا بچوں کے سامنے اظہار تباہ کن ہو سکتا ہے۔ والدین کے اختیارات مساوی ہونا چاہئیں۔ بچے کی تربیت میں والدین کو ہم آہنگ اور متفق ہونا چاہیے۔

بچوں کی نگرانی بے حد ضروری ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ انہیں اس نگرانی کا احساس نہ ہو تاہم ان کے نزدیک گھر کا ماحول اس انداز سے ہو کہ بچوں کو ”پرائیویسی“ حاصل ہونے کا احساس رہے۔ گھر کا کوئی گوشہ ایسا ضرور ہونا چاہیے جو انہیں اپنی ملکیت محسوس ہو۔ وہ اس جگہ رہنا پسند کریں۔ یہ گوشہ گھر سے منسلک مگر نسبتاً الگ تھلک ہو جہاں وہ رہ سکیں، کھیل

تحتی فیصلے سنانا ہے۔ وہ پوری توجہ سے سنتا ہے اور مسائل کے حل کے لیے امکانات کے انتخابات میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

جب بچہ کوئی ”حماقت“ کر بیٹھے تو اس پر نصیحتوں کی بوجھار مناسب نہیں۔ غلطی کرنے والے بچے کو اپنی حماقت کا اندازہ لگانے کا موقع فراہم کیا جائے تاکہ وہ خود ہی کسی نتیجے پر پہنچے۔ ماہر نفسیات ایلیزبتھ ایلس نے اپنی کتاب میں ایک ایسی ہی کا ذکر کیا ہے جو چودہ برس کی عمر میں اپنے والدین کے ساتھ ایک چھوٹے سے قصبے سے ایک بڑے شہر میں منتقل ہوئی تو اس کا واسطہ ایسے دوستوں سے پڑ گیا جو نشہ بھی کرتے تھے۔ ایلیزبتھ نے اس کے والدین سے کہا کہ وہ بچی کو اس صورت حال کا تجربہ کرنے پر آمادہ کریں بچی نے بتایا کہ جب وہ نئے اسکول میں داخل ہوئی تو وہ اپنے نئے دوستوں کے رویے سے متاثر ہوئی جو اس پر مہربان تھے۔ وہ بھی اس گروپ کا حصہ بن گئی اور انہی جیسے مشاغل اپنانے لگی۔ جلد ہی اسے احساس ہو گیا کہ یہ دوستی اس کے لیے مناسب نہیں اور وہ اپنے ان دوستوں سے بچھا چھڑانا چاہتی ہے۔ یہ نتیجہ اس نے خود ہی اخذ کیا لہذا اس کی آمادگی نے صورت حال کو خراب ہونے سے بچا لیا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ والدین اپنے طور پر سختی کرتے اور اسے خراب دوستوں سے دور رہنے کا پابند بناتے۔ یہ صورت اس میں بغاوت ابھارتی، ایک اہم موقع پر والدین کی مدد رومی اور تعاون نے اسے غلط راہ پر چلنے سے بچا لیا۔

نوبالٹ بچوں کی تربیت میں والدین کا رویہ بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بچے اکثر اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے باپ یا ماں میں سے کسی کو استعمال کرتے ہیں۔

سکھیں، یا دوستوں کے ساتھ وقت گزار سکیں۔

آنے والی بنگامہ نیز تبدیلیاں بچوں کو بھٹکا سکتی ہیں۔ انہیں بھٹکنے سے بچانے کے لیے تحریر (یا اس کے والے سے کسی مضمون، کتاب) کی مدد لی جاسکتی ہے۔

بہت سی صورتوں میں بچوں کو صرف اور صرف ہم روزانہ رویے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کی اداسی یا دکھ کا ازالہ پوچھنا یا جرح سے نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ فیصلہ کرنا آسان نہیں کہ کب ایسا کیا جائے تاہم جب بچے کندھے پر سر رکھ کر رونے میں سکون محسوس کرے تو اسے رونے دیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے دل کا غبار چھٹ جائے گا۔

دور بلوغت سے گزرنے والوں کے لیے اس دور کی باتیں بھون بھری یادیں بن جاتی ہیں۔ اس اعتبار سے ماہرین "بڑوں" کے لیے بھی رہنمائی نہ دینی خیالی کرتے ہیں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ دور بلوغت سے گزرنے والے بچوں کی تربیت اور پرورش مخصوص اہمیت رکھتی ہے۔ اس عمر کے جسم میں بچے کو صرف اور صرف ایک سمجھدار اور ذہین فرد کی رہنمائی درکار ہوتی ہے۔ ان کے قریب ایسا فرد ضرور ہونی چاہیے جو وقت پڑنے پر ان کی مدد کر سکے۔

بکثیت ماں یا باپ آپ یہ کردار ادا کر سکتے ہیں۔ دور بلوغت بچے کی آئندہ زندگی پر دور رس اثرات مرتب کرتا ہے۔ وہ بہت سی تبدیلیوں سے گزر کر بہت چھوٹے ایک نئی شخصیت میں ڈھلتے ہیں، اس دور اپنے میں ان کی حفاظت اور رہنمائی نسبتاً مشکل کام ہے لیکن سمجھدار والدین اپنے "حصوں" پر ساری زندگی کے لیے خوشی اور اطمینان کا سرمایہ حاصل کر لیتے ہیں۔



یہ صورت حال اس اعتبار سے مفید ہے کہ اس طرح بچے گھر میں رہتے ہیں، کسی اندیشے کے بغیر اپنی محفل جمانے لگتے ہیں اور یہ کہ ان کی مصروفیات پر نگاہ بھی رکھی جاسکتی ہے۔ عمر کے اس حصے میں بچے بہت سی جذباتی اور ذہنی تبدیلیوں سے گزرتے ہیں لہذا انہیں پہچاننا، پیار کرنا اچھا نہیں آتا ہے۔ بیشتر والدین بچے کے اس رویے پر پریشان ہو جاتے ہیں مگر یہ رویہ دور بلوغت کا ایک حصہ ہے۔ بچے عمر کے اس حصے میں والدین سے دور ضرور ہوتے ہیں مگر والدین کو اس سے دور نہیں ہونا چاہیے۔

بچے اور والدین کے درمیان رابطہ کے لیے ضروری ہے کہ والدین وہ انداز اپنائیں جو بچوں کو ان کی باتیں سننے پر آمادہ کر سکیں اور وہ ان سے اپنی باتیں کہنے میں کوئی جھجک محسوس نہ کریں۔ بہت سی باتیں تحریری صورت میں زیادہ موثر ثابت ہوتی ہیں۔ مخصوصا دور باتیں جو والدین اپنے بچوں سے نہیں دیکھ سکتے ہیں۔ جب آپ کوئی بات کہتے ہیں تو اس کو موثر بنانے کے لیے زیادہ سنا لیتے ہیں، نئی بات زیادہ موثر ہو سکتی ہے کہ اس میں موثر باتیں ہوں۔

پھر آپ ویہ فیصلہ کرنے میں بھی آسانی ہوتی ہے کہ آپ واقعتاً کیا کہنا چاہتے ہیں تو یہ بار بار پڑھیں جاتی ہیں۔ اس پر زیادہ بہتر انداز سے غور کیا جاتا ہے بہت سے موضوعات پر بچوں کا محسوس ہونے والا ان کے حلقہ احباب کی کئی نئی معلومات کا حاصل ہوتا ہے۔ بچوں کو یہ اعتبار سے پر اعتماد اور مضبوط دلچسپی کے طلب کار والدین بھی بچوں (خصوصاً لڑکیوں) کو منفی مضمون پر بنیادی اور لازمی معلومات فراہم نہیں کرتے ہیں۔ دور بلوغت میں

ذائقہ بھی علاج بھی

دارچینی

برسات کے دوران اس پر مچھڑ نما انگلی کے برابر موٹی شبنیاں آتی ہیں جنہیں کاٹ لیا جاتا ہے۔ پھر ان شبنیوں سے چھال اتار کر اسے خمیر کیا جاتا ہے۔ یہ عمل چوبیس گھنٹے میں پورا ہوتا ہے۔ اس کے بعد بیرونی تہ کو کھرنی کے اتار دیا جاتا ہے۔ اس کی اندرونی چھال کو دھوپ میں خشک کیا جاتا ہے۔ خشک ہونے کی بعد یہ تقریباً ایک انچ قطر تک خوبصورت و پھیلے ہوئے خلا کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح مصنوعی دارچینی کا درخت بھی اسی طرح سدا بہار رہتا ہے۔ یہ برما اور جنوبی چین میں بکثرت پائے جاتے ہیں، اس کی چھال تہہ کے رنگ کی اور موٹی ہوتی ہے۔ اسے بھی سورج کی روشنی میں خشک کیا جاتا ہے۔ یہ اصل دارچینی کے مقابلے میں لمبی اور موٹی ہوتی ہے۔ یہ دیکھنے میں بھی اتنی خوبصورت نہیں ہوتی جتنی اصل دارچینی ہوتی ہے چونکہ یہ سستی ہوتی ہے اس لیے بازار میں باسانی دستیاب ہوتی ہے۔ یہ ذائقہ میں تیز ہوتی ہے اور اس کا پتہ جو تیز پتہ کہلاتا ہے مساز جات کا ایک اہم حصہ ہے۔

دارچینی ایک قدیم خوشبودار جڑی بوٹی ہے، جو مسالے کے طور پر استعمال ہوتی ہے، پڑا اثر دماغی ہے۔ روایات سے ٹھنڈا، فلو اور نظام ہاضمہ کے مسائل کے حل کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

صدیوں سے بطور خوشبو پن کے مقبول ترین مسالے کے علاوہ دارچینی کی طویل تاریخ زخم مندھ کرنے والی جڑی بوٹی کے طور پر بھی ہے۔ سن 2700 قبل مسیح سے بھی پہلے دارچینی قدیم طبی نسخے علاج میں ناک کی بند رکھنے اور بھگی چھ نہیں سے آرام حاصل کرنے کے لیے استعمال کی جاتی تھی اس کے بہت سے روایتی

استعمالات کو اب جدید سائنس کی تائید بھی حاصل ہوئی ہے۔ دارچینی کھجور کے درمیانی ملائوں کے بینکرات سے آتی ہے۔ یہ مسالہ از خود وہ مختلف درختوں سوئمن ڈائٹیکسٹیم اور سوئمن آسین درمیانی خشک چھال ہے۔

ماہرین کے مطابق اصلی دارچینی کا درخت سوئمن ڈائٹیکسٹیم ہے جو سری لنکا میں پایا جاتا ہے۔ سوئمن ڈائٹیکسٹیم کا درخت سری لنکا میں نرم کھنٹی

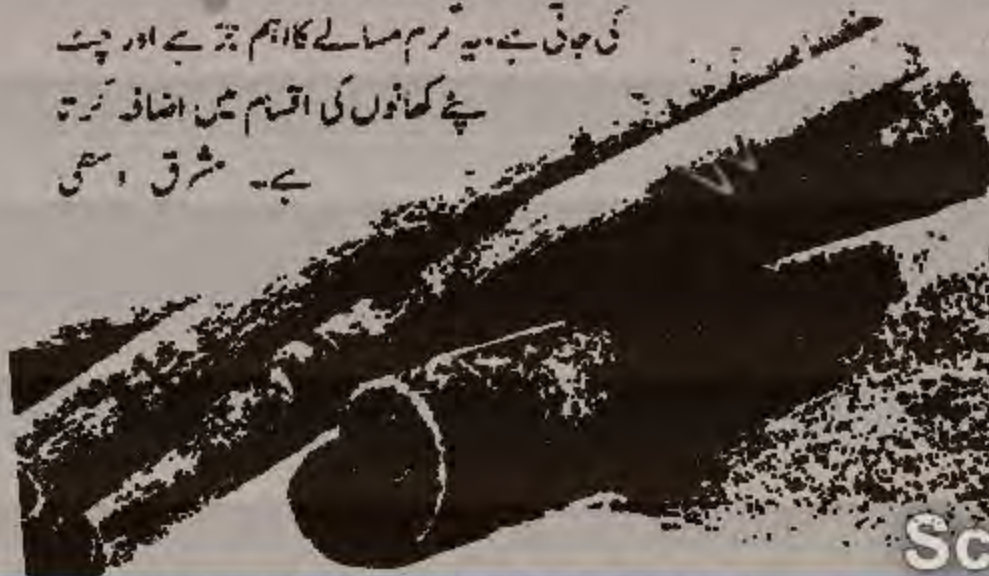
چھال اور پینے چھالوں کے

ساتھ سدا بہار رہتا ہے۔ ہر

دو برسے سال موسم

کچن میں اس کا استعمال

ایشیا، بحر کے کھانوں میں دارچینی بہت استعمال کی جاتی ہے۔ یہ گرم مسالے کا اہم جز ہے اور پتے پنے کھانوں کی اقسام میں اضافہ کرتا ہے۔ مشرق وسطیٰ



بہت زیادہ ہے جن میں کسی بھی عضو میں حرکت پیدا کرنے کی خصوصیت پائی جاتی ہیں۔

حلق کے مسائل کے لیے طاقتور دوا

روایتی چینی ڈاکٹر اور بھارتی طبیب صدیوں سے دار چینی کو اکثر اورک کے ساتھ ملا کر عمل تنفس کے مسائل خصوصاً کھانسی، حلق کی جھلی کی سو جن اور دمہ کے علاج کے لیے تجویز کرتے ہیں۔ یہ خوشبودار مسالہ جسمانی اور ذہنی تھکن، ڈپریشن، فلو اور مختلف وائرل انفیکشن سے نجات دنانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ یہ جسم کو ہلکا، پھلکا اور ذہن کو پرسکون کرتا ہے۔ اندرونی طور پر تحریک پیدا کرنے والی دار چینی جسم کو گرم رکھتی ہے۔ قوت حیات کو بڑھاتی ہے۔ دوران خون کو تیز کرتی ہے اور خون میں سے فاسد مادوں کو نکال کر اسے صاف کرتی ہے۔ کھانسی اور فلو کے اثرات نمایاں ہوتے ہی دار چینی کی چائے پیئیں یا گرم پانی میں دار چینی ڈال کر اس کا رس نکالیں پھر اس میں لیموں کا رس اور ایک چائے کا چمچ شہد ملا کر پیئیں۔ یہ ہر موسم میں ہونے والے فلو کے لیے بہترین ہے۔

دار چینی اور شہد مختلف بیماریوں کے لیے شفاء

امریکی اور کینیڈین ماہرین کی تحقیقات کے مطابق شہد اور دار چینی مختلف بیماریوں کے لیے بہترین دوا ہیں۔ کچھ بیماریوں کے لیے انہیں کیسے استعمال کیا جائے...؟ درج ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے۔

دل کے امراض

شہد اور دار چینی کا ٹکچر بنائیں، اسے روٹی، ڈبل

میں عام طور پر گوشت کا دم پخت بناتے ہوئے اسے شامل کیا جاتا ہے۔ خصوصاً بھیڑ اور کمرے کے گوشت سے بنی ہوئی ڈشوں میں استعمال لازم ہے۔ جبکہ مغربی کھانوں میں یہ ایک اور دم پخت پھلوں میں ذائقہ پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ دار چینی ثابت اور پاؤڈر دونوں شکلوں میں کافی استعمال ہوتی ہے اس کا پاؤڈر دودھ، مشروبات، کسٹرڈ، کیک، بیسکری اور سیب کی پائی جیسے میٹھوں پر چھڑکا جاتا ہے۔ پاکستانی اور انڈین کھانے بھی اس کے بغیر نامکمل تصور کیے جاتے ہیں۔ مرغی کھانوں کو ذائقہ دار بنانے کے لیے دار چینی کا استعمال عام ہے اس کے علاوہ چاؤ اور بریانی میں بھی اس کی شمولیت ضروری ہے۔ مٹنی کو ذائقہ دار بناتا ہے اور اس میں سے گوشت کی بو کو ختم کرتا ہے۔ یہ کھانے کو زود ہضم بھی بناتی ہے۔

معالجاتی اہمیت

اگرچہ دار چینی کو چکن کے بہترین خوشبودار مسالے کے طور پر جانا جاتا ہے لیکن اس میں صحت یاب کرنے کی ممتاز اور قابل ذکر خصوصیات موجود ہیں۔ یہ جریان خون، فلو، بخار، ریج، مٹی اور خرابی معدہ کو ختم کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ یہ آنتوں میں سے گیس خلع کرنے میں مدد دیتی ہے۔

دار چینی کا بد ہضمی اور زخموں کو مندمل کرنے کا روایتی استعمال جدید سائنس سے بھی تائید پا چکا ہے۔ بہت سے دوسرے پکانے والے مسالہ جات کی طرح یہ بھی طاقتور جراثیم کش ہے۔ یہ مختلف اقسام کے میکٹریا، فنگس اور وائرس کا خاتمہ کر سکتا ہے۔ دار چینی کی معالجاتی اہمیت اس کے اندر پانے جانے والے دو خاص تیلوں ایوجینول اور سینملڈ ہڈی کی وجہ سے

متاثرہ حصے پر لگائیں۔ یہ جلد کے انفیکشن کے لیے مفید بتایا جاتا ہے۔

کینسر

آسٹریلیا اور جاپان میں ہونے والی ریسرچ کے نتائج کے مطابق معدہ اور ہڈیوں کے بڑھے ہوئے کینسر ختم کرنے میں دار چینی نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان کینسر کی ایڈوانس اسٹیج میں مبتلا مریضوں کو روزانہ ایک کھانے کا چمچ شہد اور ایک چائے کا چمچ دار چینی کا پاؤڈر دن میں تین مرتبہ استعمال کا مشورہ دیا جاتا ہے۔

کیل مہاسے

تین کھانے کے چمچ شہد اور ایک چائے کا چمچ دار چینی کے پاؤڈر کا پیٹ رات کو سونے سے پہلے لگائیں اور صبح نیم گرم پانی سے دھولیں۔ دو ہفتے تک روزانہ اس کا استعمال کیل مہاسوں کو ختم کرنے میں مفید ہے۔



روٹی یا پرائٹھے پر جام اور جیلی کی جگہ لگا کر روزانہ کھائیں۔ یہ کولیسٹرول کو کم کرتا ہے اور ہارٹ ایٹک ہونے کے امکانات میں بھی کمی واقع ہوتی ہے۔ اس کا باقاعدہ استعمال دل کی دھڑکن کو مضبوط کرتا ہے۔

بال گرنا

بال گرنے کی صورت میں گرم زیتون کے تیل میں ایک کھانے کا چمچ شہد، ایک چائے کا چمچ دار چینی کا پاؤڈر ملا کر مرکب تیار کر لیں۔ اب نہانے سے چند روزہ منت پہلے بالوں میں لگائیں اور پھر بال دھولیں۔ یہ بالوں کو گرنے سے روکنے میں مددگار ہے۔

کولیسٹرول

سونہ اونٹن چائے کے قبوہ میں دو کھانے کے چمچ شہد اور تین چائے کے چمچ دار چینی کا پاؤڈر ملا کر دن میں دو مرتبہ پینے سے ہر قسم کا کولیسٹرول کم ہوتا ہے۔

اسکن انفیکشن

دار چینی پاؤڈر اور شہد کی برابر مقدار ملا کر اسے

سب سے زیادہ پیسے کمانے والا استاد

نیچنگ کے پروفیشن سے لوگ شاید لاکھوں نہیں کما سکتے لیکن جنوبی کوریا کا ایک استاد ایسا بھی ہے جس کی آمدنی



بڑے بڑے فلمی ستاروں سے زیادہ ہے اور جو ہر ماہ کروڑوں روپے کما رہے ہیں۔ یہ استاد ہر سال چالیس لاکھ ڈالر سالانہ کما رہے ہیں۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ وہ کس طرح یہ پیسے کما رہے ہیں، تو اس کا طریقہ بہت آسان ہے۔ موصوف نے اپنے آن لائن نیچنگز، نیپ، سی ڈیز ریکارڈ کروا کر رکھی ہوئی ہیں اور زیادہ تر بچوں سے ان کے ذریعے رابطے میں رہتے ہوئے انہیں تعلیم کے ذریعے سے بہرہ ور کرتا ہے۔ یہ ایک طریقہ تعلیم Hagwons ہے جس میں بچوں کو آن لائن تعلیم دی جاتی ہے۔ انٹرنیٹ کے تیزی سے فروغ کے بعد یہ طرز تعلیم جنوبی کوریا میں بہت تیزی سے مشہور ہوا ہے۔

اس میں انسانوں کے لئے شفا ہے

شہد کا باقاعدہ استعمال جسم میں بیماریوں کے

خلاف قوت مدافعت میں اضافہ کرتا ہے۔

شہد میں کئی امراض کے لئے شفا ہے۔

بیماری کے بعد ہونے والی کمزوری کو دور کرتا ہے۔

جلد کی حفاظت کرتا ہے۔

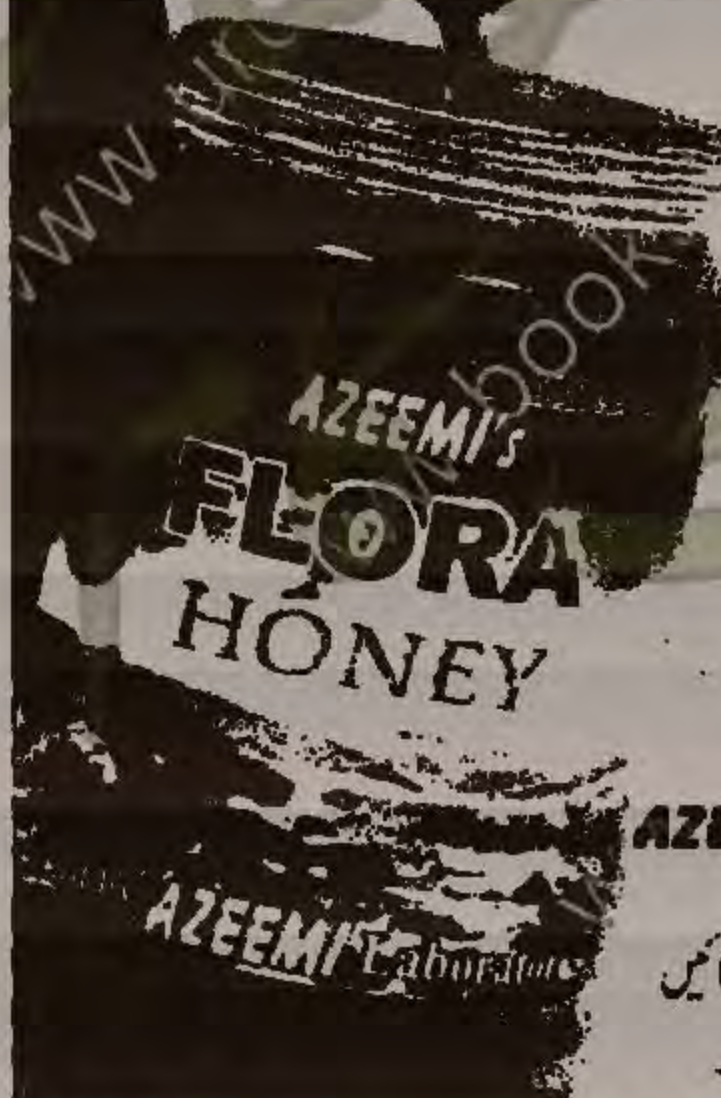
دماغ، اعصاب اور نظر کو تقویت دیتا ہے۔

قوت میں اضافہ کرتا ہے۔

AZEEMI'S

FLORA

HONEY



Packed By:

AZEEMI LABORATORIES

Ph:021-36604127

کراچی میں اپنے قریبی اسٹور سے طلب فرمائیں

یا ہوم ڈیلیوری کے لئے ہمیں فون کیجئے۔

پاکستان کا سب سے

142

Scanned By Amir

دہلی

جبکہ خالص دودھ سے بنے
دہی میں معدنیات کی نسبت کم
ہوتی ہے۔ جیسے ایک کپ
خالص دودھ سے بنے دہی میں
پروٹین سات گرام اور کلسیم
272 ملی گرام ہوتا ہے۔

دہی میں وٹامنز بھی کافی
مقدار میں موجود ہوتے ہیں۔
دہی کے ایک کپ میں وٹامن کے
170 انٹرنیشنل یونٹ ہوتے ہیں

اور وٹامن بی ون ایک ملی گرام۔
تھامین پوائیس ملی گرام، ریبو
فلوونوئڈ دو ملی گرام، نیاسین دو ملی گرام ہوتے ہیں۔ یہ
سب وٹامن بی ہیں ان کے ساتھ اس کو ریب ایسڈ وٹامن
بی سے بھی صرف دو ملی گرام ہوتے

ایک مکمل غذا

خداوند دو ملی گرام، نیاسین دو ملی گرام ہوتے ہیں۔ یہ
سب وٹامن بی ہیں ان کے ساتھ اس کو ریب ایسڈ وٹامن
بی سے بھی صرف دو ملی گرام ہوتے

غذائیت کے اعتبار سے دہی دودھ
کی طرح ہوتا ہے۔ اس میں نہ صرف
پروٹین بہت زیادہ ہوتی ہے بلکہ کلسیم، وٹامن
اے اور بی بھی کافی مقدار میں ہوتا
ہے۔ دوسرے کئی مینرلز اور
وٹامنز بھی تھوڑے تھوڑے
موجود ہوتے ہیں۔ ٹائٹ کے
مقابلے میں بھینس کے دودھ کا
دہی زیادہ توانائی اور غذائیت رکھتا ہے۔

اس میں چکنائی، پروٹین اور
دوسرے غذائی اجزا نسبتاً زیادہ
ہوتے ہیں۔ دہی کے پانی میں بھی
مینرلز، معدنیات اور وٹامنز آتھی جن کی کمی موجود ہوتی ہیں
یونٹس یہ دودھ کا پانی ہوتا ہے جو دودھ کے تپنے پر دہی
بننے کی وجہ سے اوپر آجاتا ہے۔

دہی چھانوں کو مدت دینے سے
بے شمار غذائیت کا ذریعہ بنتی ہے۔ دہی
پاشم ہونے کے باعث چھانوں کو ہضم کرنے میں مدد
کرتی ہے۔ دہی آنتوں کے ٹھنڈے دور سے رکھتا ہے۔ دہی میں
پروٹین کی خاصی مقدار پائی جاتی ہے جو ہسانی خلیوں
اور پٹھوں کی نشوونما، خون کے سرخ خلیوں کی تیار
قوت مدافعت میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔

بھینس نکالے ہوئے دودھ سے بنائے گئے، ایک
کپ دہی میں مذکورہ مقدار میں معدنیات پائی جاتی
ہے۔ (پروٹین آٹھ گرام، آئرن 0.1 ملی
گرام، کلسیم 294 ملی گرام، فاسفورس 270 ملی
گرام، پوٹاشیم پچاس ملی گرام،
سولفیور انیس ملی گرام)۔



مئی 2015ء

Scanned By Amir

کردتی ہیں۔

دہی طوالت عمر و زندگی کے ساتھ ساتھ جسمانی توانائی بھی فراہم کرتا ہے۔ دہی کو وہ لوگ بھی ہضم کر لیتے ہیں جو دودھ ہضم نہیں کر پاتے یا جنہیں دودھ پینے سے گیس کی شکایت ہوتی ہے۔ دہی میں پایا جانے والا پروٹین آسانی سے ہضم ہو کر جزو بدن بن جاتا ہے کیونکہ دہی کے پروٹین میں دودھ سے دہی بننے کے عمل کے دوران فولک ایسڈ، وٹامنز اور بعض معدنیات کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

دہی تو عمر بچوں اور عمر رسیدہ افراد کے لیے بہترین غذا ہے کیونکہ دہی میں موجود پروٹین جلد ہضم ہو جاتے ہیں۔

چھاپہ کی بھی دہی جیسی ہی غذائی اہمیت ہے اور یہی حال لسی کا ہے۔ ایک حصہ پانی اور تین حصہ دہی سے بہترین لسی تیار ہوتی ہے لیکن دہی میں مزید کمی بھی کی جاسکتی ہے۔ چھاپہ دہی کی نسبت زیادہ ہاضم ہوتی ہے۔ اس میں چکنائی اور نمک دہی کم ہوتا ہے۔ اس لیے یہ ہلکی بھی ہوتی ہے۔ اسی بنا پر اسے مصنوعی آب حیات بھی کہتے ہیں۔ جسم کے زہریلے اور فاسد مادے کو نکالنے میں اور جسم کی توانائی اور تازگی کی بحالی میں چھاپہ بہترین کام کرتا ہے۔ یہ آتی ہوئی چیزوں کے بھاری اور بادی پن نیز مٹھائی وغیرہ کے ہاضمے کے لیے بھی لاجواب ہے۔

دہی سے چہرے اور جسم کی خوبصورتی کا کام بھی لیا جاتا ہے۔ دہی میں موجود مفید بیکٹیریا جلد کو نرم اور چمکدار بناتے ہیں۔

۱۔ دہی میں لیسین یا اورنج جو سما کر اچھے قسم کا فیسکیز بنا یا جاسکتا ہے۔ مقدار کا تعین اپنے چہرے کے

تھکنائی و آئینہ

خالص دودھ کے دہی میں صرف 150 حرارے ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ چکنائی اور کاربوہائیڈریٹس کی مقدار بھی بہت معمولی ہے۔ ایک کپ دہی میں کاربوہائیڈریٹس صرف بارہ سے تیرہ گرام ہوتے ہیں اور چکنائی صرف چار سے آٹھ گرام۔ دہی میں سلینک ایسڈ یا لیکٹوز دوسری خمیر شدہ غذاؤں کے مقابلے میں تین گنا زیادہ ہوتا ہے جو توانائی فراہم کرنے کے علاوہ آنتوں کو صحت مند بناتا اور ہاضمہ درست کرتا ہے جبکہ وزن کم کرنے میں بے حد معاون اور فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ کم حراروں کی وجہ سے دہی ڈائٹنگ کرنے والوں اور موٹے افراد کے لیے بہترین غذا ہے۔

گزشتہ صدی کے ابتدا میں 1908ء کے نوپل پرائیڈنٹ "ایلی منگوفانے دہی کے طبی خواص پر تحقیق کی تو یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ بلغاریہ کے باشندوں کی طویل عمری کا سبب دہی کا بکثرت استعمال ہے۔ دہی اپنے اندر غذائی جزئیات کے ساتھ ساتھ متعدد امراض کے خلاف مدافعتی قوت اور اثرات رکھتا ہے۔ فرانس کے لوگ دہی کو "حیات چوڑاں" کا نام دیتے ہیں۔ امریکی دہی کو پانچ اہم معجزاتی غذاؤں میں شمار کرتے ہیں۔

خالص دودھ کے مقابلے میں دہی جلد ہضم ہو جاتا ہے اور ساتھ ساتھ آنتوں میں "فلورا" نامی بیکٹیریا کی خاصی تعداد قائم رکھتا ہے جو نظام ہضم اور تیزابیت روکنے کے لیے ضروری ہیں۔ دہی پیٹ کے اندر مختلف بیکٹیریا کے انکیشن کو روکتا بھی ہے اور غذا کو سڑاند سے بچاتا ہے اسی لیے اینٹی بائیوٹک ادویات استعمال کرانے والے اچھے ڈاکٹر مریض کو دہی کا استعمال کرواتے ہیں کیونکہ اینٹی بائیوٹک ادویات فلورا نامی بیکٹیریا کو ختم

طرح ملا دیں۔ ساوی روٹی، چاول، بیسی روٹی یا پکوڑوں کے ساتھ کھائیں۔ اگر ایک کپ چاول پکا کر اس دہی میں ملا دیں تو ایک الگ ڈش تیار ہو جائے گی اسے بگھارے دہی والے چاول کہتے ہیں۔

دہی مسالہ

اشیاء: دہی ایک کپ، پانی ایک کپ، سرخ مرچ ایک چائے کا چمچ، دھنیا آدھا چائے کا چمچ، چنگ ایک چمچ، تیل دو کھانے کے چمچ، رائی آدھا چائے کا چمچ، ثابت زیرہ آدھا چائے کا چمچ، کڑی پتا آٹھ یا دس پتے، ہر ادھنیہ کار نشنگ کے لیے۔

ترکیب: دہی کو اچھی طرح پھینٹیں۔ سرخ مرچ، دھنیا اور نمک کو تھوڑے سے پانی میں گھول لیں۔ تیل گرم کر کے رائی اور زیرے کو ساتھ کڑ کڑا لیں۔ پھر چنگ، کڑی پتا اور مرچ دھنیے کا مخلول ڈال کر چند منٹ پکائیں۔ مسالہ بھن جانے پر دہی بھی ملا دیں اور ابال آنے تک چلاتے رہیں پھر گھولا ہوا آٹا شامل کر دیں اور گاڑھا ہونے تک پکائیں۔ سرو کرتے وقت ہر ادھنیہ شامل کر دیں۔ روٹی، پراٹھے، چاول یا پکوڑوں کے ساتھ کھائیں۔ اسی پکوان میں مزید اضافہ یا جہت کرنا چاہیں تو آنے کے ساتھ ساتھ کوئی بھی پسندیدہ سبزی، آلو، مٹر یا بینز بھی شامل کر کے مزید ارسبزی تیار کی جاسکتی ہے۔

دہی کے مینہ پکوان

دہی مسز عفسر

اشیاء: دہی آدھا کلو، پتہ 125 گرام، کاجو 125 گرام، چینی (پسی ہوئی) 150 گرام، ہوام 125 گرام، الاٹچی پاؤڈر ایک چائے کا چمچ، دودھ ایک

کھانے سے خواتین خود کرسکتی ہیں یا پھر ایک کپ دہی میں ایک کھانے کا چمچ اور ٹچ جوس یا لیمن جوس (خالص عرق) اچھی طرح ملائیں اور چہرے نیز گردن اور ہاتھوں پر لگائیں۔ پندرہ منٹ بعد نرم کپڑے یا لٹو پیپر سے صاف کر کے صاف پانی سے دھوئیں۔

2۔ پھپھاز کے لیے دہی اور بیسن کا پیسٹ (چہرے کی کیفیت اور پھپھاز کی تعداد کے لحاظ سے دہی و بیسن کا تناسب خود طے کریں) لگا کر دس سے پندرہ منٹ بعد دھو لیں۔
3۔ بالوں کی کنڈیشننگ کے لیے خالص دہی بالوں اور بالوں کی جڑوں میں اچھی طرح چار سے پانچ منٹ تک ہفتے میں ایک مرتبہ ضرور مساج کریں پھر چند منٹ بعد دھو لیں یہ بالوں کو نرم، صحت مند اور مضبوط بناتا ہے۔
4۔ یرقان کے لیے دہی یا پھاپھ میں شہد ملا کر کھانے کے طور پر کھانا بے حد مفید ہے۔ چھپہ اور دہی کا کھانا اور لگانا چنبیل اور ایگزیمیا کے لیے بھی مفید ہے۔
دہی سے بہترین پکوان بھی تیار کیے جاتے ہیں۔ ہم آپ کے لیے یہاں دو نمین اور دو پیٹھے پکوان کی ترکیب پیش کر رہے ہیں۔

دہی کے نمکین پکوان

بگھاری دہی

اشیاء: دہی (پھینٹ لیں) دو کپ، خوردنی تیل ایک کھانے کا چمچ، رائی آدھا چائے کا چمچ، اور ک (کٹی ہوئی) ایک اچھ کا کٹزا، بری مرچ (کٹی ہوئی) دو یا تین عدد، کڑی پتا چند پتے، نمک حسب ذائقہ۔

ترکیب: تیل گرم کر کے (کڑ کڑا کے) کڑی پتا یا رائی، اور ک، بری مرچ ڈال دیں، ہکا براؤن ہونے پر اتار کر نمک کے ساتھ دہی میں اچھی

مئی 2015ء

تھانے کا چمچ، اخروٹ ایک کھانے کا چمچ۔
 ترکیب: دی اور چینی کو اچھی طرح ملانے اور پھینٹنے کے بعد ہار ایک ملل کے کپڑے پر رکھ کر تھوڑا پانی نھار لیں۔ (نھارا ہوا پانی ضائع کرنے کے بجائے پیرا جاسکتا ہے، خوش ذائقہ ہوگا۔)
 نھاری ہوئی دی کسی شیشے یا پلاسٹک کے پیالے میں ڈال کر پست، بادام، کاجو، اخروٹ اور دودھ میں گھڑا زعفران ڈال کر دی کے ساتھ اچھی طرح ملا لیں۔ مزیدار میٹھا تیار ہے۔

دی کا میٹھا

اشیاء: دی، ذرہ کلو، چینی تین چوتھائی سپ، بادام کش ہوا ایک کھانے کا چمچ، جانی ایک

چوتھائی چائے کا چمچ، الایچی آدھا چائے کا چمچ، زعفران ایک چوتھائی چائے کا چمچ، دودھ تھوڑا سا زعفران گھولنے کے لیے۔
 ترکیب: دی کا پانی نھار لیں۔ اچھی طرح پانی نھار لینے کے بعد دی کو پھینٹ کر کریم جیسا بنائیں۔
 اسی کریم جیسے دی میں چینی ملا دیں اور پھر پھینٹ لیں تاکہ مزید نرم ہو جائے۔ پھر گھڑا ہوا زعفران، بادام، جانی پانڈور اور الایچی پانڈور اچھی طرح ملا کر خوب نھنڈا کر لیں۔ مزیدار دی کا میٹھا تیار ہے۔

پختہ

آئن اسٹائن سے زیادہ ذہین لڑکا

یہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ آئن اسٹائن کی زندگی کتنی ہیروکے طور پر جیٹے ہوئی تھی۔

آئن اسٹائن کی زندگی میں ہیروکے طور پر جیٹے ہوئے تھے۔ ان کی زندگی میں ہیروکے طور پر جیٹے ہوئے تھے۔ ان کی زندگی میں ہیروکے طور پر جیٹے ہوئے تھے۔



آئن اسٹائن کی زندگی میں ہیروکے طور پر جیٹے ہوئے تھے۔ ان کی زندگی میں ہیروکے طور پر جیٹے ہوئے تھے۔ ان کی زندگی میں ہیروکے طور پر جیٹے ہوئے تھے۔

آئن اسٹائن کی زندگی میں ہیروکے طور پر جیٹے ہوئے تھے۔ ان کی زندگی میں ہیروکے طور پر جیٹے ہوئے تھے۔ ان کی زندگی میں ہیروکے طور پر جیٹے ہوئے تھے۔

پریشر کا مہم جو جانا پیاس لگتا حتی کہ مرگی کے دورے
جسکی علامات بھی پیدا ہو سکتی ہیں۔ فاسفورس ہڈیوں کی
نشوونما کے لیے ضروری عنصر ہے۔ سلفر ہر
پورنو پوزیم کا ناگزیر جزو ہے۔ جو
دماغ، اعصاب اور خون سے
متعلق بیماریوں کو روکتا ہے۔
روزانہ ایک دو کھیرے کھانے سے
یہ خاص اجزاء آپ کو آسانی سے
میسر آسکتے ہیں۔

کھیرے کو سلاد اور
دوسری سبزیوں کے
ساتھ بھی استعمال کیا جاتا
ہے۔ سلاد کے لیے
چندر، مون، نمائز، کاجر،
بند گو بھی اور کھیرے کی

ایک پلیٹ دوپہر کھانے کے ہمراہ اچھی طرح چبا کر
کھیں، قبض کی شکایت نہیں رہے گی۔ جسم میں
چستی پیدا ہوگی اور طبیعت ہشاش بشاش
رہے گی۔

اس سبزی کو قدرت نے انسانوں
کے لیے اویاتی اور دافع امراض خصوصیات کا
مرکب بنا دیا ہے۔ یہ خون کے لیے ضروری آھارا
پن کو خود کار

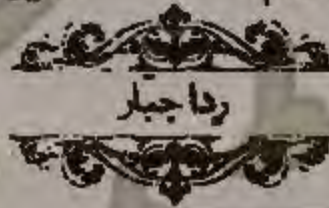
کھیر ایسی سبزیوں میں سے ایک ہے جو ہمارے
مذہب میں وسیع پیمانے پر کاشت کیا جاتا ہے۔ کھیرا
کھانے سے ٹھنڈک اور تازگی کا احساس ابھرتا ہے۔
موسم کی شدت کو کم کرنے کے لیے

کھیرے میں تقریباً تمام لوازمات موجود
ہیں۔ کھیرے
کی کئی اقسام
ہیں جو شکل،
جسامت اور رنگ
میں مختلف ہیں۔ ہلکے سبز
رنگ سے لے کر گہرے سبز رنگ میں یہ
سبزی مل جاتی ہے۔ کھیرے میں جسمانی
ضرورتوں کے لیے نہایت اہم معدنی اجزاء پوٹاشیم،
سولیم، میگنیشیم، منگنیک، نیکیل
کالورین اور فلورین پائے جاتا

ہے۔ ایک سو گرام کھیرے میں ان اجزاء کے علاوہ
تقریباً دس ملی گرام نیٹریج اور پچیس ملی گرام
فاسفورس ہوتی ہے۔ اس مقدار میں
96.3 فیصد پانی بھی ہوتا ہے۔ شدید
گرمی میں پیٹ زیادہ آنے کی وجہ سے

جسم میں کئی ضروری نمک خارج ہو جاتے ہیں۔ اسی
طرح زیادہ مقدار میں اسہال یا قے آنے سے
بھی جسمانی نمکیات میں خطرناک حد تک کمی
آ جاتی ہے۔ اسے طبی اصطلاح میں ڈی
ہائیڈریشن کہتے ہیں۔ جسم میں ان نمکیات کے
عدم توازن سے پٹھوں کی کمزوری، ریشہ
پڑمردگی، ذہنی افسردگی، اعصابی کھنچاؤ،
چڑچڑاپن، جلد میں سختی، زبان کا خشک ہونا، بلڈ

ایک منفرد سبزی



مئی 2015ء

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو ایبل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
- ✦ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✦ ایڈفری لنکس، لنکس کو میسجے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety

چھیل کر اس کے قلعے بنا کر چہرے پر چھویر کے لیے لگا دیے جاتے ہیں۔ کھیرے کے معدنی جزا پانی اور ٹھنڈک چہرے کی جلد میں جذب ہو کر جلد کی عمر میں اضافہ کرتے ہیں۔ چہرے کی جلد کے لیے کھیرے کے ماسک سے بہتر نکتہ شاید دوسرا کوئی نہیں۔ اس ماسک کا باقاعدہ استعمال چہرے کی خشکی کو ختم کر دے گا۔ جلد پر سلوٹیس یا جھیریاں نمودار نہیں ہوں گی۔ کیل مہاسے اور جھانیاں غائب ہو جائیں گی۔

کھیرے میں سلفر اور سلیکان سے اجزاء کی خاصی مقدار پائی جاتی ہے۔ یاد رکھیں یہ عناصر سب کے باؤں کی نشوونما میں بھی بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ کھیرے کا استعمال یا اس کے جوس کا ایک گلاس روزانہ چینا آپ کے بالوں کو بھی لمبا، گھنا اور چمکدار کرتا ہے۔

بچھڑ

عظیری کی ہوم ڈیوری اسکیم

عظیری کی مصنوعات مشہور وزن کم کرنے کے لیے مہز لین ہریٹل نیسیٹ، سن ریڈ ہریٹل شیمو، شہد، بالوں کے لیے ہریٹل سنٹا، رنگ گورا کرنے والی ہریٹل کریمر شین سم اور دیگر مصنوعات کراچی میں ہوم ڈیوری اسکیم کے تحت گھر بیٹھے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

مطلوبہ اشیاء منگوانے کے لیے اس نمبر پر رابطہ کیجیے:

021-36604127

حریت سے قلم رکھنے میں مدد فراہم کرتا ہے اور خون کی اضافی تیزابیت کو دور کرتا ہے۔ کھیرا پیشاب کو کھل کر لانے کا موجب ہے۔

اگر معدے میں تیزابیت زیادہ ہے، سینے میں جھن بوتی ہے، کھنئی دکھائی دے یا منہ میں پانی جھنبت آتا ہے، تو کھیرے کا جوس استعمال کریں۔ دو تازہ کھیرے میں ان کو دو جو کر جو سر مشین کے ذریعے جوس نکالیں۔ دو تین گھنٹے کے وقفے سے استعمال کریں۔ معدے کی تیزابیت میں کمی ہو کر اس کو آرام آئے گا۔ پر تکلف اور چن چنی مسالے دار غذا کے بعد پیب میں جھن محسوس ہو رہی ہو تو کھیرے کا جوس ضرور استعمال کریں تاکہ قدرتی طریقے سے معدے کی اصلاح ہو جائے۔

کھیرے کے بارے میں یہ نکتہ تاثر عام ہے کہ اس کے کھانے سے ہیضہ ہو جاتا ہے۔ ہیضہ اس گندگی سے ہوتا ہے جو ہر سالوں سے کھیرے کو تیار کرنا شروع کر چکی ہوتی ہے۔ اگر وہ بڑے بڑے مستند کھانے بیٹھے کے مرٹل کے دوران کھیرے مرینوں کا استعمال نہ ہوا ہے۔ کھیرے کے بیچ میں پوٹاشیم کی کافی مقدار ہوتی ہے، مردے میں پتھر کی اور پیشاب کی جھن میں ان کا استعمال کرنا چاہیے۔ سے جھن کر وہی میں ملا کر کھانے سے مردے اور ان کی نالیوں میں موجود پتھر کی حل ہو جاتی ہے۔ پیشاب کی جھن ختم ہو جاتی ہے اور پیشاب کھل کر آتا ہے۔

یہ خواتین کی نزات اور نفاست کو قائم رکھتا ہے کیونکہ اس کے استعمال سے چہرے کی جلد تر و تازہ رہتی ہے۔ کھدوں اور بیٹی پر نرز میں کھیرے کا ماسک استعمال نہ ہوا جاتا ہے۔ زیادہ تر کھیرے کو

دائریہ

فلک باز



لذیذ اور غذائیت سے بھرپور تیار اور شکر کی یہ ترکیبیں
آپ کے دماغ و توان کی روٹی میں اضافہ کر دیں گی۔

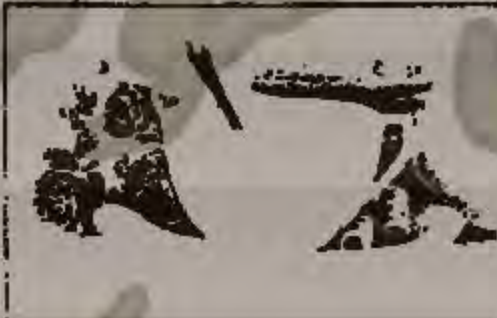
پوریوں تیل سے یہ شہر بھر کر اچھی
دست۔ اب ہونے سے اتار کر نمشہ
کریں۔ آخر میں نمویا ڈالی کر بنا کر
کریں۔ پھر باہر ادا پتے اور کھوپرے سے
سے چار منٹ گرم کریں اور ان
مٹھویوں کو سنہا کریں۔

سارا پانی خشک ہو جائے اور کھی نیچوڑ
دست۔ اب ہونے سے اتار کر نمشہ
کریں۔ آخر میں نمویا ڈالی کر بنا کر
کریں۔ پھر باہر ادا پتے اور کھوپرے سے
سے چار منٹ گرم کریں اور ان
مٹھویوں کو سنہا کریں۔

ڈرائی ڈیشس حلوہ
اشیاء: پھولے سے ایک کلو، گھی دو
آب دو دو ڈیڑھ، تھوٹی ارچی پنڈرہ
سے تین عدد، نیسہ شوگر آدھا پ،
کھجوا ایک پاؤ، بادام، پستے، کھوپرا
(گارش کے لیے)
حسب ضرورت۔

چاکلیٹ رول برقی

اشیاء: کھویا آدھا کلو، چینی
ایک پیان، پانی ایک پیالی، کوکو
پاؤڈر دو چمکانے کے بچھ، دودھ
دو چمکانے سے بچھ، گھی ایک
چمکانے کا بچھ۔



ترکیب: تھوڑے
دو دو رات بھر پانی میں بھجو
دیں۔ چھان کوچے سے کاٹ کر
نہاں دیں اور اب ان کو دودھ میں
تقریباً آدھے ایک گھنٹے کے لیے بھلو
دیں۔ پھر ان کو ہلکی آگ پر اتا پائیں
کہ سارا دودھ خشک ہو جائے۔ پونے
سے اتار کر نمشہ آریں اور ان کو دینڈر
میں میٹھیں کریں۔ اب ایک آدھ پیان
میں گھی گرم کریں اور ان بیجوں کھول کر
ڈالتس جب خوشبو آئے تو اس میں
تھوڑوں کا تھچ ڈال کر ہلکی آگ پر
بھجائیں۔ تھچ مستقل چلائیں پھر اس
میں نیسہ شوگر ڈال کر اتا بیجوں کی

ٹی ٹائم اسپیشل

ترکیب: بیماریا پینڈے کی کڑھتی
میں چینی پانی اور دودھ کو ڈال کر ابالنے
کریں، اب اس آسنے پر درمیانی آگ پر
تین سے چار منٹ پکائیں۔
مویا ڈال کر تین طرف ملائیں، انڈا
چھیننے سے Whisk کی مدد سے
تھچتے کریں، جب مٹھویا مکمل طور پر تیار
کھانے کے بچھ آگ ڈال کر نمشہ
پانی سے گوندھیں، تھوٹی نیچوڑ
کریں۔

ماوا سنگولی

اشیاء: میدہ آدھا کلو، کھویا ایک پیان،
سوتلی آدھی پیالی، ذرہل پھا ہوا آدھی
پیالی، چینی ایک پیالی، الچی بادام پستے
حسب پسند، آئل تھنے کے لیے۔
ترکیب: میدے میں تین سے چار
کھانے کے بچھ آگ ڈال کر نمشہ
پانی سے گوندھیں، تھوٹی نیچوڑ
کریں۔

نہاں دیں اور اب ان کو دودھ میں
تقریباً آدھے ایک گھنٹے کے لیے بھلو
دیں۔ پھر ان کو ہلکی آگ پر اتا پائیں
کہ سارا دودھ خشک ہو جائے۔ پونے
سے اتار کر نمشہ آریں اور ان کو دینڈر
میں میٹھیں کریں۔ اب ایک آدھ پیان
میں گھی گرم کریں اور ان بیجوں کھول کر
ڈالتس جب خوشبو آئے تو اس میں
تھوڑوں کا تھچ ڈال کر ہلکی آگ پر
بھجائیں۔ تھچ مستقل چلائیں پھر اس
میں نیسہ شوگر ڈال کر اتا بیجوں کی

انہیں اور آدھے کچھر کو پھینا کر ڈال دیا، بقیہ آدھے کچھر میں گو کو پاؤڈر اچھی طرح ملائیں اور اس کچھر پر پھیلا کر ڈال دیا۔ کنارے سے بٹر پیپر کو اٹھاتے ہوئے اسے دبا دبا کر رول کر لیں، آدھے سے ایک گھنٹے کے لیے فریج میں رکھ کر ٹھنڈا کر لیں۔

پریزینسٹیشن: فریج سے نکال کر خوبصورتی سے رول کی شکل میں کات لیں اور اس آسانی سے بننے والی مزیدار مشاق سے اپنے مہمانوں کی توجیح کریں۔

آلو بخارہ مسالہ کباب

اشیاء: قہیرہ ایک کھو، اور کب ایک بڑا نکلا، لہسن تین جوئے، پودینہ (باریک کتر ہوا) ایک کھنکھانے کا چمچ، بری مرچ چھ عدد، لہسی ہوئی خشک دو چائے کے چمچ، لہسی ہوئی سونف ایک چائے کا چمچ، پسا ہوا زیرہ ایک چائے کا چمچ، سرشا مرچ پاؤڈر ایک چائے کا چمچ، نمک حسب ذائقہ، آلو بخارہ خشک دس سے بارہ عدد، پیاز دو عدد (پھوس میں کٹی ہوئی) لیموں چار سے پانچ عدد (کٹے ہوئے)، آئل ایک کپ۔

ترکیب: اور ک، لہسن، پودینہ اور بری مرچوں کو بلینڈر میں ڈال کر باریک پیسٹ بنا لیں۔ آلو بخاروں کو دو حصوں میں توڑ کر صاف نکال دیں۔ باریک کٹے ہوئے قہیرے کو باؤں میں ڈال

کراس میں بلینڈ کیا ہوا پیسٹ ڈال دیں اور تمام پیسے ہونے مسالے یعنی سونف، خشک، زیرہ، نمک اور مرچ شامل کر کے اچھی طرح گوندھ لیں۔ اب اس کے چھوٹے چھوٹے گولے بنائیں پھر ان تمام گولوں میں انگلی سے دبا کر گڑھا بنائیں اور آلو بخارے کا آدھا آدھا نکلا رکھ کر کباب کی شکل دیتی جائیں پھر کسی فرائنگ بین میں آئل گرم کر کے کباب گولڈن ہونے تک فرائی کر لیں۔

شکم پوری کباب

اشیاء: گوشت آدھا کلو، لہسن چھ جوئے، اور کب ایک انچ کا نکلا، ثابت لال مرچ آٹھ سے دس عدد، دھنیا ثابت ایک کھانے کا چمچ، گرم مسالہ سب ملا کر دو کھانے کے چمچ، نمک حسب ذائقہ، لیموں کارس دو کھانے کے چمچ، اہلی ہوئی چنے کی دان آدھا کپ، کوئنگ آئل فرائی کرنے کے لیے۔

فلنگ کے لیے: لاندے دو عدد، پیاز دو عدد، ہر ادھنیا آدھی گھنٹی، بری مرچ چھ عدد، چیدر چیز دو کھانے کے چمچ، لاندے ایک عدد (انڈیا پینا)۔

ترکیب: گوشت میں لہسن، اور ک، دھنیا، لال مرچ اور گرم مسالہ ڈال کر گھالیں پھر اس میں چنے کی دان اور لیموں کارس ملا کر چا پر میں چسپا

نیں۔ فلنگ کے اجزاء کس کریں اور اہلے ہوئے لاندے میں کس کریں۔ پیاز، ہر ادھنیا اور بری مرچ کو چوب کریں اور چیدر چیز سمیت تمام اشیاء کو کس کر لیں۔ کباب کے مسالے کو ہاتھ پر پھیلا کر چمچ میں فلنگ رکھیں اور کباب کی شیپ دے دیں۔ اب آئل گرم کریں اور کبابوں کو لاندے لگا کر فرائی کر لیں۔ گولڈن براؤن ہونے پر سرنگ ڈش میں نکالیں اور اہلی یا چینی اور کچھ کے ساتھ پیش کریں۔

اورنج حلوہ

اشیاء: سوئی آدھا کپ، دودھ ڈھائی کپ، چینی آدھا کپ، بادام پوکھ، کشمش پاؤ کپ، اورنج جوس آدھا کپ، دہی آدھا کپ۔

ترکیب: کڑی میں کھی گرم کریں اور بادام و کشمش فرائی کر کے اچھل لیں۔ اب اسی کھی میں سوئی کو گولڈن براؤن ہونے تک خوب اچھی طرح بھونیں اور دودھ کے ساتھ ہی چینی بھی ڈال دیں۔ جب دودھ خشک ہو جائے تو اورنج جوس شامل کر دیں اور چمچ مسلسل چلاتی رہیں۔ جب حلوہ پختہ چھوڑنے لگے تو اس میں فرائی کیے ہوئے بادام اور کشمش بھی ڈال دیں اور کسی ڈش میں نکال کر چاندی کے ورق سے سجا کر گرم گرم پیش کریں۔





برسات کے موسم کا سب سے انتظار نہیں ہوتا، سب
 ہی اسے خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہم بارش میں بھیلنے کو
 طبیعت کا رومان پرور احساس سمجھتے ہیں اور پہلی پہلی
 بارش میں پور پور بھینچنا چاہتے ہیں لیکن ہمارے
 باؤں کے لیے بارش کا بھی پانی انہیں
 آدود نہ دیتا ہے اور فضا میں موجود
 آلودگی کے اثرات زمین کی سطح پر
 مسائش پیدا کر دیتے ہیں۔ بال کمزور
 ہو جاتے ہیں، چمک ماند پڑتی ہے
 چند مھوں کے شوق پورا
 کرنے کے بعد ضروری ہے
 کہ آپ بھرپور غسل لے لیں

دیشم جیسر زلفیں

موسم سون کے موسم میں جیسر اسپرے یا
 Gel کا استعمال نہ کریں کیونکہ یہ کیمیائی اجزاء خشکی
 پیدا کرتے ہیں جو سکنے تو بلوڈرائیئر سے بھی پرہیز کریں
 البتہ رات کو خشکی کے باعث یہ پڑنے کا اندیشہ ہو تو
 کنڈیشنر کے بعد جو ذرائع کر سکتی ہیں۔ اس موسم

تاکہ نقصان کا ازارہ ممکن ہو سکے۔ درج ذیل میں
 باؤں کی خوبصورتی کے لیے چند کارآمد نسخے دیے
 جا رہے ہیں۔
 جب آپ بارش میں بھینچیں تو شیپو اور کنڈیشنر
 استعمال کرنا ضروری ہو جاتا ہے ورنہ صابن میں

میں نمی کی زیادتی ہوتی ہے اس لیے ہر
 وقت باؤں میں اسکارف نہ لگا رہنے
 دیں، تھوڑی دیر تک دھنسنے ہوئے گیسے
 باؤں کو تھپی دھوپ میں رکھیں۔ چھہ ہاں اپنے اندر
 نمی محفوظ کر لیتے ہیں صرف سورج کی قدرتی شعاعوں
 میں یہ تاثیر ہے کہ وہ باؤں کی نگہداشت کر سکے اگر
 کسی شہر میں دھوپ نہیں نکلتی یا موقع دستیاب نہیں
 ہوتا تو پھر کوئی Gel استعمال کر لیں۔

موجودہ کیمیکل انہیں مزید کمزور کر سکتے
 ہیں۔ تیل سے باؤں میں مالش کرنا اپنے
 معمولات میں شامل رکھیں تاکہ خون
 میں گردش ہو لیکن رات بھر تیل لگے رہنا ضروری
 نہیں ہے۔ ہیپو آسٹینٹس کہتے ہیں کہ سینٹالیس سے
 ساٹھ منٹ کے وقفے میں بھی تیل اپنا اثر دکھا دیتا ہے
 لہذا باؤں کو جلد دھولینا چاہیے۔
 ہر روز شیپو کرنا بھی ٹھیک نہیں تاؤنٹیک آپ
 لیے سفر سے لوٹیں یا بہت سرد و غبار کی فضا میں کوئی
 کام کرتی ہیں۔ البتہ ایک دن چھوڑ کر ایک دن صفائی
 ضروری ہے۔

اگر آپ کے باؤں کو شیپو انڈر جذب کرنے
 لگے ہیں تو ہیپو آسٹینٹس کا استعمال آٹھ سے آٹھ گھنٹے اور آٹھ
 بدلتی ہوئی چمک آپ کو باور نہ دے گی یہ ہمیشہ چلنے

اگر بالوں سے نمی کی شکایت نہیں جاتی تو سر پر اور نیموں ملا کر مخلول تیار کریں اور بال دھونے سے پہلے تیل کی طرح مساج کریں۔ اگر گھبراہٹ پر ہیبت چائے موجود ہو تو چند قطرے تیل سے شامل کر لیں۔ بال چکنے نہیں رہیں گے اور جوڑوں کی افزائش بھی رکے گی۔ چکنے والوں کے سروں کو ترشوان بھی مفید رہتا ہے اگر آپ آئیوین اور وٹامن بی کا میپیکس خوراک میں یا اضافی سپلیمنٹ کی صورت میں شامل کر لیں تو یہ حد مفید ہو گا۔

خشک بال بھی بہت توجہ چاہتے ہیں، تیل ان بالوں کی بہت اہم ضرورت اور خوراک ہوتا ہے، خالص سرموں، ہوا، ہارنڈیل یا زیتون کوئی بھی اچھا تیل ہفتہ میں دو مرتبہ ضرور لگائیں۔ بالوں کو آہستہ آہستہ خوراک نہ مل سکتے تو قدرتی چمک اور رنگ مانع پڑ سکتی ہے۔

بعض علاقوں میں حارہ پانی آتا ہے اور لوگ پینے اور پلانے کے لیے مینھا پانی استعمال کرتے ہیں اگر آپ حارہ پانی سے بال دھوئیں تو خشکی، آئیزیا اور بالوں کے پٹنے یا وہ شائے ہو جانے کے خدشے ہوتے ہیں اور بہت مرتبہ بال روکھے، پھیلے اور گرنے کی وجہ طویل بیماری، ڈائٹ کرنے کا بیٹون کی حد تک خراب ہو جائیگا کسی دوا کاربن ایکشن بھی ہو سکتا ہے۔

اگر بال بہت گریں تو خوراک میں چھتائی وائی غذاؤں مثلاً مچھلی کا تیل، یا مچھلی استعمال کرنا شروع کر دیں۔ خشک میوے کھائیں اور اگر مچھلیوں میں یہ تازہ سالن، سارڈائن، دستیا بوسٹیں تو بہتر ہے۔ دودھ اور اس سے بنی ہوئی غذائیں نہیں، اور ہارنڈیل ہاتوں وانی بیڑیاں میں ان میں ایک جز کی کمی ہوتی ہے۔

سے نظر آئیں گے شہر میں صرف تندریشتر بدل میں صورتحال کا بومیں آجائے گی۔ نمی کو کم کرنے کا قدرتی طریقہ لیموں کے رس کا مساج ہے اس طرح بال میلے میلے سے نظر نہیں آتے۔ ہاں نورنگے وائی خواتین کو خصوصی شیمپو اور کنڈیشنر استعمال کرنا پڑتا ہے وہ اگر نارمل شیمپو استعمال کریں گی تو ان کے بالوں کے مسائل بڑھیں گے۔ بہت زیادہ نمی والے بالوں میں سرکی (خشکی) بھی ہو سکتی ہے تو ایسی خواتین ہفتہ میں ایک مرتبہ اپنی ڈینڈرف شیمپو استعمال کر لیں اور دیگر دنوں میں اپنا نارمل شیمپو استعمال کر کے جلد کو متوازن اور صحت مند رکھ سکتی ہیں۔

بارش کے پانی میں کلورین شامل ہو جاتا ہے اور اگر خشکی کی صفائی کے بعد آپ کلورین کی ہاتھ مقدار خشکی میں ڈالتی ہیں تو بھی یہ پانی بال دھونے کے لیے مفید نہیں رہتا۔ ایسا پانی برتن دھونے، دیگر صفائی کے کاموں اور باغبانی کے مقصد کے لیے موزوں ہو سکتا ہے بہتر یہی ہو گا کہ آپ نمک والا پانی بال دھونے کے لیے مخصوص کر لیں یا پھر کسی برتن میں ساوہ (بغیر کلورین والا) پانی اسٹور کر لیں اور اسی سے سر دھوئیں۔ بارش کے موسم میں بالوں کو دھونے کے لیے نیوٹی اور پھتری کا استعمال ضرور کریں اور اس پانی سے بالوں کو بچائیں۔

اس موسم میں جوڑیں بھی پیدا ہوتی ہیں اس لیے ہر جلد سے رجوع کرنا بہتر ہوتا ہے۔ بازار میں بہت سے ایسی لاکس شیمپو موجود ہیں مگر غیر معیاری ایسی لاکس شیمپو جوڑوں کو ہی نہیں سر کی جلد کے خلیات کو بھی نقصان پہنچاتے ہیں۔ بسا اوقات مساجوں کو بند کر دینے کی شکایت بھی پیدا ہوتی ہے۔



آپ کی صحت سے متعلق طبیعی مشورے

مسئلہ نثریوں سے یہ بہت تھمیر ہو جاتا ہے۔
علامات

شروں میں ہلکے سے ہلکے سفید رنگ کے چھوٹے چھوٹے اور کوس دان پیدا ہو جاتے ہیں۔ رفتہ رفتہ یہ دان بڑھتے جاتے ہیں اور بڑھ کر آئی ایک چھوٹے دان میں کر بڑے دان اور جب بڑے ہوتے ہیں۔ کبھی آنکھیں، بھنویں اور ان کے بال سفید ہو جاتے ہیں۔ معمولی طور پر ان کے نشان ہاتھوں اور چہرے پر زیادہ ہوتے ہیں۔

حکیم عادل اسمعیل

لیکن اکثر ان کا آغاز بچہ سے ہوتا ہے۔ شروں میں آئی چھلکی ہوتی ہے خارش کرنے سے وہ حصہ چھل جاتا ہے اور سونے کے بعد اس پر چھڑی بن جاتی ہے۔ جب یہ چھڑی اترتی ہے تو ان کے نیچے سفید نشان نمودار ہوتا ہے۔ یہ تعداد میں آئی ایک ہو سکتے ہیں۔ برص کا مرض اگر پہلے مرحلے میں ہے تو

برص (لیوکوڈرما)

برص واکٹریزٹی میں لیوکوڈرما اور عام بول چال میں پھسبھرتی کہتے ہیں۔ یہ ایک جلدی بیماری ہے۔ اس بیماری میں جلد کے اوپر چھوٹے چھوٹے اور کبھی بڑے بڑے سفید دھبے پڑ ہو جاتے ہیں۔ کبھی یہ دھبے گول اور کبھی مختلف الاشکال ہوتے ہیں۔ یہ مرض اکثر موروثی ہوتا ہے۔ طبی اصطلاح میں یہ ہنغی مرض کہلاتا ہے۔

خون میں آئی طرح کے خلیات (جیرٹوس) ہوتے ہیں جن

کے تیلو بلاست کہتے ہیں۔ یہ ایک ایسا مادہ پیدا کرتے ہیں جو جلد کے رنگنے اور جلد کی رنگت برقرار رکھنے میں معاون ثابت ہوتا ہے جب ہنغی کی وجہ سے ان میں کمی ہو جاتی ہے اور جلد متاثر ہو جاتی ہے تو اس سے میلین (Melanin) کم ہو جاتا ہے یا پھر ختم ہو جاتا

ہے۔ اس مخصوص جلد کی جلد سفید ہو جاتی ہے اور کبھی رنگت سرخی میں ہوتی ہے۔

برص کی وجہ سے جسم کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا اور نہ ہی یہ مرض خیریت سے دور سے واکتاتا ہے۔ البتہ برص کی وجہ سے متاثرہ فرد کی جلد ہر وقت زہنی ہے خاص طور پر یہ



منت تک اس طرح دھوپ میں بیٹھیں کہ دھوپ
برہ راست متاثرہ حصوں پر پڑے، لیپ لگانے کے
آدمے گھنٹے بعد دھولیا جائے۔

پریزیز

دودھ، دہی، چاول، بیکن، لیموں، اہلی، امرود،
کشمش، کاجو، نماتر، آملہ، انڈو، مچھلی اور گانے کے
گوشت سے پرہیز کریں۔



بقیہ: ریشم جیسی زلفیں....

ہے اور متبادل خوراک میں مشرومز، گو بھی، پیاز، اٹن
(تیل جو کالید) کھائیں اور Zinc لینے کے لیے سی ٹوڈ
کے علاوہ سرخ گوشت اور انڈوں کا استعمال کر سکتی
ہیں۔ میکیشیم کے لیے موٹی سبزیاں، سفید گوشت
(مرغی اور مچھلی) سوئے وغیرہ دیا جاسکتی ہیں۔

آزمودہ نسخے

ایک انڈے کی زردی میں چند قطرے سیسٹر
آئل ملا کر مساج کریں اور قدرے توقف کے بعد
بال دھولیں۔ ریٹھا، آملہ، سکا کائی و لمانسٹو باہوں کو
قدرتی چمک دمک بھی عطا کرتا ہے اور بالوں کی جسامت
بڑھتی ہے اگر آپ کے بال نونے لگیں اور مسائل
پیدا ہونے لگیں تو وہ باتوں پر ضرور دھیان دیں۔ کیا
آپ ان دنوں غیر معمولی تباہی و بگاڑ اور افسروگی میں مبتلا
رہیں یا آپ متوازن خوراک نہیں لے رہیں....؟ کوئی
ایک سبب آپ بہتر طور پر جانتی ہیں۔ متوازن خوراک،
آرام اور وٹامن ای اور بی پر مشتمل کوئی سپلیمنٹ (اپنے
معالج سے مشورے کے بعد) غذا کا حصہ بنائیے۔



اس کا علاج آسانی سے ہو جاتا ہے۔ دوسرے مرحلے
میں مرض زیادہ دیر سے جاتا ہے۔

علاج

برص کے علاج کے لیے قدرتی اجزاء پر مشتمل
چند نسخے مندرجہ ذیل ہیں۔

❖.... بانگی کے بیج پچاس گرام لے کر ایک پیالی
میں ڈالیں اب اس پر اورک کارس اتنا شامل کریں کہ
بانگی کے بیج ڈوب جائیں۔ دن میں ایک دو مرتبہ الٹ
پلٹ کر دیا کریں۔ تین دن کے بعد ان بیجوں کو
پیلے سے نکال کر ہاتھوں سے رگڑ کر ان کا چھلکا الگ
کر لیں اس کے بعد بیج کو سائے میں خشک کر کے
باریک سفوف بنائیں روزانہ ایک گرام سفید دوپہر اور
رات کھانے سے آدھے گھنٹہ پہلے یا کھانے کے
آدمے گھنٹہ بعد پانی سے لیں۔

تخم نیم 100 گرام، تخم بانگی 100 گرام،
گندھک اتنی گرام۔ تینوں ادویات کا باریک سفوف
بنالیں اور رات کو چھ گرام سفوف آدھے گلاس پانی
میں بھگوویں صبح واپسی طرح حل چھان کر پی لیں۔

❖.... گیر و پچاس گرام، گندھک پچاس گرام،
بانگی پچاس گرام، گھنٹار پچاس گرام۔ چاروں ادویہ کا
باریک سفوف بنالیں رات کو آدھے گلاس پانی میں چھ
گرام سفوف بھگوویں اور صبح چھان کر لیں۔

❖.... تخم بانگی پچاس گرام، گیر و پچاس گرام، گھنٹار
فارسی پچاس گرام، گندھک آملہ سار پچاس گرام۔
تمام ادویات کا الٹ الٹ باریک سفوف بنا کر آپس میں
ملا لیں۔ اس کے بعد ایک حصہ سفوف میں پانچ حصے
پانی ملا کر لیپ تیار کر لیا جائے اس لیپ کو جسم کے
متاثرہ مقام پر صبح کے وقت لگا کر دو منٹ سے دس



انگریزی کا معالج

جب ہم کسی مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو اس کے علاج کے لیے کئی ادویات اور کئی اینٹی بائیوٹک کا بھی بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔ اگر تھوڑی سی احتیاط سے کام لیا جائے تو بہت سے امراض سے محفوظ رہا جاسکتا ہے، پیاز ہونے کی صورت میں کئی عام امراض کا آسان علاج ہمارے کچن میں بھی موجود ہے۔ کچن ہمارا اشفاخانہ بھی ہے۔ یہاں ہم ایسے چند طبی مسائل کا ذکر کریں گے جن کا حل آپ کے کچن میں بھی موجود ہے۔

مختلف وجوہات ہو سکتی ہیں۔
 طبی ماہرین کے نزدیک روزمرہ غذا میں آسیت، کینشیر،
 فاسفیٹ اور پورین کا کثرت سے استعمال پتھری کا باعث بنتا
 ہے۔ یہ عناصر چھٹکوں والے لٹاجوں، ساگ، سبز یوں اور
 دودھ میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔ گردوں میں پتھری کے
 مریضوں کو ان چیزوں کا استعمال کم سے کم کرنا چاہیے۔
 گردے میں پتھری ہونے کے عمل میں یوریا اور
 دیگر مادے ٹھوس صورت اختیار کرتے ہیں۔ یہ ریت
 کے ذروں سے نئے کر مٹر کے برابر اور بعض صورتوں میں
 خاصی بڑی جسامت اختیار کر لیتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی

ہمارے جسم میں ریزرو کی بڑی کے اطراف میں
 آخری پہلی کے نیچے مٹھی بھر جسامت کے سہتی مائل
 بھورے مٹھی جوزی موجود ہے۔ ٹہ بھگ چار اونس
 وزن کے یہ عضو گردے میں جو بظاہر چھوٹے ہیں، لیکن
 ہمارے لیے بے حد قیمتی ہیں، گردے میں بہ خدمات
 انجام دیتے ہیں۔ مختلف وجوہ سے پیدا ہونے والی
 خرابیاں نہ صرف گردوں بلکہ انسانی جان کے لیے سنگین
 اور بعض صورتوں میں بدکت خیز ثابت ہو سکتی ہیں۔
 ایسا ہی ایک مرض گردے کی پتھری بھی ہے۔
 گردوں میں پتھری کیوں پیدا ہوتی ہے اس کی

باہر آجاتی ہے۔

❖.... مثلاً میں پتھری ہو تو کسی (چاچو) پیٹے سے بہت زیادہ فائدہ پہنچتا ہے۔

❖.... اجوائن چھ گرام روزانہ پھینک لینا پتھری کے اخراج میں مفید ہے۔

❖.... الائچی کھان سو گھنٹہ خربوزے کے بیج کی گری ایک چمچ، معرق دو چمچ سب کو ملا کر پیس لیں۔ ایک پیالی پانی میں ملا کر دن میں دو مرتبہ صبح و شام پینا پتھری کے اخراج میں مفید ہے۔

❖.... گاجیر، چندر، کھیرے کارن پچاس پچاس گرام ملا کر پینا مفید ہے۔

❖.... چنے کی دہلی رات کو پانی میں بھگو دیں۔ صبح اس دہلی میں شہد ملا کر کھالیں۔ گودے یا مٹانے کی پتھری کے اخراج میں مفید ہے۔

❖.... چند دن نہ سنے ہتوں کی راکھ بقدر چھ گرام ٹھنڈے پانی کے ساتھ پھینک لینا فائدہ مند ہے۔

❖.... پتھری کی شکایت ہوگی ہو اور وہ یہ چاہتے ہوں کہ ان کے گودے میں دوبارہ پتھری نہ بنے، انہیں چاہیے کہ ایک گھنٹے بعد ایک بڑا ٹاس بھر کر پانی پیا کریں۔

❖.... رات کو بستہ پر جانے سے پہلے بھی ایک گلاس پانی پینا نہ بھولیں۔ اس طرح رات میں پیشاب کے لیے اٹھنے کی ضرورت پڑے گی۔ جب اس کام کے لیے اٹھیں تو اس کے بعد پھر ایک گلاس پانی پی لیں۔

❖.... جسم میں پانی کی مقدار زیادہ کھنے کی بدولت ساٹھ فیصد مریضوں میں ایسا نیا ہے کہ ان کے گودے میں پتھری دوبارہ نہیں بنتی۔ گودے میں پتھری کے مریضوں ہوں یا نہ ہوں، یہ فرد کو روزانہ دس بار گلاس پانی ضرور پینا چاہیے۔



پتھریاں گرووں سے مٹانے میں پہنچ جاتی ہیں جبکہ بڑی پتھریاں گودے کی تالیوں میں پھنس جاتی ہیں۔ گودے کی پتھری انتہائی اذیت ناک درد کا سبب بنتی ہے۔

❖.... گودے کی پتھریوں کو نکالنے کے لیے مختلف طریقے استعمال کیے جاتے ہیں۔ درج ذیل میں چند مفید نسخے دیے جا رہے ہیں۔

❖.... آنولے کا چورن مولی کے ساتھ کھانا مٹانے کی پتھری میں موثر بتایا جاتا ہے۔

❖.... زیرہ اور چینی ہم وزن سنے کر پیس کر سفوف بنالیا جائے۔ روزانہ تین مرتبہ ایک ایک چمچ ٹھنڈے پانی سے پھینکنا مفید بتایا جاتا ہے۔

❖.... آم کے تازہ پتے سائے میں سکھ کر پیس لیے جائیں۔ صبح باکی پانی کے ساتھ بقدر آٹھ گرام روزانہ پھینک لینے سے گرووں میں پانی جانے والی ریت نکل کر دور ہو سکتی ہے۔

❖.... جن مریضوں کے گرووں میں پتھری ہو، وہ خربوزے زیادہ سے زیادہ کھائیں۔

❖.... جو کا پانی پیتے رہنے سے پتھری آٹھ پیشاب کے راستے نکل جاتی ہے۔

❖.... جوئے آنے کی روٹی اور جو کا ستوا استعمال کرنا پتھری ورنے میں مفید ہے۔

❖.... جامن کی تھلی کا چورن بنا کر وہی کے ساتھ کھانے سے پتھری میں آرام ہوتا ہے۔

❖.... پختہ جامن کھانے سے پتھری کی تکلیف میں آرام ہوتا ہے۔

❖.... بھڑیل کا پانی پیتے رہنا پتھری کی یہ روتی میں مفید ہے۔

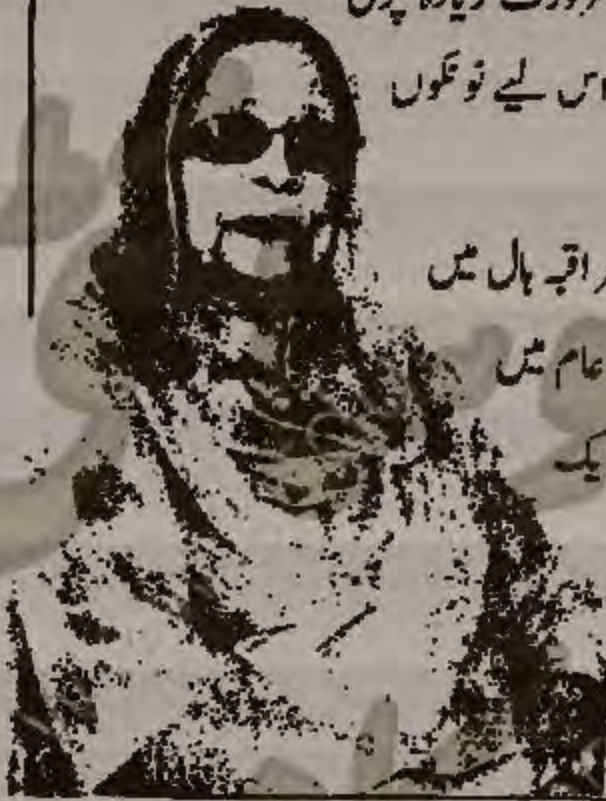
❖.... ہاتھو کا سٹ پتھری سے محفوظ رکھتا ہے۔

❖.... پیاز کے رس میں چینی ملا کر شربت بنائیں۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ شربت پینے سے اکثر پتھری ٹوٹ ٹوٹ کر

اشرف باجی کے ٹوٹکے



ٹوٹکوں کا استعمال دنیا بھر میں عام ہے۔ ٹوٹکوں سے مرد بھی فائدہ اٹھاتے ہیں اور خواتین بھی.... تاہم امور خانہ داری میں ٹوٹکوں کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے۔ خانہ داری چونکہ خواتین کا شعبہ سمجھا جاتا ہے اس لیے ٹوٹکوں کا استعمال بھی خواتین زیادہ کرتی ہیں۔



محترمہ اشرف سلطانیہ برہنہ بابر سے مرکزی مراقبہ ہال میں خدمت خلق کے پروگرام سے وابستہ ہیں۔ خاص و عام میں اشرف باجی کے نام سے معروف ہیں۔ آپ ایک کولیفائیڈ طبیبہ بھی ہیں۔ اگر آپ بھی اپنی زرمودہ کوئی ترکیب قارئین کو بتانا چاہیں تو روحانی ڈائجسٹ کی معرفت اشرف باجی کو لکھ بھیجئے۔

ٹھنڈے پبے نکالیں۔

پانوں صاف رکھیں

نرم پانی میں دو گھنٹے تک ڈال کر اپنے پاؤں

پندرہ دن تک لے لیتے اس پانی میں ڈال دیں۔

یہ تھنڈے پبے میں ایک مرتبہ دہرائیں۔ پاؤں

اتنے صاف ہو جائیں گے کہ جیسے کبھی زمین پر

اترے ہی نہیں۔

کچے رنگ پکے کرنا

جو پائے رنگ پھوڑتے ہیں انہیں کچھ دیر کے

سینے تانی تانی میں بیٹھیں۔

بینگن کے چھلکے اتاریں

بینگن کا بھرنا بنانے سے پہلے بیٹن سے اوپر تیل

بچیں تو چھلکے آرام سے اتر جائیں گے۔

مسور کی دال جلد کلانیں

مسور کی دال پکاتے وقت انرا اس میں بلدی یا تھی

ٹھنڈے پبے میں ڈال دیں تو دال جلد ق گار جائے گی۔

گرتے بال روکیں

دونوں گرتے سے روکنے کے لیے تھنڈے پبے

سے تری نکال کر چیں لیں۔ منہی بھر رات بھر بھرو

دیں۔ تھنڈے پبے میں ملا کر سر دھوئے سے ایک

نوشتیاں بائٹل صاف ہو جاتی ہیں اور چمکدار نظر آنے لگتی ہیں۔

پھولوں کو تازہ رکھنا

رات بھر کے لیے پھولوں کو تازہ رکھنا مقصود ہو تو پہلے پھولوں کو پانی میں غم کر لیا جائے اور کسی مرطوب گلدستہ میں رکھ کر بھیجی ہوئی خام روئی سے ڈھانپ دیا جائے پھر گلدستہ کو کسی ٹھنڈی جگہ پر رکھ دیا جائے۔ اگر خام روئی نہ مل سکے تو پھر اخباری کاغذ پانی سے غم کر کے استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔

فرش دھونے کے لیے

جس پانی سے فرش دھور ہے ہوں اگر اس میں فرش دھونے سے پہلے تھوڑا سا نمک ملا لیا جائے تو فرش پر تیزی سے اور کھیاں وغیرہ جمع ہو کر نہیں بیٹھتا۔

مکھیوں کا اخراج

اگر کمرے میں بہت سی مکھیاں اکٹھی ہو جائیں تو چائے کی استعمال شدہ سوکھی ہٹی اور کتے ہوئے انگاروں پر ڈالیں تو کمرے سے مکھیاں باہر نکل جائیں گی۔

چاولوں کی حفاظت

جس کنستہ میں چاول ڈالے گئے ہوں اس کے پینڈے میں نیم کی سوکھی پتیاں رکھ دی جائیں تو کنستہ میں کیڑے کوڑے داخل نہ ہو سکیں گے۔

ناریل کو تازہ رکھنے کے لیے

پرانے ناریل کو تازہ رکھنے کے لیے عام دودھ میں جھگو کر کم از کم چھ گھنٹے ریفریجریٹر میں رکھ دیں۔ ناریل کا ذائقہ وہی رہے گا جو کہ تازہ ناریل کا ہوتا ہے۔



لکڑی کے ڈیکوریٹیشن پیس صاف کرنے کے لیے

گیلے کپڑے سے خوب صاف کریں پھر کپڑے میں ذرا سا تیل لگا کر خوب ملیں ان میں چمک آجائے گی اگر کھیں سے ٹوٹ گئے ہیں یا خراش آئی ہے تو صوم میں موٹی رنگ چاکلیٹ رنگ کو ملا کر بھر دیں خراش غائب ہو جائے گی۔

کائی دور کرنا

گھر کے اندر مثلاً باتھ روم، صحن یا پتلیں میں مسلسل نمی رہنے سے ان جگہوں پر عام طور پر کائی جھرتی جاتی ہے۔ اسے دور کرنے کے لیے بیچنگ پاؤڈر کو متاثر مقام پر چھڑک دینا چاہیے اور پندرہ بیس منٹ کے بعد جھاڑو سے اچھی طرح جگہ کو رگڑیں۔ اس طریقے سے تمام کائی اتر جاتی ہے اور جگہ بھی اچھی طرح صاف ہو جاتی ہے۔

دیمک سے نجات پانیں

گھر میں موجود کئی چیزوں خصوصاً کتابوں کو دیمک چاٹ جاتی ہے۔ دیمک سے نجات کے لیے مٹی کا تیل چھڑکنا چاہیے۔ اس سے دیمک فوراً ختم ہو جاتی ہے۔ کچے کمرے میں دیمک سمیت کو کمزور کرنے کا سبب بن جاتی ہے لہذا چھتوں کی دیکھ بھال کرتے رہنا چاہیے۔

فل کی نوشتیاں

نمک ملے ہوئے گرم پانی سے تمام نوشتیوں کو برش کی مدد سے صاف کر لیا جائے اور پھر روئی پرانا سخت قسم کا نوٹھ برش لے کر اس پر تھوڑا سا واشنگ پاؤڈر ڈال کر نوشتیوں کے ارد گرد اوپر والے حصے پر خوب اچھی طرح سے رگڑ لیا جائے۔ اس طریقے سے

جسم کے عجائبات



انسانی جسم بظاہر ایک سادہ سی چیز ہے مگر اس کے اندر ایک کائنات چھپی ہوئی ہے۔ یوں تو پورا جسم ایک قدرتی نظام کا پابند ہے مگر ہر عضو کا ایک اپنا باقاعدہ واضح نظام بھی ہے۔ ہر نظام ایک نہایت ہی حیرت انگیز طریقے سے ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہے۔

”جسم کے عجائبات“ کے عنوان سے محمد علی سید صاحب کی تحقیقی کتاب سے انسانی جسم کے اعضاء کی کہانی ان کی اپنی زبانی قارئین کی دلچسپی کے لیے ہر ماہ شائع کی جا رہی ہے۔

محمد علی سید

میں کس قدر کام کرتا ہوں، اس کا کسی حد تک اندازہ آپ اس حقیقت سے کر سکتے ہیں کہ میں دوڑ میں حصہ لینے والے کسی عالمی چیمپئن کے پنچوں کی نسبت دو گنا کام روزانہ کرتا ہوں۔ دوڑ میں حصہ لینے والے نوجوان کے پٹھے اگر میری رفتار سے ہم آہنگ ہو کر کام کرنے لگیں تو شاید چند منٹوں میں کسی جیسی کی مانند ٹھنچے اور بے جان ہو کر رہ جائیں۔

اسی نظر بدلنے سے ٹوٹ جاتا ہوں اور ایک پیر بھری نگاہ مجھے پھر سے جوڑ دیتی ہے۔ یہ سب افسانوی باتیں ہیں۔ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ آپ کے پورے جسم میں کوئی دوسرا عضو مضبوطی میں میرا مقابلہ نہیں کر سکتا سوائے رحم مادر کے کیونکہ وہ تو مادہ تک کئی پونڈ وزن سنبھالے رکھتا ہے۔ یہ اور بات کہ اسے میری طرح رات دن کم و بیش ستر اسی سال تک مسلسل کام نہیں کرنا پڑتا۔



(گزشتہ سے پوسٹ)
پمپنگ مشین
دل

دل کی کہانی، دل کی زبان
شاعروں اور ادیبوں نے جس عضو کا بڑی بے دردی سے استعمال کیا ہے وہ میں ہی ہوں۔ یعنی آپ کا دل۔ میں غزلوں، نغموں اور افسانوں میں ہزاروں لاکھوں مرتبہ ٹوٹ چکا ہوں۔ شاعروں نے مجھے ہزک بتایا، افسانہ نگاروں نے مجھے بے حد حساس ظاہر کیا۔ ان کے خیال میں، میں ایک ذرا

آج کل کے دور میں لوگ کسی بھی دوسرے عضو

بارے میں زیادہ نہیں سوچتے تو اچھے ہے لیکن بہت سے لوگ اپنے دل کی طرف سے خاصے متفکر رہتے ہیں اس کے نتیجے میں میرے اور خود اپنے لیے بڑی مشکلات پیدا کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگ لفظ انداز سے سوچنے اور خوف زدہ رہنے کے عادی ہوتے ہیں۔

اکثر راتوں میں جب یہ لوگ تنہا کمرے میں لیٹے ہوں تو نیم غنودگی کے عالم میں میری دھڑکنوں کو سننے لگتے ہیں۔ اگر دھڑکنوں کو سننے سنتے انہیں محسوس ہوتا ہے کہ دو دھڑکنوں کے درمیان وقفہ آگیا ہے یعنی درمیان میں ان کا دل ایک مرتبہ نہیں دھڑکا۔ اس خیال سے وہ خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ان سے اس میں کوئی خرابی پیدا ہو چکی ہے۔

کار کے انٹینشن کی طرف اسٹریس اور انٹینشن بھی ایک لمحے کی تاخیر سے کام کرتا ہے۔ میں لہنی ضرورت کی بجلی خود پیدا کرتا ہوں اسے توانائی کے ذریعے سکتا ہوں اور پھیلتا ہوں کبھی کبھی تو توانائی کی سپلائی کے وقفے میں ذرا سا فرق آجاتا ہے۔ ایسے میں میری ایک دھڑکن دوسری دھڑکن میں مدغم ہو جاتی ہے اور سننے والے کو یہی محسوس ہوتا ہے کہ درمیان کی ایک دھڑکن غائب ہو گئی۔ ایسا اکثر ہوتا رہتا ہے اس میں پریشانی کی کوئی بات نہیں۔

اکثر جب رات میں کسی وقت کوئی ڈرانا خواب دیکھتے ہوئے آپ کی آنکھ کھلتی ہے تو آپ میری تیز تیز دھڑکنوں سے پریشان ہو جاتے ہیں اس کی وجہ سوتے ہیں خوف کا شدید احساس ہوتا ہے۔ خواب کے عالم میں آپ زندگی بنانے کے لیے جس قدر تیز دوڑتے ہیں اتنا ہی تیز مجھے جی "دوڑنا" پڑتا ہے۔

(حبابی ہے)



شاعر حضرات نازک قرار دیتے ہیں یہ عضو، آپ کا دل، یعنی میں پینتالیس سال تک کے انسان کے جسم میں آمد بیش تین لاکھ نون خون پمپ کر چکا ہوتا ہوں۔ اس حقیقت سے آپ کو میرے چھوٹے سے وجود کی سہ پہاڑ مضبوطی، طاقت اور سہولت و صلاحیتوں کا اندازہ کرنے میں کسی قدر مدد مل سکتی ہے۔

میں کس قدر کام کرتا ہوں، اس کا کسی حد تک اندازہ آپ اس حقیقت سے کر سکتے ہیں کہ میں روز میں حصہ لینے والے کسی خامی چیمپئن کے پختوں کی نسبت دو گنا کام روزانہ کرتا ہوں۔ روز میں حصہ لینے والے نوجوان کے پٹھے اگر میری رفتار سے ہم آہنگ ہو کر کام کرنے لگیں تو شاید چند منٹوں میں کسی چمپلی کی مانند لٹکے اور بے جان ہو کر رو جائیں۔

میں شب و روز کام میں مصروف رہنے کے باوجود آرام کے لیے جن وقت نکلتا ہوں۔ آرام کا یہ وقفہ جو آدھے سینکڑے کا ہوتا ہے مجھے تازہ دم کرنے کو کافی ہے۔ یہ آرام مجھے دھڑکنوں کے درمیان ملتا ہے۔

جب میرے بیان نصف ٹیمپر صاف خون کو ایک سینکڑے تیسویں حصے میں ختم میں پمپ کر دیتا ہے تو اس کے بعد مجھے آدھے سینکڑے آرام کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اسی طرح جب آپ سو رہے ہوتے ہیں تو جسم میں کھلی ہوئی خون کی باریک باریک نالیوں (Capillaries) میں سے زیادہ تر کی کارکردگی عارضی طور پر معطل ہو جاتی ہے۔ اس وقت انہیں خون کی سپلائی روک دی جاتی ہے اس لیے آپ کی نیند کے دوران مجھ پر سے کام کا بوجھ مٹ جاتا ہے۔ ایسے میں آپ کی نبض کی رفتار بہت ہی منت سے سانسوئی منت تک ہو جاتی ہے۔

اگر آپ ایک صحت مند انسان ہیں تو میرے

مئی 2015

Scanned By Amir

کیفیات مراقبہ

ترقی یافتہ ممالک میں مراقبہ کے موضوع پر سائنسی بنیادوں پر تحقیقی کام شب و روز جاری ہے۔ جدید سائنسی آلات سے اخذ کیے جانے والے نتائج سے یہ ثابت ہوا ہے کہ مراقبہ سے انسان کو بہرہ جہت فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ ان تحقیقی نتائج کے روشن نظر مغرب میں تو مراقبہ کو ایک ٹیکنالوجی کی حیثیت دے دی گئی ہے۔ ان تحقیقات سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ مراقبہ سے ہماری عام زندگی پر بھی کئی طرح کے خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ مراقبہ کے ذریعے کئی جسمانی اور نفسیاتی بیماریوں سے نجات مل سکتی ہے، کارکردگی اور یادداشت میں اضافہ ہوتا ہے اور ذہنی صلاحیتوں کو جلا ملتی ہے۔

سائنس میں مشرق کے اہل روحانیت نے ماورائی علوم کے حصول میں مراقبہ کے ذریعے کامیابیاں حاصل کیں۔

ان صفحات پر ہم مراقبہ کے ذریعہ حاصل ہونے والے مفید اثرات مثلاً ذہنی سکون، پرسکون نیند، بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت میں اضافہ وغیرہ کے ساتھ روحانی تربیت کے حوالے سے مراقبہ کے فوائد بھی قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ اگر آپ نے مراقبہ کے ذریعے اپنی شخصیت اور ذہنی کیفیت میں مثبت تبدیلی محسوس کی ہے تو صفحات کے ایک طرف تحریر کر کے روحانی ڈائجسٹ کے ایڈیٹر میں پر اپنے نام اور مکمل پتے کے ساتھ ارسال کر دیجیے۔ آپ کی ارسال کردہ کیفیات اس کالم میں شائع ہو سکتی ہیں۔

کیفیات مراقبہ

روحانی ڈائجسٹ 177، D-1 ناظم آباد۔ کراچی 74600



Scanned By Amir

لیا تھا وسائل کی کمی کی وجہ سے علاج بھی نہیں ہو رہا تھا۔ شدید کمزوری کی وجہ سے روز بروز چہ چہڑی ہوتی جا رہی تھی۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ پہاڑ جیسی زندگی کیسے گزرے گی۔ مجھے کتابیں اور رسالے پڑھنے کا شوق تھا۔ بچا بھی کو بھی کتابیں اور رسالے پڑھنے کا شوق تھا۔ سنے تو نہیں پڑھنے اور کبھی کبھی پرانی کتابیں بچا بھی لے آیا کرتی تھی۔ انہیں میں بھی پڑھ لیا کرتی۔ میرے حالات سے ملنے جھلتے مسائل کے سلسلے میں مشورے دیے جاتے ہیں بھی ان مشوروں پر عمل کرتی مگر حالات جوں کے توں رہے۔

ایک روز بچا بھی ایک پرانا رسالہ خرید لیا اس میں کہانیاں بھی تھیں، لطیفے بھی اور کئی ٹھیکوٹوں کی موضوعات مضامین بھی۔ مگر مجھے ایک آرٹیکل نے اپنی جانب متوجہ کیا وہ تھا ”مراقبہ زندگی کے مسائل کی جانب ایک قدم“۔

اس آرٹیکل میں ذہنی، نفسیاتی مسائل سے لے کر صحت تک کے مسائل کا حل مراقبہ کے ذریعہ دیا گیا تھا۔ مراقبہ کے بارے میں مجھے کچھ علم نہ تھا اور نہ ہی نوٹی بتانے والا تھا۔ میں نے اس مضمون کو کئی مرتبہ پڑھا مگر ایک بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ مراقبہ کی مشقوں سے مسائل کس طرح حل ہوں گے۔ بچا بھی دل نہ اچھی تھیں مگر وسائل کی کمی اور مسائل کی زیادتی کی وجہ سے وہ بھی چہ چہڑی ہوتی جا رہی تھیں۔ اتنے انہماک سے رسالے کو پڑھتے ہوئے دیکھا تو بچا بھی بولیں کیا پڑھ رہی ہو۔ میں نے اگلے ہوئے کہا۔ کوئی خاص آرٹیکل نہیں ہے۔ انہوں نے رسالہ میرے ہاتھ سے لے کر دیکھا تو ان کے سامنے مراقبہ کا آرٹیکل تھا۔ تم مراقبہ سے بارے میں پڑھ رہی ہو۔ انہوں نے حیرت سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔ نہیں نہیں.... مجھے مراقبہ کے بارے

شادی بر لڑکی کا خواب ہو آ کر تھی ہے۔ میں نے بھی اپنے من میں خوبصورت اور محبت کرنے والے ساتھی کے لیے ایک محل بنایا ہوا تھا۔ میری شادی ہو گئی مگر میری زندگی کے امتحان تو شادی کے بعد ہی شروع ہوئے۔ میری شادی ایک نکٹھو، شکل مزاج اور کانوں کے کچے شخص سے ہوئی۔ مگر کئی تربیت یہیں تھی کہ شوہر کا بر حکم ماننا ہے اور اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر بھی نہیں جانا۔ آپ یقین کریں کہ سات سال تک میں کسی شادی بیاہی تقریب، حد یہ کہ ختم قرآن میں بھی نہیں تھی اس کے باوجود روزانہ لڑائی جھگڑا، مار پیٹ اور گالی گلوچی معمول بن گیا۔ بچے ہوئے تب بھی حالات نہ سدھرے۔ کاش میرا شوہر اچھا ہوتا اور مجھ سے محبت کرتا تو میں تمام زندگی اس کے در پر گزار دیتی۔ مگر اس نے بچوں کا بھی خیال نہ کیا۔ اپنی شکل طبیعت سے مجبور ہو کر اس نے پیسے، روپیٹ کی پھر حلاق دے کر گھر سے نکال دیا۔

میں اتنے بڑے صدمے سے دوچار ہو کر اپنے بھائی کے در پر آئی جو ایک معمولی ملازمت کرتا تھا۔ بچے پڑھائی سے نکالاں تھے۔ میں پڑھاؤں تو پڑھتے نہیں۔ میری ذہنی حالت عجیب ہوئی تھی۔ ہر لمحے سوتے جاگتے اس شخص کی شکل ٹھوکتی رہتی تھی۔ وہ مجھے نکالیاں دیتا رہتا۔ میری کیفیت کچھ ایسی ہوئی تھی کہ میں اپنے آپ سے کافی دیر تک باتیں کرتی رہتی۔ کبھی بننے لگتی اور کبھی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ کوئی ایسی گھڑی نہ تھی جب میں اپنے ساتھ شوہر کو نہ کو سوں۔ مجھے کہیں ملازمت بھی نہ ملتی تھی۔

بچوں کی طرف دیکھتی تو کبھی منہ کو آتا۔ امتداد کی کمی کے ساتھ ساتھ نیند کی کمی بھی رہنے لگی۔ جس کی وجہ سے صحت بھی متاثر ہوئی۔ کئی بیماریوں نے مجھے جہز

میں بالکل نہیں پتہ ہے۔

تو پھر کیوں پڑھ رہی ہو کیا مراقبہ کے بارے میں جانتا چاہتی ہو....؟

جی... مراقبہ کی مشقوں کے جو فوائد اس مضمون میں دیے گئے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مشقوں کے ذریعے مسائل کا حل کس طرح ممکن ہے۔
بھابھی مسکرائیں اور بولیں کل بازار سے کچھ رسالے خریدنے جا رہی ہوں اگر مراقبہ کے متعلق کوئی کتاب ملی تو لیتی آؤں گی۔

دوسرے دن وہ مراقبہ کے بارے میں ایک کتاب لے آئیں.... میں نے کتاب کا مطالعہ کیا تو اس میں مراقبہ کی تعریف کچھ یوں کی تھی "مراقبہ سوچنے اور عمل کرنے کا ایک انداز ہے۔ ایک روش ہے جس کا مقصد آپ کو زندگی اور اپنے ارد گرد کی حالتوں سے ہم آہنگ کرنا ہے۔"

مراقبہ اپنی نیچر اور قوتوں کو دریافت کرنے اور انہیں سو دمنہ طور پر استعمال کرنے میں مدد دیتا ہے۔
مراقبہ کے ایک تجربہ کار استاد نے تحریر کیا تھا کہ ہم روزمرہ زندگی میں سکون و اطمینان، متانت و استقامت، آسودگی و اطمینان قلب زندگی میں زیادہ صلاحیت و استعداد اپنی محنت کی طاقت میں اضافہ کرنے حقیقت و اصلیت کا گہرا ادراک حاصل کرنے کے لیے کرتے ہیں۔ یہ وہ مقاصد ہیں جن کے حصول کے لیے مراقبہ کا آغاز کیا جاتا ہے۔

میں نے جب خود پر غور کیا تو واقعی یوں محسوس ہوا کہ میں پریشان زیادہ رہتی ہوں اور عملی کام کچھ بھی نہیں کرتی۔ ذہن میں ایک سوچ آتی کہ شاید میرے مسائل کا حل مراقبہ کے ذریعے ممکن ہو۔ اسی لیے مراقبہ کی تفصیل جاننے کا شوق ہوا۔ مراقبہ کی مشقوں کا

طریقہ اچھی طرح ذہن نشین کیا اور اللہ کا نام لے کر مراقبہ شروع کر دیا۔

کئی روز تک مراقبہ میں کوئی خاص کیفیت ظاہر نہ ہوئی لیکن مراقبہ کے بعد نیند اچھی آنے لگی۔ اسے میں نے مراقبہ کے اچھے نتائج سے تعبیر کیا اور انجمنی سے مراقبہ کا سلسلہ شروع کیا۔

ایک روز میں مراقبہ میں بیٹھی تھی کہ نظروں کے سامنے میرے بچے آگئے۔ وہ بہت صاف ستھری یونیفارم پہنے اسکول بس کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ میں گھر کی گھنٹری سے انہیں الوداع کہہ رہی ہوں۔ کچھ دیر بعد اسکول بس آجاتی ہے اور بچے مسکراتے چہرے کے ساتھ ہاتھ ہلاتے ہوئے بس میں سوار ہو جاتے ہیں۔

ایک روز مراقبہ میں دیکھا کہ ایک وسیع سبز میدان سے چاروں طرف بڑے بڑے درخت گئے ہوئے ہیں۔ شام کا وقت اس سبز و زار پر میرے بچے کھیل رہے ہیں۔ میں بھی جوتے اتار کر اس نرم نرم گھاس پر چلنے لگ۔ سبز گھاس پر شبلیں کے قطعے سورج کی کرنوں میں موتیوں کی طرح چمک رہے تھے۔

ایک روز مراقبہ میں نے دیکھا کہ فضا میں ہزاروں ناپرندے کھوپڑیاں تھیں۔ دور ایک جھیل نظر آ رہی ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ سورج پوری آب و تاب سے چمک رہا ہے غم و غوہ میں شدت نہیں ہے میں بھی قدم بڑھاتی ہوئی جھیل تک جا پہنچی۔ جھیل کے کنارے پر سینکڑوں کی تعداد میں رنگ برنگی تتلیاں اڑ رہی ہیں۔ جھیل کے کنارے پر ایک کشتی تھری تھی یوں لگ رہا تھا کہ وہ میرے ہی انتظار میں کھڑی ہو۔ میں جلدی سے کشتی میں سوار ہو گئی۔

www.paksociety.com

خطباتِ عظیم

جب ہم کسی علم کی بنیاد تک پہنچنا چاہتے ہیں تو اس
سینے میں ایسی فکر اور سوچ کی ضرورت پیش آتی ہے جو
گہرائی میں سفر کرے.... سطحی سوچ سے کسی علم کی
بنیاد تک پہنچنا ممکن نہیں ہے....

دنیا کا کوئی بھی علم ایسا نہیں ہے جس کی بنیاد میں
تحقیق، تجسس، تلاش اور گہرائی موجود نہ ہو.... جیسے
جیسے ہم کسی علم کے اندر تغیر کرتے ہیں اسی مناسبت
سے اس علم میں ہمیں نئے نئے پہلو نظر آتے ہیں۔ جب
ہم ان پہلوؤں پر اور زیادہ گہری نظر سے تغیر کرتے
ہیں تو علم کی بہت سی شاخیں بن جاتی ہیں۔

علم کوئی بھی ہو.... فلسفہ ہو، منطق ہو یا علم الکلام
ہو.... سب کی ضرورتیں مشترک ہیں.... یعنی جس علم
کے بارے میں جتنے زیادہ تغیر کرنے والے موجود
ہوتے ہیں یا کسی ایک علم کی ریسرچ میں جتنے زیادہ اذہان
شائاد جاتے ہیں وہ علم اسی مناسبت سے ترقی کرتا رہتا
ہے اور نتیجہ میں وہ ایک مستحکم اور مبسوط علم بن جاتا
ہے.... ایسا علم!.... جس کا اپنا ایک نظریہ، ایک فلسفہ
اور اپنا ایک فرض عمل اور طرز استدلال ہوتا ہے....
موجودہ دور کے سائنسی علوم میں بھی یہی طریقہ
کار موجود ہے.... ایک سائنس دان نے علم کے کسی

ایک شعبہ پر تغیر کیا، تغیر

کرتے کرتے وہ کسی مثبت نتیجہ پر پہنچا اور پھر وہ اس دنیا
سے رخصت ہو گیا.... اس سائنسدان کو حاصل ہونے
والا نتیجہ راہ نمائی تھا کہ تاہم لیکن ابھی اس کی علمی حیثیت
قائم نہیں ہوئی تھی۔

دوسرے آدمی نے، دوسرے طالب علم نے یا
دوسرے سائنس دان نے اس علم کو آگے
بڑھایا.... یوں کچھ روشن پہلو مزید نمایاں ہو
گئے.... رفتہ رفتہ سینکڑوں اعلیٰ درجہ اس ریسرچ میں
شریک ہوتے رہے اور علم کی ایک حیثیت قائم ہو
گئی.... اس کی ایک تھیوری بن گئی.... پھر یہ علم اور
آگے بڑھا.... اس میں مزید بہت، باذوق دماغ شریک
ہوئے اور اس تھیوری کو پریکٹیکل کی صورت دے دی
گئی.... نتیجہ میں ایک ایسا علم تشکیل پایا جس سے کوئی
عقل کا اندھا بھی انکار نہیں کر سکتا....

دنیا کا کوئی بھی علم ایسا نہیں ہے جس کی بنیاد میں تحقیق، تجسس، تلاش اور گہرائی موجود نہ ہو۔

کوئی کام اس وقت تک ممکن نہیں ہے۔
جب تک اس کام کو کرنے سے متعلق آپ کو انفارمیشن نہ ملے۔

لاشعوری ایسا علم ہے کہ جہاں انسان جان لیتا ہے کہ اس کائنات کا خالق کون ہے....؟



کائنات کے اجتماعی اعمال کی تشریح ہے... کائنات سے مراد مخلوق کی تمام نوبتیں ہیں جو کائنات میں موجود ہیں اور ہر آن اور ہر لمحہ زندہ ہیں...

تیسرے ورق کے پہلے صفحے پر انفرادی احکامات ہیں اور دوسرے صفحے پر ان احکامات کے نتیجے میں انفرادی اعمال و حرکات کا ریکارڈ ہے...

آخری البہامی کتاب قرآن پاک میں جہاں آدم کی خلافت و نیابت کا تذکرہ بیان ہوا ہے، وہاں بنیادی بات یہ بیان ہوئی ہے کہ آدم کو علم الاسماء عطا کیا گیا ہے... یہ علم الاسماء ہی تھا جس کی بنیاد پر فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا... انسان کا شرف صرف اس بات پر قائم ہے کہ اسے خالق کائنات کی نیابت عطا ہوئی ہے اور وہ نیابت کے علوم سے واقف ہے...

خالق کائنات نے جب آدم کو علم الاسماء عطا کر دیا اور اپنی تخلیقی صفات سے آدم کو آگاہ کر دیا تو آدم کا یہ علم پوری نوع انسانی کا ورثہ بن گیا...

تخلیق کا فخر مولا یہ ہے کہ انسان کے اندر روح کا سرور عطا ہے... اگر انسان کے اندر یا آدم زاد کے اندر روح موجود نہیں ہے تو آدم زاد کا وجود ناقص متذکرہ ہے اور اس کی کوئی حیثیت نہیں... جب خالق کائنات نے آدم کے اندر اپنی روح پھونک دی تو اس کے اندر حواس بیدار ہو گئے... روح آیا ہے؟... خالق کائنات اللہ تعالیٰ کا امر ہے... اللہ تعالیٰ کا امر یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے... ”ہو جا“... اور وہ چیز ہو جاتی ہے۔

پیدائش کا مطلب یہ ہے کہ روح اپنے لئے ایک وجود بنا کر اس دنیا میں اپنے مظاہرہ کرتی ہے... بچہ میں اگر روح نہ ہو تو وہ بچہ مردہ کہلائے گا... روح جسم کی

برتنی علم کو عوام الناس میں متعارف کرانے کیلئے اس علم کی مختلف طرزوں میں، مختلف ہیروں میں تشریح کی جاتی ہے۔ ان تشریحات سے شعور آشنا ہوتا ہے، اسی مناسبت سے شعور کے اندر سکت پیدا ہو جاتی ہے اور اس سکت کے نتیجے میں شعور کبرائی میں سفر کرنے لگتا ہے... شعور کی کبرائی کا دوسرا نام ای شعور ہے... طالب علم جب شعور کی کبرائی میں داخل ہو جاتا ہے تو اس کے سامنے ای شعور کا روازہ آ جاتا ہے...

اسی طرح جب روحانی علوم کا کوئی طالب علم شعور کی کبرائی سے گزر کر ای شعور کی کبرائی میں داخل ہو جاتا ہے تو وہ درانے ای شعور میں داخل ہو جاتا ہے... درانے ای شعور ہی ایسا علم ہے کہ جہاں انسان جان نیتا ہے کہ اس کائنات کا خالق کون ہے!... تخلیق کائنات میں اس کی کون کون سی مصلحتیں اور رموز پوشیدہ ہیں!... اگر انسان کے اندر فکر کی راہیں موجود ہوں تو روحانی علوم کی تصویر سے گزر کر پریکٹیکل میں داخل ہوتے... کائنات اور خالق کائنات کی صفات کو جان لینا، پہچان لینا، آسان عمل بن جاتا ہے...

علم روحانیت کے تین اوراق ہیں!... ہر ورق میں دو صفحے ہیں... پہلے ورق کے پہلے صفحے پر عقل کا عکس موجود ہے اور عقل کے اس عکس میں وہ تمام رموز اور وہ تمام مصلحتیں نقش ہیں جو تخلیق کائنات کا بنیادی مصالحی ہیں... اس عکس، ان رموز اور مصلحتوں کو سمجھنے کے لئے دوسرے صفحے پر ایک ایسی تحریر ہے جس تحریر کو پڑھ کر انسان پہلے صفحے کی تشریحات رموز اور مصلحتوں سے واقف ہو سکتا ہے۔

دوسرے ورق کے پہلے صفحے پر احکامات کا ریکارڈ ہے اور دوسرے صفحے پر کائنات کا اجتماعی پروگرام یا

تیں... اور اگر پانی یا ہوا نہ ہو تو زمین مردہ ہو جائے گی... نتیجہ میں مخلوق مُتم ہو جائے گی... لیکن اس سارے سسٹم میں اصل حیثیت روتا کی ہے!... کائنات میں جتنی بھی اشیاء موجود ہیں... وہ زمین کے اوپر ہوں یا زمین کے اندر... آسمانی مخلوق، سات آسمان یا عرش و کرسی... ہر شے میں روح موجود ہے!... اور جو چیز ہمیں ظاہری نگہوں سے یا صفائی آنکھوں سے نظر آتی ہے وہ سب روح کا لباس ہے... روح آدمی کے خدو خالی کے مطابق گوشت پوست کے جسم کے ذریعے اپنا مظاہرہ کرتی ہے... اس جسم سے روح جب اپنا رشتہ منقطع کر لیتی ہے تو یہ جسم منتشر ہو کر مٹی کے ذرات میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

روح سے واقفیت حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ دنیوی دلچسپیاں تم کر کے زیادہ سے زیادہ وقت زمین کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھا جائے...

روحانیت میں ایک نقطے پر توجہ مرکوز کرنے کا نام مراقبہ ہے!... مراقبہ کا مطلب یہ ہے کہ ہر طرف سے توجہ ہٹا کر ایف ذات اقدس و اکبر سے ذہنی رابطہ قائم کر لیا جائے... جب کسی بندے کا رابطہ اللہ تعالیٰ سے قائم ہو جاتا ہے اور اس کے اوپر سے مفروضہ حواس کی گرفت ٹوٹ جاتی ہے تو وہ مراقبہ کی کیفیت میں داخل ہو جاتا ہے... مراقبہ ایسے عمل کا نام ہے جس میں کوئی بندہ بیداری کی حالت میں رہ کر بھی اس عالم میں سفر کر سکتا ہے جس کو ہم روحانی دنیا کہتے ہیں... روحانی دنیا میں داخل ہونے کے بعد بندہ اس خصوصی تعلق سے واقف ہو جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان بحیثیت خالق و مخلوق بر لحدی اور بر آن موجود ہے۔



تفکیک اور پیدائش کے بعد جسم کو بڑھاتی راتی ہے... لیکن بڑھنے کے اس عمل سے پہلا جسم غائب ہوتا رہتا ہے... یہ پہلے منت کو فنا ہے اور دوسرے منت کو بقا ہے... یہ تیسرے منت کو فنا ہے تو چوتھے منت کو بقا ہے... فنا غیب ہے اور بقا شہود ہے... ساری کائنات غیب اور شہود کی ایک ہیٹل پر چلی رہتی ہے... جو چیز بھی شہود ہوتی ہے وہ غیب میں چلی جاتی ہے... غیب اور شہود دونوں ایک دوسرے سے اس طرح چلتے ہوئے ہیں کہ غیب و شہود سے سمجھ نہیں لیا جاسکتا اور نہ شہود کو غیب سے سمجھ لیا جاسکتا ہے...

آپ اللہ سال کے ایک فرد سے ان کے بچپن کے دو ماوا لکھ نہیں کر سکتے!... اس کی جوانی سمجھ نہیں کر سکتے!... (71 سال کی عمر تک کون سی علامت ہے جس میں تبدیلی ظاہر نہیں ہوتی؟... چہرے کے نقش و نگار، خدو خالی... ہر چیز تبدیل ہو گئی... یعنی ایک دن کا بچہ! جس کا نام رکھا گیا تھا وہ غیب میں چلا گیا...)

اللہ تعالیٰ نے ان کائنات سسٹم کو غیب اور شہود پر متحرک رکھا ہوا ہے... چونکہ شہود بذات خود متغیر شے ہے، اس لئے متغیر شے کو قائم رکھنے کیلئے بھی متغیر چیزیں درکار ہیں... ان میں دن، رات بھی شامل ہیں... کمروں میں سے دن رات ہرٹی باری بدل بدلی کر آ رہے ہیں... اسی طرح لاکھوں سال سے انسان گندم کھا رہے ہیں، جو موسم کے حساب سے کبھی غیب میں چلی جاتی ہے اور پھر دوبارہ موجود ہو جاتی ہے... یہ تغیر و تبدل حیات و ممات کو قائم رکھنے کیلئے ضروری ہے... حیات و ممات کو قائم رکھنے کیلئے مخلوق کو ایک نظام کے تحت و سائنس کا پابند و محتاج رکھنا بھی ضروری ہے... ہم سب ہوا، پانی اور غذا کے محتاج

قرآنی انسان کی پیدائش



شرآن پاک ر شد و ہدایت کا ایسا سرچشمہ ہے جو ابد تک ہر دور اور ہر زمانے میں انسان کی رہنمائی کرتا رہے گا۔ یہ ایک کھلس و ستور سیات اور ضابطہ زندگی ہے۔ شرآنی تعلیمات انسان کی نفسیاتی زندگی کو بھی صراط مستقیم دکھاتی ہیں اور مہاشرے کو اجتماعی زندگی کے لیے رہنما اصول سے بھی واقف کراتی ہیں۔

الْبَيَان

مفہوم کو لفظوں میں لانے کا عمل، ادائے مطلب، کسی بات کا اظہار یا بات کہنے کا ڈھنگ بیان کہلاتا ہے۔ بیان سے مراد کوئی قول، مقولہ، کلام اور گفتگو بھی ہے اور کسی موضوع کی تفصیل و تشریح سے بحث، پلچر، تقریر، وعظ بھی ہے۔ قرآن پاک میں فقہی بیان 4 مرتبہ آتا ہے۔ اس دنیا میں صرف انسان ہی وہ مخلوق ہے جس کی ایک منفرد خصوصیت زبان اور ہنوں کی مخصوص حرکات کے ذریعہ بات کرنا ہے۔ گفتگو کرنے کی یہ صفت اس زمین پر آباد کسی بھی ذی نفس کے پاس نہیں ہے۔ جہاں تک تہاؤں کا خیال کا تعلق ہے تو جانوروں میں تہاؤں کا خیال ہوتا ہے اور درختوں کے درمیان بھی تہاؤں کا خیال ہوتا ہے تاہم ان کے درمیان تہاؤں کا خیال نہایت محدود ہونے پر ہوتا ہے، بیان یعنی الفاظ ادا کرنے کی صلاحیت ان مخلوقات میں سے کسی کے پاس نہیں۔ عام طور پر یہ خیال مایا جاتا ہے کہ اس زمین پر ابتداء میں انسان کا طرز زندگی جانوروں کی طرح تھا۔ انسان درختوں اور غاروں میں رہتا تھا۔ نہ اسے لباس کا شعور تھا اور نہ ہی زبان کا!... یہ سمجھا جاتا ہے کہ ابتدائی دور کا انسان اپنی قوت گویائی کو استعمال کرنا نہیں جانتا تھا اور دوسرے جانداروں اور مخلوقات کی طرح مختلف اشاروں کنایوں میں اپنا مدعا بیان کرتا تھا۔ سینکڑوں ہزاروں برس کے شعورقی ارتقاء کے بعد انسان نے مخلوق کا آغا کر لیا لیکن اسے سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ قرآن پاک کی آیات اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے ذریعہ یہ حقیقت واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ اس زمین پر انسان کی آمد ان تمام حواس اور صلاحیتوں کے ساتھ ہوئی تھی جو آج کے انسان کے پاس

بھی میسر ہیں اور مستقبیل میں آنے والے ہر دور کے انسان کے پاس میسر ہوں گے۔ سورہ ہن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

توجہ: ”(خدا جو) رخصت (مہربان ہے)، اگے نے قرآن کی تعلیم فرمائی، اگے نے انسان

کو پیدا کیا اور اگے نے اس کو بونا (النبیّان) سکھایا۔“ [سورہ ہن (55) آیت: 41]

سورہ ہن کی آیت ”خلق الانسان علی البیان“ سے واضح ہوتا ہے کہ گفتگو اور بیان کی صلاحیت انسان کی تخلیق کے ساتھ ہی اسے عطا کر دی گئی تھی۔ یہی بیان کا علم تھا جس کے ذریعہ اس نے روز اول ربوبیت کا اقرار کیا، اللہ اور فرشتوں سے بات چیت اور علم الاسماء کا اظہار کیا۔ روز اول جنت کی یہ زبان انسانی لاشعور کی پہلی زبان تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جسمانی اور ذہنی طور پر بہترین حالت میں تخلیق کر کے اس دنیا میں بھیجا ہے۔ لہذا انسان کی تمام صلاحیتیں بھی اس کی تخلیق کے ساتھ ہی اسے ودیعت کر دی گئی تھیں۔

اس دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ نو مولود بچہ وہی زبان بولتا ہے جو اس کے ماں باپ، بہن بھائی اور رشتہ دار اس کے سامنے بولتے ہیں بالفاظ دیگر بچہ وہی زبان بولتا ہے جو وہ اپنے مامول سے سیکھتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا میں جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے وہ اس زبان و بیان کا حامل ہوتا ہے جو اس میں روز اول سے ہی ودیعت کی گئی ہے اور مادری زبان اس کی دوسری زبان Second Language بنتی ہے۔ یہ زبان و بیان ہر ایک میں یکساں ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ جب انسان کا ہاتھ کسی کانٹے یا پلٹے کو نلہ پر گستا ہے تو تکلیف کی اطلاع اس کے ذہن میں کس زبان کی صورت میں پہنچتی ہے۔ بھئی خوشبو اور ناگوار بو کی اطلاع ذہن کس زبان میں وصول کرتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح ایک شخص کو جب اسے پیاس لگتی ہے تو اس کے ذہن میں پانی کے لیے آنے والا خیال کس زبان میں ہوتا ہے؟

دنیا کے ہر نقطہ میں چاہے وہاں کوئی سی بھی زبان رائج ہو بھوک، پیاس، تکلیف، سلی، خوشی، غم، محبت، غصہ، خواب، خواہش، جنس، اچھائی، برائی، سچ، جھوٹ غرض زندگی کا ہر تقاضا ہر جذبہ اور ہر طرز کو ایک ہی معنوں میں لیا جاتا ہے۔ یہ سب ہمارے فطرت میں Builtin ہے۔

قرآن میں دیگر مقناات پر بیان کا لفظ اس طرح آیا ہے۔

توجہ: ”(اے نبی) آپ قرآن کو جلدوں (یا د کرنے) کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں۔ اسکا جمع کرنا اور (آپ کی زبان سے) پڑھنا ہمارے ذمہ ہے، ہم جب اسے پڑھ لیں تو آپ اس کے پڑھنے کی بیوقوف کریں، پھر اس کا (واضح) بیانات (بیانات) کر دینا ہمارا ذمہ ہے۔“ [سورہ قیامہ (75) آیت: 16-19]

توجہ: ”اور ہم نے تم پر (یعنی) کتاب نازل کی ہے کہ (اس میں) بہ چیز کا (مفصل) بیانات (تبیہات) ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے۔“ [سورہ نحل (16) آیت: 89] ”عام لوگوں کے لئے تو یہ (قرآن) بیانات (بیانات) ہے، (مگر) متوہی اختیار کرنے والوں کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے۔“ [سورہ آل عمران (3) آیت: 138]

روحانی سوال جواب

ان صفحات پر روحانی سائنس سے متعلق آپ کے سوالوں کے جوابات محقق نظریہ رنگ و نور شیخ خواجہ شمس الدین عظیمی پیش کرتے ہیں۔ اپنے سوالات ایک سطر چھوڑ کر صفحے کے ایک جانب خوشخط تحریر کر کے درج ذیل پتے پر ارسال فرمائیں۔ برائے مہربانی جوابی لفافہ ارسال نہ کریں کیونکہ روحانی سوالات کے براہ راست جوابات نہیں دیے جاتے۔ سوال کے ساتھ اپنا نام اور مکمل پتہ ضرور تحریر کریں۔

روحانی سوال و جواب۔ D, 1/7-1، ناظم آباد۔ کراچی 74600

سوال: مراقبہ میں واردات و کیفیات کا نزول کس طرح ہوتا ہے....؟

(صدا نور۔ کراچی)

جواب: مراقبہ میں واردات و کیفیات کا نزول دو طرح سے ہوتا ہے۔

پہلی صورت یہ ہے کہ آدمی آنکھیں بند کئے بیٹھا ہے اس کے اوپر آدھی نیند طاری ہو گئی جس کو ہم نیم غنودگی کہہ سکتے ہیں اور اس حالت میں وہ غیب کی بہت سی چیزوں کا مشاہدہ کرتا ہے۔

دوسری حالت میں وہ آنکھیں بند کئے بیٹھا ہے لیکن اس کے اوپر نیند طاری نہیں ہوتی۔ آنکھیں بند ہیں اور وہ غیب کی چیزوں کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ اس کیفیت کا اصطلاحی نام درود ہے۔ جب کوئی شخص اس کیفیت سے پوری طرح آشنا ہو جاتا ہے تو پھر درود کی حالت میں اس کی آنکھیں کھلنے لگتی ہیں اور کیفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ ہر چیز بند آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ آنکھوں پر ایب دباؤ پڑا اور آنکھیں کھل گئیں۔ رفتہ رفتہ یہ حالت اسی درجہ غالب آ جاتی ہے کہ اس کو آنکھیں بند کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی اور وہ اپنے ارادہ کے ساتھ جہاں دیکھنا چاہتا ہے دیکھ لیتا ہے۔ اس کیفیت کا اصطلاحی نام کشف یا مکاشفہ ہے۔ لیکن اس حالت میں انسانی شعور کافی حد تک معطل اور دبا ہوا رہتا ہے۔ یعنی جب اس کے اوپر یہ حالت وارد ہوتی ہے تو ماحول سے اس کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے اور جب اس کیفیت سے باہر آتا ہے تعلق بحال ہو جاتا ہے۔

مکاشفہ کی صلاحیت پوری طرح بیدار ہو جانے کے بعد ذہن ایک نئی کروٹ لیتا ہے اور انسان کئی آنکھوں

سے دور دراز اور پس پردہ چیزوں کو دیکھنے پر قادر ہو جاتا ہے لہذا پر وہ چیزیں بھی دیکھتا ہے اور شعوری حواس میں بھی رہتا ہے۔ مطلب یہ کہ شعوری حواس میں وہ باتیں کر رہا ہے، کھا رہا ہے۔ چل رہا ہے اور مشاہدہ بھی کر رہا ہے۔ تصوف میں اس کا نام مشاہدہ ہے۔

مشاہدہ میں اس بات کی مشق ہو جاتی ہے کہ انسان لا شعوری واردات و کیفیات میں جو دیکھتا ہے شعور اس کو نہ صرف محسوس کرتا ہے بلکہ اس کو ایک حقیقت جان کر اہمیت بھی دیتا ہے۔ نتیجہ میں لا شعوری اور شعوری کیفیات میں ایک توازن قائم ہو جاتا ہے۔

جب یہ کیفیت قائم ہو جاتی ہے تو کوئی سائل

غیب اور ظاہر میں بیک وقت دیکھتا ہے، محسوس کرتا ہے اور عمل کرتا ہے۔

وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مشاہدہ بھی کرتا ہے اور دنیاوی کاموں میں بھی مصروف رہتا ہے۔

فرشتوں سے ہم کلام بھی ہوتا ہے اور اپنے وہ ستوں سے جو گفتگو بھی رہتا ہے۔ یعنی اس کے اوپر ایک ایسی حالت

وارد ہو جاتی ہے جس کو ہم لا شعوری اور شعوری کیفیات کا ایک جملہ جمع ہونا اور بیک وقت عمل کرتا کہہ سکتے ہیں۔

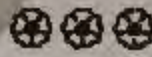
وہ خود کو زمین پر بھی موجود دیکھتا ہے اور آسمانوں کی سیر میں بھی مصروف پاتا ہے۔

آئیے! دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہمیں توفیق عطا فرمائیں کہ

ہم ان کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر اپنا عرفان حاصل کریں اور سن عرف نفس فقہ عرف رب یعنی

جس نے خود کو پہچان لیا پہچان اس نے اپنے رب کو پہچان لیا کے لیے کے مطابق خود کو پہچانیں اور ذات باری تعالیٰ

کا عرفان حاصل کر لیں۔ آمین یا رب العالمین۔



میرے سوار ہوتے ہی سستی جھیل سے پانی پر تیرنے لگی اور

میں جھیل کی سیر کرنے لگی۔

بقیہ: کیفیات مراقبہ

ایک روز دیکھا میں رات کے وقت تھ جا رہی ہوں شدید اندھیرے کی وجہ سے راستہ دکھائی نہیں دے رہا۔ ابھی

میں سوچ ہی رہی تھی کہ گھر کس طرف جاؤں گی۔ رہا شیوں کا ایک غول میری جانب آمادہ کھائی دیا۔ قریب آیا تو

معلوم ہوا کہ وہ بہت سے جگنو تھے۔ وہ آگے آگے مجھے راستہ دکھاتے جا رہے تھے۔

مراقبہ سے میرے مسائل میں کمی اس طرح ہوئی کہ ذہن اب فضول سوچوں کو زیادہ دیر خود پر مسلط نہیں ہونے دیتا۔

یکسوئی کی وجہ سے اعتماد میں اضافہ ہوا ہے۔ میرے اعتماد کی وجہ سے بچوں پر اس کا بہت اچھا اثر پڑا ہے۔ اس

اعتماد کی بدولت مجھے ایک آسونی میں ملازمت بھی مل گئی ہے۔

اب مایوسی پر کافی حد تک قابو پایا ہے۔ خوشی اس بات کی ہے کہ اب میں اپنے انتہائی تنگ مائوسی کو بھول کر اپنے

بچوں کے بہتر مستقبل کے لیے کوششوں میں مصروف ہوں۔





اس ماہ کے مضامین میں نبی رحمت ﷺ، حضرت موسیٰ کی ولادت سے آغاز ہو۔

نبوت ﷺ تک، بیابانِ الدین، پیرانہ، انسان ایک کائنات، نگاہ مردِ مومن، مولانا احمد علی لاہوری، مہر تاجک داستان، ایک فقیر ایک بادشاہ، مہر رسالت میں، سنت، سونے حضرت ابو نعیم، معاشرے میں خواتین کا کردار، ماں کا دودھ، تمغیاں، نہیں پتھری سیکھیے، میر اور شاہی، نبوتِ خاندان، ایک پورے شہر، جہدِ مسد دار مضامین میں نور انہی نور نبوت، آواز دوست، باثرات، جی اس نیکیوں، ایڈیٹرز کی تحریک، ذرا بات کی دنیا، محفلِ مہاجر، اللہ رحمتی اور آپ کے مسائل شامل تھے۔ اس شمارے سے منتخب آراء کو "قطرے سے گہر ہونے تک" قارئین کے ذوقِ مطالعہ کے لیے پیش کی جا رہی ہے۔

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی رحمت آمادہ فرم رہتی ہے۔ مختلف انداز میں وہ ہمیں مسکنے کے حل اور تلافی کی صورتیں

قطرے سے گہر ہونے تک

بھگتا ہے۔ جو انسان اس کی رہنمائی اور رہبریت پر یقین رکھتا

بندوں پر بہت مہربان رہتا ہے، وہ کسی کی فوری گرفت نہیں

کرے گا۔ اس کردار میں پر جن مسائل یا مشکلات سے ہم انسان دوچار ہوتے ہیں یا ہیں وہ خود بہ روئی اپنی ناقابل

(حکیم محمد سعید)

اندیشیوں کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ نظر اوی سٹیج پر انسان اپنی کوتاہیوں اور دوسروں کی بد باطنیوں، مکر و فریب، تعصب، حسد، فتن اور بدگمانیوں کے ہاتھوں دکھ

پھر ان کے لیے خیر و برکت کے راستے کھل جاتے ہیں مایوسیوں کے سیاہ بادل چھٹ جاتے ہیں۔

یہ دنیا جو بہت آباد و شاد نظر آتی ہے دراصل ایسی نہیں ہے، جن لوگوں کو ہماری آنکھیں بہت خوش حال مرفحہ الحال اور دولت سے کھیلتا دیکھتی ہیں

انھیں ہوتے، مشاہدہ یہ ہے کہ جب سارے راستے مسدود اور حالات انتہائی پیوستن نظر آتے ہیں،

اس نے اپنے بچپن ساتھی کا انتخاب کیا اور جوئے زندگی حسین دادیوں میں سے زندگی رہتی ہے لیکن ہونے اور زندگی بہت اسی نظر آنے لگی۔ لیکن ہر عمل کے رد عمل کی طرح عیش کو شیوں اور ہادہ مستیوں نے اپنی قیمت وصول کرنی شروع کی۔ صحت جواب دینے لگی، جگر کا نفع خراب ہو گیا، علاج بھی ہوئے لیکن پریز کے بغیر علاج بالعموم ناکام ہی ہوتے ہیں، اس کے ساتھ بھی یہی ہوا، مزاج کا چہل رخصت ہونے لگا۔ چڑچڑ سے پن نے زندگی میں زہر نکھولنا شروع کیا، میاں سے ناچاق ہوئی جو بڑھتی ہی چلی گئی یہاں تک کہ وہ بچوں کو لے کر ایک اور شہر میں جا بسا، ماں ہوتے ہوئے بھی وہ اپنے بچوں کو ماں کا پر خلوص پیار نہ دے سکی۔

یہ خاتون اب اپنے گھر کے ایک کمرے میں محصور ہو کر رہ گئی تھی۔ محالین نے صحت یابی سے مایوسی کا اظہار کر دیا تھا، وہ لٹ کی پھاڑاں ڈھلنے لگی، آخر ایک دن رخصت ہو گئی۔ اب قرض پر تزر ہونے لگی۔ آپ اس خاتون کی کیفیت اور اذیت کا تصور کیجیے کہ کن حالات سے وہ دوچار ہوئی! اس کی ذہنی وقت کی شدت کا کیا عالم ہو گا! ناز و نعم اور دنیا جہان کی نعمتوں پر پٹنے والا جسم آج اس کی پیار اور مینائے اذیت، روح و قلب کا غلیظ تاریک قید خانہ بنا ہوا تھا۔ قرض کا بوجھ بڑھتا جا رہا تھا اور اسی کے ساتھ تنگناری کی پلنگ اور مسائل کے انبار میں بھی اضافہ ہو رہا تھا۔ اس نے سوچا پتھ پڑھ لکھ لے، نوٹری ہاتھ میں آجائے گی تو تزر بسر کی کوئی بہتر صورت نکل آئے گی، لیکن ماں و مسائل کے فقہ ان کے علاوہ بیمار جسم اور تھکنے دماغ کے ساتھ یہ کام پورا نہیں ہو سکتا

قریب فریب

ان کے ظاہر پر نہ جاسیے۔ گلبوں میں اور عینشن ہو گلوں میں داد عیش دینے والوں میں کچھ تو وہ ہیں جن کی آنکھیں اس وقت اپنے انجام کو دیکھنے سے قاصر ہیں اور وہ حسن، جوانی اور دولت کو بنا کر اور نوٹ کر مزے اڑاتے نظر آ رہے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو دراصل اندر سے بہت دکھی ہیں اور اپنی دولت کے سہارے مختلف قسم کے لہو و لعب میں مبتلا ہو کر غم غمٹا کرنے کی لالچ حاصل کو ششیں کر رہے ہیں۔ مختلف نئے، مختلف کھیل، دلچسپیاں، عیش، قہقہے چھبے محض فریب ہیں۔

کبھی آپ ان کے مونس بن کر ان کے اندر جھانکیے، آپ کو دکھوں، حسرتوں اور شکایات کے سوا ان کے پاس کچھ نہیں ملے گا۔ قدرت انہیں نجات کے راستے سمجھاتی ہے لیکن وہ بدستور اپنی راہ پر چلتے رہتے ہیں۔ کبھی ان لوگوں کے ساتھ بیٹھے اور پھر انہیں ٹھولیے۔ پہلے تو وہ آپ کو بہت مضبوط اور اپنی روش پر مضبوطی سے ڈنٹے نظر آئیں گے لیکن پھر جس حصار میں وہ خود کو جتنا کیے ہوتے ہیں وہ آہستہ آہستہ ٹوٹنے لگتا ہے اور ان کی شخصیت کا اصل روپ سامنے آجاتا ہے۔ یہی باتیں افسانے اور کہانیاں بن جاتی ہیں، جنہیں آج زیادہ تر وقت گزارنے کے لیے بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔

یہاں ایک ایسی خاتون کا ذکر مناسب ہو گا اس کی کہانی بھی دوسروں سے کچھ بہت مختلف نہیں ہے۔ وہ ایک دولت مند گھرانے کی چشم و چراغ تھی۔ ہر سہولت اور آزادی اسے میسر تھی۔ یورپ اور امریکہ کے عشرت کدوں کے در اس کے لیے ہمیشہ کھلے رہے۔ باغ عیش و عشرت کی اس گلگشت میں

ہوتی، بھلا کمرے کی صفائی سے اس کے مسائل کا نیا تعلق۔ یہ محض اپنے ذہن کی تباہیوں سے لٹھنے والا کوئی فنزیہ جملہ ہو گا۔ گمراہ ہر روز اور ہر وقت یہی آواز سننے لگی۔ ایک ہفتے بعد اس نے سوچا چلو اس سے نجات ہی کی خاطر کمرہ ٹھیک کر لیتی ہوں، وہ اپنے بستر سے اٹھی اور کمرے کو ٹھیک کرنے لگی، ہر چیز الٹی پڑی تھی۔ پورا کمرہ بے ترتیبی کا نمونہ تھا۔ کوئی چیز بھی تو اپنی جگہ نہیں تھی۔ یہ کام بہت مشکل اور بوجھل لگا، لیکن وہ کمرے کی صفائی اور چیزوں کو جھانڈ پونجھ کر قرینے سے رکھنے میں لگی رہی۔ اسی کام کے دوران اس کے ذہن کے بند دور پہ کھلنے لگے اور وہ سوچنے لگی

”میری اپنی زندگی بھی تو اسی سڈے، بے ترتیب اور بے بنیاد کمرے جیسی ہے، کونوں میں کوزے اور کچرے کے ڈھیر میں مجھے قرض کا بوجھ نظر آیا۔ سائنٹ و خاموش کتابوں میں مجھے کامیاب شخصیتوں کے سردار اور ان کے اقوال پوسٹے محسوس ہوئے۔ میں نے محسوس کیا کہ جس طرح میں نے گملوں میں گئے پودوں کی دیکھ بھال نہیں کی ہے، ان پر توجہ نہیں دی ہے اور وہ سوکھ اور ٹھنڈے گئے ہیں اسی طرح میرے شوہر اور بچوں نے بھی مجھے میری غلط روش اور لاپرواہیوں کی وجہ سے منہ موڑ لیا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میرے کمرے کی ہر چیز اپنی جگہ پر آتی چلی گئی، اور انہی کے ساتھ یہ احساس شدت کے ساتھ ابھرنے لگا کہ میں نے اپنے رب سے جس معجزے کی دعا کی تھی وہ ظاہر ہو چکا ہے۔ اپنی تباہی کی میں خود ذمہ دار ہوں۔ صحیح فکر کی صلاحیت اور صحیح اور درست عمل کی

تھ۔ زندگی کی تمام باتیں اب اسے سدود نظر آنے لگیں اور آخر ایک دن صبر کا دامن اس کے ہاتھ سے پھوٹ گیا۔ سخت مایوسیوں نے اسے پارہ پارہ کر دیا۔ وہ اپنے بستر پر گھر پڑی اور آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں ہو گیا۔ آج اسے احساس ہوا کہ جن وسائل اور سہاروں پر اسے بڑا اعتماد اور ناز تھا وہ محض قریب تھے اب وہ اس دنیا میں بچا و تنہا بالکل بے آسرا تھی۔ مایوسی کی اس گھڑی میں اسے وہی یاد آیا جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ جو سب کا پائین ہار ہے جو ہماری شہرت سے بھی قریب تر ہے۔ جو ہر پکارنے والے کی پکار سنتا ہے جو مانگنے والے کو ضرور دیتا ہے، اس نے تو آج تک اسے پکارا ہی نہیں تھا، لیکن آج چیخا چیخ کر کہہ رہی تھی، میرے رب مجھ پر رحم کر، میری غلطیوں کو دور کر، کہ اب تو ہی تو میرا سہارا ہے۔ میں اب کس سے مدد مانگوں۔

مصائب کے ہجوم سے گھبرا کر وہ بالآخر اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹی جس کی رحمت بے حساب ہے، اس گریہ و زاری کے عالم میں وہ ایک عجیب قلبی واردات سے دوچار ہوئی۔ اس نے اپنے قلب کی گہرائی میں ایک آواز سنی جو صرف یہ کہہ رہی تھی ”بستر سے اٹھ اور اپنے کمرے کو صاف کر، ہر چیز قرینے سے لگا“ اسے بڑی الجھن ہوئی کہ آخر یہ کیا بات ہوئی۔ اس کے مسائل یہ ہیں اور یہ آواز بھلا کس طرح ان کا حل بہت بوسنتی سے! وہ تو اپنی دعا کے جواب میں کسی معجزے کی منتظر تھی، لیکن اس سے کمرہ درست کرنے سے یہ کہا جا رہا تھا۔ اس نے سوچا یہ بھی محض وہم ہے، دن کی کوئی آواز نہیں

میں فی سائنس کی ایک مقررہ رفتار سے سفر کرتی ہے پھول یکبارگی نہیں کھلتے۔ قطرے کے گہر ہونے تک کیا کیا مراحل طے ہوتے ہوں گے۔ یہی حال زندگی کا ہے۔ ہماری اپنی تخلیق بھی اسی ترتیب سے پورنی ہوتی ہے۔ سانوں سے ضیاء اور پھر ان سے اعضاء اور پھر ان سے ایک پورا جسم بنتا ہے پانی درجہ بدرجہ سرد ہو کر برف بنتا ہے اور اسی حساب سے گرم ہو کر برف دوبارہ پانی کا روپ اختیار کرتی ہے۔

میں ہوش میں آئی تو عمل کی قوتوں نے بھی جوش مارا اور میں اپنے دامن سے تمام آلائشیں جھاڑ کر اچھ کھڑی ہوئی اور قدم پہ قدم آگے بڑھنے لگی۔ گھر ہی پر بچوں کو لکھنا پڑھنا اور سڑھان وغیرہ تخلیقی جس سے روز کا شروع پورا ہونے لگا، وال روئی خلق سے ترقی، نیکن پھر بھی اچھی تھی، قریش سے پیسوں سے خریدی جانے والی مہر خن غذا میں کیا چھوٹیں میری صحت بھی سنہلنے لگی۔ حرمت و عمل نے پورے جسم کو آمادہ انقلاب کر دیا۔ مجھ میں کام کرنے کی صلاحیت روز بروز بڑھتی گئی اور سب سے بڑا گرم یہ ہوا کہ میں اپنے اللہ سے قریب ہوتی چلی گئی۔ اس خاتون نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا اور صحیح فکر و عمل سے ذریعہ سے اپنی بگڑی بنائی۔ شوہر سے صلح ہو گئی، بچے بھی آئے، تعلیم بھی حاصل کی اور زندگی ایک مرتبہ پھر درخشاں ہوئی۔ وہ خاتون اب سایہ دار درختوں کی چھاؤں میں اپنا سفر حیات طے کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ مہربان ہے، نہایت رحم کرنے والا ہے، کوئی اس کا فتنہ و گرم تلاش تو کرے!

قوت انسان کے لیے قدرت کا سب سے بڑا عطیہ ہے۔ مصائب اور مشکلات قسمت کا نہیں انسان کی اپنی غلطیوں اور غلط فہمیوں اور عمل کا نتیجہ ہوتے ہیں اسی طرح ان کے حل بھی خود انسان ہی کو تلاش کرنے پڑتے ہیں۔ اپنے صحیح اور دیانت دارانہ احتساب اور پھر صحیح اقدام و عمل کے ذریعہ سے ہم ایک مرتبہ پھر مایوسیوں کی دلدل اور ناامیدیوں کے اندھیروں سے نکل سکتے ہیں۔ ہم مشکلات کی طرف ناچنے گاتے جتنے کھیلتے خود بڑھتے ہیں۔ پیش کوشیاں ہمیں اندھا بنادیتی ہیں اور جب آنکھ کھلتی ہے تو ہم خود کو گروں تک دلدل میں پھنسا پاتے ہیں۔ جو اس گھڑی میں اپنے اللہ کو پکارتے ہیں وہ ان کی مدد کرتا ہے اور ان میں حوصلہ پیدا کر کے اسے نکالنے کا سامان کرتا ہے۔ آہستہ آہستہ قدم بہ قدم ہم دوبارہ زندگی کی چمکتی و ملتی شاہراہ پر واپس ہونے لگتے ہیں اور کامیابیوں کی منزلیں قریب آتی چلی جاتی ہیں۔ کسی نے بڑے سچے کی بات کہی ہے کہ ترقی کی طرف انسان امید کے سہارے قدم بہ قدم بڑھتا ہے۔ پہلے بہت چھوٹے چھوٹے قدم اٹھتے ہیں پھر اعتماد بڑھتا ہے اور رفتار میں تیزی آنے لگتی ہے۔

میں اپنے بستر پر بیٹھی یہی سوچتی رہی کہ کمرہ ٹھیک کرنے کا کام بظاہر کس قدر معمول تھا، لیکن اس کام کے لیے مجھے ملنے والا اشارہ کتنی بڑی بات تھی مجھے بتایا گیا۔

میں اسی طرح اپنی ابھی اور تباہ زندگی کو بھی درست کر سکتی ہوں۔

خود قدرت بھی اس اصول پر عمل کرتی ہے مثلاً روشنی یا ایک نہیں ہو جاتی۔ یہ یعنی 186 ہزار

لوگوں کے لیے

تبصرے کے لیے کتاب کی دو جلدیں ارسال کریں....

من و یزداں

(نکُن سے نکُن تک)

مصنف: صوبیدار محمد بشیر

صفحات: 200

قیمت: دو سو پچاس روپے

ناشر: ملبو کھوھر، مجھہ روڈ تحصیل و ضلع سہرات،

03136246901



شرعت سے کسی چیز کی ٹھیکیاں کرتے ہیں کہ انسان کا ذہن اس تیزی کو Catch نہیں کرتا اور چیز موجود ہو جاتی ہے۔“

کتاب میں مراقبہ سے بارے میں بھی سبیل انداز سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ ”انسان روحانی اور مادی وجود کا مشترکہ میکنزم ہے۔ روحانی وجود کا شعوری حواس

من و یزداں (نکُن سے نکُن تک) صوبیدار محمد بشیر صاحب کی تصنیف ہے۔ بشیر صاحب نے کتاب میں روحانیت کے کئی گوشوں پر روشنی ڈالی ہے۔ صاحب کتاب ایک جگہ لکھتے ہیں ”روحانی علوم روح کے علوم ہیں اور یہ سب انسانی بدن کے اندر چھپے ہوئے ہیں یا یہ سمجھو کہ ان تمام علوم کا منبع انسان ہے۔ قرآن پاک کو پڑھ کر ان علوم کی کھوج لگائی جاسکتی ہے اور یہی تصوف کا علم ہے۔ قرآن پاک ایک بصیرت بھری کتاب ہے۔

ایک اور جگہ نکُن فیکون کے Action کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ ایک نامحدود Supreme Power ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کے لیے نکُن کا Action لاگو کرتا ہے تو وسائل اتنی

مقصد کی تکمیل میں سرگرم عمل ہیں۔ وطن عزیز میں اردو، انگریزی اور علاقائی زبانوں میں معیاری ہفت روزہ اور روزنامے شائع ہوتے ہیں۔

سلسلہ ملنگیہ کے پلیٹ فارم سے مسلمانوں کی تربیت و اصلاح کا فریضہ انجام دینے کے لیے ماہ جنوری 1991ء میں دینی، روحانی و علمی جریدہ ماہنامہ "الملنگیہ" کا اجراء کیا گیا۔ ماہنامہ "الملنگیہ" کے پچیس سال مکمل ہونے پر اپریل 2015ء میں سلور جوبلی نمبر شائع کیا گیا ہے۔

اس پچیس سالہ خصوصی ایڈیشن میں خواجه متقی بابا اولیاء کی سوانح حیات، سلسلہ ملنگیہ کا تعارف، تعلیمات، تاریخ، اور مشن کے متعلق چیدہ چیدہ مضامین شائع کیے گئے ہیں۔

رکھتا ہے۔ جبکہ مادی وجود شعوری حواس رکھتا ہے۔ یہ حواس آئین دوسرے سے وابستہ ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف مزاحمت یا حالت جنگ میں رہتے ہیں۔ معاشرے میں تمام برائیاں شعوری حواس سے پیدا ہو کر پھیل رہی ہیں۔ شعوری حواس کنٹرول کرنے کے لیے نا شعوری حواس کو سامنے لانا ہو گا۔

روحانی لوگوں نے قانون اور قاعدے بنائے ہیں۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے مراقبہ ضروری عمل ہے۔

مراقبہ کا مطلب یہ ہے کہ ظاہری سوچ سے نکل کر باطنی سوچ اپنے اندر پیدا کرنا۔ اس طرح یقین کا میٹرن انسان کے اندر پیدا ہو جاتا ہے۔ انسان روح کے Function سمجھ جاتا ہے۔ انسان باطنی سوچ میں داخل ہو جاتا ہے۔ جو ہماری ضرورت ہے۔"

الملنگیہ

(سلور جوبلی نمبر) اربق اپریل 2015ء

جلد: 24 شماره: 11-12

مدیر اعلیٰ: خواجہ اخبار الحق مسعود شاہ

صفحات: 432

قیمت: چھ سو روپے

رابطہ: آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ ملنگیہ محلہ علی پور، ایچ

بلاک اوکاڑہ، پنجاب

عالم اسلام میں خصوصاً اور پاکستان میں اس وقت مختلف سطحوں پر مختلف جماعتیں، تنظیمیں اور ادارے دینی صحافت سے وابستہ ہیں اور فروغ و دعوت دین کے



اپنی کتاب کے تبصرے کے لیے آپ بھی ہمیں اپنی کتاب کی دو جلدیں اس پتے پر ارسال کر سکتے ہیں۔

7 D.1-1 ناظم آباد کراچی 74600

بابا ٹورو ٹانک ویو جی کا

نام کسی تعارف کا

محتاج نہیں۔ بابا

تی، سٹھ مذہب کے بنی

اور سکھوں کے زریع

وہں میں سے

پہلے ٹورو

(انہیں ٹورو بھی لکھا

جاتا ہے) تھے۔ ٹورو

ٹانک ویو جی 20

اکتوبر 1469ء کو

پاکستان

گوردوارہ پنچہ صاحب

حسن ابدان کا ایک قریبی شہر ان دنوں بھی ایک
چھوٹے سے گاؤں کے طور پر آباد تھا۔ 1822ء میں اس
گاؤں کا نام سردارہ جی سنگھ نالو اسکے نام پر ہری پور رکھ
کر اسے ہزارہ ڈویژن کا ہیڈ کوارٹر بنا دیا گیا۔

ابور کے قریب ضلع شیخوپورہ کے ایک گاؤں "رائے
بھوئی دق ٹکونڈی" میں پیدا ہوئے۔ بعد ازاں اس
گاؤں کا نام باباجی کی مناسبت سے ننگنہ صاحب رکھ دیا
گیا۔ اب ننگنہ صاحب و ضلع کا درجہ دیا جا چکا ہے۔
ٹکونڈی (ننگنہ صاحب) میں باباجی کی جائے پیدائش
پر گوردوارہ جنم استھان تعمیر کیا گیا ہے۔

1801ء میں مہاراجا نجیت سنگھ نے پنجاب میں
سکھ راج کی بنیاد رکھی۔ اس کے سپہ سالار اعلیٰ (کمانڈر
انچیف) سردار ہری سنگھ
نالوانے 1807ء میں
قصور، 1814ء میں
سیالکوٹ اور کشمیر 1818ء
میں ملتان اور سندھ کے
بعض حصے اور 1822ء میں
ہزارہ ڈویژن کا علاقہ فتح
کر کے مہاراجا نجیت سنگھ
کی بادشاہت کا حصہ بنایا۔



کی یہ قسم صرف اسی تالاب میں پائی جاتی ہے۔ گوردوارے کی طرح یہ مچھلیاں بھی سکھوں کے لیے نہایت مقدس اور متبرک ہیں چنانچہ آنے والے زائرین ان مچھلیوں کی خدمت کرنا اور انہیں خوراک دینا اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں۔ ان مچھلیوں کو پکڑنے، چھونے، نقصان پہنچانے یا گوردوارے سے باہر لے جانے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

چشمے کا وضع اس چٹان کے نیچے پوشیدہ ہے جس پر بچے کا نشان مثبت ہے۔ اس چٹان کو باقاعدہ غسل دیا جاتا ہے اور سکھ یا تری اس نشان کو چھونے یا چومنے کو اپنی زندگی کا حاصل سمجھتے ہیں۔ سکھوں کا عقیدہ ہے کہ اس نشان کو چھو لینے سے روح کو نہ صرف تروتازگی اور بالیدگی حاصل ہوتی ہے بلکہ اس سے کئی بیماریوں سے چھٹکارا بھی ملتا ہے۔ چشمے کے پانی کو پوتر (پاک) سمجھا جاتا ہے۔ اسے پینے کے علاوہ اس میں غسل کرنے کو بھی عبادت کا درجہ حاصل ہے۔ اس مقصد کے لیے چٹان کے ساتھ ہی غسل خانے بنائے گئے ہیں۔ مردوں اور عورتوں کے لیے غسل کی علیحدہ جگہیں مخصوص ہیں۔

14 اکتوبر 1932ء کو لاہور میں مہاراجا رنجیت سنگھ کی سادھی کی طرز پر پانچ پیناروں نے یہاں گوردوارے کی نئی تین منزلہ عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ اسے سرمئی رنگ کے بھر بھرے پتھر سے تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کی کھڑکیاں مہرابی طرز کی ڈیزائن کی گئی ہیں۔ چھت کے سین وسط میں ایک وسیع گنبد ہے جس کے چاروں جانب ترتیب وار چھوٹے گنبد بنائے گئے ہیں۔ اس عمارت کی تمام گزرگاہیں، تالاب کے پانی کے آر پار بتائی گئی ہیں۔ اس

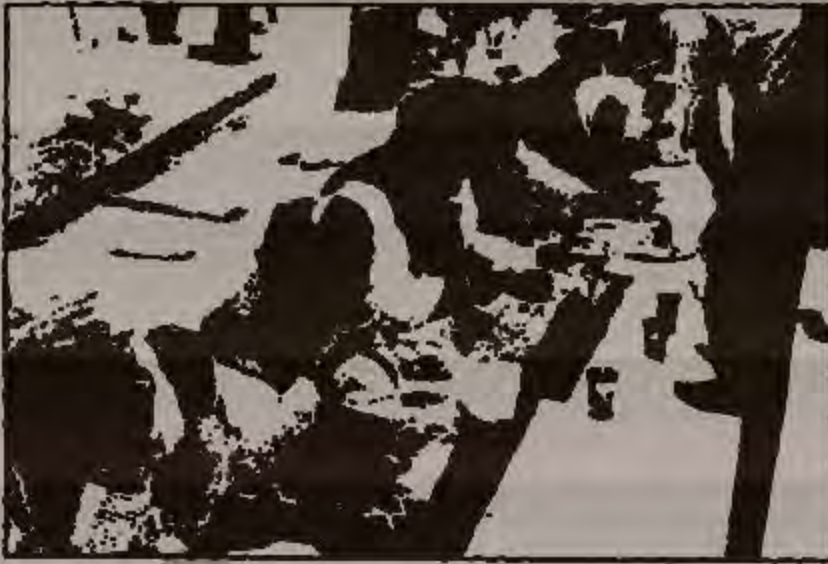
مردار ہرنی سنگھ نے ہزاروں کی فتح کے فوری بعد حسن ابدال میں چٹان اور چشمے کے گرد گوردوارہ تعمیر کرایا اور اس کا نام گوردوارہ سری پنجہ صاحب رکھا گیا۔ گوردوارہ کے معنی "گورو کا دروازہ" ہیں جبکہ پنجابی زبان میں دوارہ گھر کا نعم البدل بھی ہے۔ اس طرح اسے گورو کا گھر بھی کہا جاتا ہے۔ حسن ابدال میں گورو کا یہ گھر نہایت وسیع و عریض چار دیواری میں تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کی عمارت نہایت شاندار اور دیدہ زیب ہے۔ اس کا شمار سکھوں کی خوبصورت ترین عبادت گاہوں میں کیا جاتا ہے۔

گوردوارے کی مرکزی عمارت پنجے والی چٹان کے سین سامنے تعمیر کی گئی ہے۔ مہراب نما دروازوں، نوکیلی لیکن بلند چھتوں اور چھوٹے چھوٹے گنبدوں کا یہ حسین امتزاج اپنے اندر ایک عجیب سا سحر لیے ہوئے ہے۔ عمارت چشمے کے پانی سے بننے والے تالاب کے وسط میں بنائی گئی ہے اور یوں یہ شفاف پانی میں تیرتی محسوس ہوتی ہے۔ عمارت میں داخلے کے مرکزی دروازے کا راستہ بھی تالاب کے اوپر سے ہی گزرتا ہے۔

اس عمارت کے سین درمیان میں ایک عظیم الشان ہال ہے جس میں جہازی سائز کی گرتھ صاحب رکھی ہوئی ہے۔ دن کے مخصوص اوقات میں اس کا پات کیا جاتا ہے جبکہ تمام وقت گوردوارے کے خادم کھڑے مور پٹھ سے اسے ہوا دیتے رہتے ہیں۔

چشمے کا پانی، جس میں یہ عمارت کھڑی ہے نہایت شفاف اور ٹھنڈا ہے۔ اس میں کالے رنگ کی مہاشیر مچھلیاں تیرتی رہتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مہاشیر

www.paksociety.com



مقصد کے لیے نہایت خوبصورت اور چھوٹے چھوٹے پل تعمیر کیے گئے ہیں۔

مرکزی عمارت کے بعد گوردوارے کے خادین اور زائرین کے لیے کئی اور عمارتیں بھی تعمیر کی گئی ہیں۔ یہاں ”گورو کانگر“ بے حد مشہور ہے۔ کانگر چوبیس گھنٹے کھلا رہتا ہے۔ اس کا کھانا معیار کے اعتبار سے کسی قایم اسٹار بونکس سے کم نہیں۔

سے احاطے دار لیکن خوش نما باغیچے کی جانب جاتی ہے۔ اس باغیچے میں دو قبریں ہیں۔ ایک اس کے وسط میں ہے جبکہ دوسری ایک کونے میں بنی ہوئی ہے۔ وسطی قبر کو غلط طور پر لالہ رخ نام کی ایک مغلی شہزادی سے منسوب کیا جاتا ہے جبکہ اس نام کی شہزادی کا وجود ہی نہیں تھا۔ واضح امر یہ ہے کہ کوئی نہیں جانتا کہ ان دو قبروں میں کون دفن ہے...؟

کچھ کا کہنا ہے کہ وسطی قبر، برصغیر کے نامور ولی حضرت محمد و الف ثانی کے خلیفہ شیخ کریم الدین بابا حسن ابدانی کی ہے لیکن 1919ء میں اسے غلط طور پر شہزادی زانہ رخ کے مقبرے سے موسوم کر دیا گیا۔ اس مزار اور بابا حسن ابدانی (واہ کا شاہی باغ) کو مغلوں کے مہندس اعلیٰ احمد معمار نے ڈیزائن کیا تھا۔ اسی احمد معمار نے دہلی کی جامع مسجد اور لالہ قلعے کا نقشہ بھی بنایا تھا۔

ستسوں سے پہلے حسن ابدانی، مغلوں کا بھی پسندیدہ شہر تھا۔ مغلی شہنشاہ کاوش یا شہید جاتے تو وہیں سے واپس پر یہاں قیام کیا کرتے تھے۔ پوتھے مغلی شہنشاہ نور الدین محمد جہانگیر نے لہتی خود نوشت ”ترک جہانگیری“ میں حسن ابدانی کا بطور خاص ذکر کیا ہے۔

گوردوارے کی عمارت کی موجودہ ترتیب کچھ اس طرح سے ہے کہ گوردوارے کے مشرقی دروازے کے عین سامنے ایک چھوٹی سی مسجد اور چنڈ گاؤ ہے۔ اس چنڈ گاؤ کو بعض لوگ بابا والی قندھاری اور کچھ بابا گورو نانک کی بیٹھک قرار دیتے ہیں۔ پانی کا تالاب، جس میں مہاشیر مچھلیاں تیرتی رہتی ہیں، اب اس مسجد کے عقب میں ہے۔ اسی تالاب سے متصل ایک عمارت مقبرہ حکیمان کہلاتی ہے۔ یہاں دو طبیب بھائی دفن ہیں۔ یہ دونوں شاہی حکیم مغلی بادشاہ شہنشاہ جلال الدین محمد اکبر کے وزیر باقاعدہ تھے۔ ان کی یہاں تدفین، شہنشاہ اکبر کے حکم پر ہی ہوئی تھی۔ حکیم ابوالفتح سیلانی کو 1589ء اور حکیم حمام سیلانی کو 1595ء میں یہاں دفن کیا گیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ مچھلیوں کا تالاب اور یہ مقبرہ 1581ء سے 1583ء کے درمیان شہنشاہ اکبر کی وزارت پر فائز رہنے والے خواجہ شمس الدین خوانی نے تعمیر کرایا تھا۔ یہ وہی خواجہ شمس الدین خوانی تھا جن کی زیر نگرانی 1581ء میں انک کا قلعہ تعمیر ہوا تھا۔ مچھلیوں کے تالاب سے ایک پختہ روش چھوٹے

اپنے لباس کا حصہ بنائے۔
 کڑا سے مراد لوہے کا تنگن ہے۔ ہر سکھ لازمی طور پر اپنی کلائی میں آہنی تنگن پہنتا ہے۔
 کرپان، سکھوں کا چھوٹا سا روایتی خنجر ہے جسے سکھ اپنے لباس میں دائیں جانب اڑتے ہیں۔ سکھوں کے لیے ضروری ہے کہ یہ ہتھیار ہمیشہ اپنے پاس رکھیں۔

سنگھاء ظاہر ہے بال بنانے کے لیے ہوتا ہے۔
 سکھ اپنے سر پر بانوں کا جو جوڑا بناتے ہیں، ان میں کنگھا بھی لگایا جاتا ہے جو کلپ کا کام بھی دیتا ہے اور بال سنوارنے کے کام بھی آتا ہے۔

سکھ مذہب کی آخری لازمی شے کیس ہے۔ پنجابی زبان میں بانوں کو کیس کہا جاتا ہے۔ سکھوں پر پابندی عائد ہے کہ وہ اپنے جسم کے بال نہیں تراشیں گے۔ سکھوں کی داڑھیاں اور سروں کے لمبے بال اس پابندی کی وجہ سے ہیں۔ سروں کے لمبے بانوں کو جوڑے کی شکل میں سر پر باندھ لیا جاتا ہے۔ سر پر چٹری بستی جاتی ہے۔

اب گوردوارہ پنجہ صاحب کا قلم دار پاکستان وقف نملاک ہے لیکن ایک سکھ مہنت اب بھی گوردوارے میں رہتا ہے تاکہ مریدا کا پالنے کر سکے۔ ایک مخصوص تعداد میں سکھوں کی آمد پر جو رونق اور جوش و خروش دیکھنے میں آتا ہے وہ بے مثال ہے۔

پاکستان میں سکھ گوردواروں کی تعداد ایک سو کے لگ بھگ ہے جو ملک کے کئی حصوں میں موجود ہیں مگر سکھوں کے ہاں جو اہمیت گوردوارہ سربئی پنجہ صاحب کی ہے، وہ کسی اور گوردوارے کی نہیں۔



ویسے تو دنیا بھر سے سکھ یا تری سال میں دو مرتبہ حسن ابدال آتے ہیں لیکن جیسا کھی کے میلے پر حسن ابدال کی رونق دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے کیونکہ سکھ مذہب کے مطابق جیسا کھی کا تہوار صرف اور صرف حسن ابدال کے مقدس شہر میں ہی منایا جاسکتا ہے۔

جیسا کھی کے میلے کی ابتدا آریاؤں نے 1500 قبل مسیح سے 500 قبل مسیح کے دوران اپنی ہندوستان آمد پر کی تھی۔ پنجاب میں گندم کی پہلی کٹائی کو خوشی اور دولت کی علامت اور آمد آمد کہا جاتا ہے اور جیسا کھی اسی خوشی کے اظہار کا انداز ہے۔

جیسا کھی ہر سال 13 اپریل کو منائی جاتی ہے اور سکھوں کے ہاں یہ جشن صرف بہاگور و نالک کے لیے مخصوص ہے۔ 13 اپریل ہندی میلے جیسا کھی کی تمبر تاریخ ہوتی ہے۔ 1921ء میں سکھ مذہب کے گورون (بزرگوں) نے فیصلہ کیا کہ آئندہ جیسا کھی کا میلہ جیسا کھی 1699ء کی یاد میں ہر سال یکم جیسا کھی کو منایا جائے گا۔ اس دن سکھ مذہب کے دسویں گورو گوہند و آئندہ صاحب (ہندوستان) شہر میں پنج کاف کے نشانات اور ترتیب پیش کی گئی تھی۔

یہاں اس امر کی وضاحت بھی خالی از غور نہیں نہیں ہوگی کہ سکھ مذہب میں ”پانچی کاف“ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور ایک سکھ کے لیے ان کی پابندی ہے حد ضروری ہے۔ یہ پانچی کاف دراصل پانچ چیزیں ہیں جو حرف ”ک“ سے شروع ہوتی ہیں۔ ان کے نام پنجابی زبان میں پنجہ، کڑا، کرپان، سنگھار، کیس ہے۔

ان ”کافوں“ کی ترتیب یہی ہے۔ پنجہ سے مراد جائنیا ہے جسے پنجابی زبان میں پنج یا کاجھا کہا جاتا ہے۔ ہر سکھ کے لیے ضروری ہے کہ وہ پنجہ (انڈرویز) کو

بچوں کا وہابی ڈائجسٹ



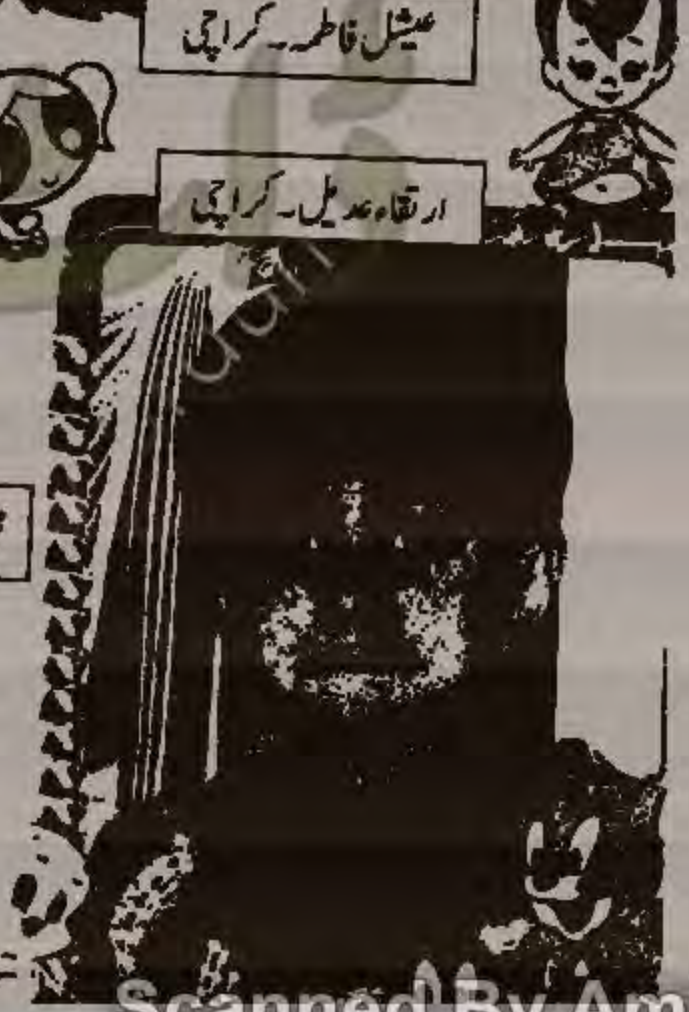
انشراح رشید - کراچی



عیشیل فاطمہ - کراچی



محمد حنظلہ کاشف - کراچی



ارتقاء عدیل - کراچی

Scanned By Amir

نہما پانڈا اور نیلا بعد

رہتا تھا۔ وہ بچپن ہی سے اپنی
تعلیمی سنا آ رہا تھا۔ ”دیکھو!
کتنا پرکشش ہے۔ ان کے لمبے
پال سونے کے تاروں کی
طرح چمکتے ہیں۔“



گلو ایک چھوٹا سا
نیلا بندر تھا اور نیلا ایک
نہما پانڈا۔ دونوں بہت اچھے
دوست تھے۔ ان کے کچھ
اور اچھے دوست بھی تھے۔
ان میں ایک ہرن کا بچہ،
ایک بھورا خرگوش، ایک نیلا اور
ایک خارپشت شامل تھے۔ وہ
سب ایک پہاڑی جنگل

گلو کا چہرہ اور جسم نیلا تھا لیکن اس کے
پال سنہرے تھے۔ اس کی دم بھی بہت لمبی
تھی جو اسے دوسرے تمام بندروں سے ممتاز
رتی تھی۔ اس کے والدین نے اسے آزادی دے رکھی
تھی۔ اس وجہ سے وہ کچھ مغرور ہو گیا تھا۔ اس کا خیال تھا

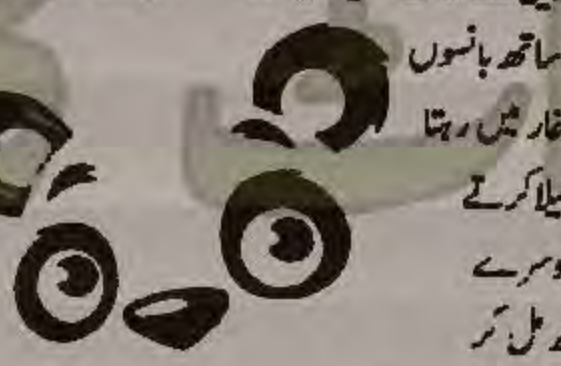
میں رہتے تھے جہاں درخت، جھنڈیاں، گھاس، بانس اور
جنگلی پھول پہاڑی و حلو انوں اور گھٹائیوں
میں اگتے تھے۔ اس خوبصورت جگہ پر وہ
سب بہت خوش تھے۔

محمد زبیر اشرف۔ کراچی

کہ وہ سب سے خوبصورت اور قابل ہے۔
وہ بہت شریر اور چالاک تھا۔ وہ اکثر
دوسروں کو تنگ کرتا رہتا تھا۔ چنانچہ اب دوسرے جانور
اس کے ساتھ کھیلنا پسند نہیں کرتے تھے۔

نہما پانڈا اپنے والدین کے ساتھ جنگل میں اور
نہما پانڈا اپنے والدین کے ساتھ بانسوں
کے جھنڈ میں بنے ایک غار میں رہتا
تھا۔ گلو اور نیلا روز ساتھ کھیلا کرتے
تھے۔ انہیں اپنے دوسرے
چھوٹے دوستوں کے ساتھ مل کر
کھیلنے کا بھی بہت شوق تھا۔

ایک روز گلو کے والدین اپنے
چھپتے کے لیے پھل جمع کرنے
پہاڑیوں پر گئے۔ گلو گھر پر
اکیلا تھا۔ وہ ایک درخت پر
چڑھ گیا اور سب کھانے لگا۔
کھاتے کھاتے اس نے سوچا کہ
میں بہت عرصے سے اپنے
دوستوں سے نہیں
ملا ہوں۔ وہ مجھ
سے کترانے لگے
ہیں۔ یہاں مزہ



لیکن کچھ عرصے بعد گلو
اور نیلا کی دوستی میں کمی
ہونے لگی۔ اس کی
وجہ یہ تھی کہ گلو کی
بر کوئی تعریف کرتا

پاکستان سوسائٹی

Scanned By Amir

بھی نہیں آ رہا۔ چلو چلتے ہیں۔

چنانچہ وہ ایک درخت سے دوسرے درخت پر چھلانگیں مارتا ہوا چند ہی لمحوں میں بانسوں کے جھنڈ میں پہنچ گیا۔ نیو وہاں بیٹھا ہوا بانس کی نرم پتیوں کو بڑی رغبت سے کھا رہا تھا۔ اگرچہ وہ صرف ڈیڑھ سال کا تھا، لیکن گلو کے مقابلے میں بہت بڑا اور موٹا تھا۔

”موٹے احمق! تم پھر بانس کھا رہے ہو! اس کا مزہ اچھا نہیں ہوتا۔“ نیلا بندر چیخا۔

”گلو! بانس کی یہ پتیاں بہت نرم اور تازہ ہیں۔ آؤ کچھ تم بھی کھا لو۔ بڑی مزے دار ہیں۔“ گلو نے دوستانہ انداز میں کہا۔

”نہیں! یہ بد مزہ چیز کون پسند کرے گا...؟“ میری ماں مجھے بہت چاہتی ہے۔ وہ مجھے بہترین چیزیں کھلاتی ہے۔“ اس نے فرور سے کہا۔

اس کی یہ باتیں سن کر نیو پریشان ہو گیا اور بولا ”میری امی بھی مجھے بہت چاہتی ہیں۔ میری امی دو سروں کا خیال رکھتی ہیں۔ انہیں دو سروں کی مدد کر کے خوشی ہوتی ہے۔ وہ کبھی کسی پر دھونس نہیں جھماکتی۔ یہاں سب ان کی عزت کرتے ہیں۔ میں بڑا ہو کر ان جیسا بنوں گا۔“

نیلا بندر تعارت سے بنا ”تمہاری امی بھی تمہاری طرح بد صورت ہیں۔ تمہارا جسم سٹید اور کالے بالوں سے ڈھکا ہوا ہے۔ مجھے دیکھو، میں کتنا خوبصورت ہوں۔“

نیو اس کی باتیں سن کر ہنسنے لگا۔ اس نے کہا ”گلو، اب اگر میری ماں کو کچھ کہا تو میں تمہارا لحاظ نہیں کروں گا۔“

”ارے جاؤ، تمہاری ماں تو بے وقوف ہے۔ اس

روز درخت پر چڑھتے ہوئے زمین پر گر پڑی تھی۔

بے وقوف اور موٹا جانور کیسے درخت پر چڑھ سکتا ہے...؟“ گلو نے اسے چڑھتے ہوئے کہا۔ یہ سن کر

نیو آپے سے باہر ہو گیا۔ اس نے گلو پر چھلانگ لگا دی۔ نیو جلدی سے ایک درخت پر چڑھ گیا۔ گلو بھی

درخت پر چڑھ گیا، لیکن آہستہ آہستہ۔ ظاہر ہے اس میں بندروں جیسی پھرتی اور مہارت نہیں تھی۔ جب

تک وہ درخت پر چڑھا، نیلا بندر دوسرے درخت پر کود پڑا تھا۔ نیو جانتا تھا کہ وہ گلو کو نہیں پکڑ سکتا۔ وہ

ایک لمحے تک درخت پر بیٹھا رہا، پھر نیچے اتر آیا۔

”تم بہت بڑے ہو، بس، آج سے میری تمہاری دوستی ختم! میں تمہاری صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔“ یہ کہہ کر نیو بانسوں کے جھنڈ میں گھس گیا۔

گلو سمجھ گیا کہ نیو اس سے ناراض ہو گیا ہے۔ اس نے چیخ کر کہا ”نیو، باہر آؤ، میرے ساتھ کھیلو! اب میں

تمہارا مذاق نہیں اڑاؤں گا۔“ لیکن نیو چپ چاپ بانسوں کے درمیان بیٹھا رہا۔ گلو تھوڑی دیر اس کا انتظار

کر تا رہا اور پھر بے حیائی کے ساتھ اچھلا کودتا آگے بڑھ گیا۔ اس نے اپنے آپ سے کہا ”اگر نیو ناراض ہو گیا ہے اور میرے ساتھ نہیں کھیلنا چاہتا تو نہ سہی! میں فرگوش

اور برن کے بچے کے ساتھ کھیلوں گا۔“

گلو ان کے پاس پہنچ گیا۔ مگر انہوں نے جب اسے دیکھا تو بھانگ کھڑے ہوئے۔

”تو تم بھی میرے ساتھ کھیلنا نہیں چاہتے...؟“ میں آئیلا بھی کھیل سکتا ہوں۔“ اس نے اپنے آپ سے کہا۔

گلو انکوروں کی ایک ٹیل پکڑ کر جھولا جھولنے لگا۔ لیکن جلد ہی آگیا۔ اتنے میں ایک ہڈ بند اڑ کر

قرمیں درخت پر بیٹھ گیا اور درخت کے تنے پر
کریدنے لگا۔ گلو نے ایک اخروٹ اٹھا کر ہڈ بڈ کو مارا۔ ہڈ
نہانے اسے کھور کر دیکھا اور وہاں سے اڑ گیا۔

گلو کو پھر تہائی کا احساس ستانے لگا۔ وہ جنگل کے
قریب ایک چشمے پر چلا گیا۔ وہاں اس نے پانی پیا۔ پانی
میں اچانک اس نے دو جانوروں کو اپنی طرف بڑھتے
دیکھا۔ دو مڑا تو حیرت سے بت بن کر رہ گیا۔ بڑی
خوفناک شکلیں تھیں۔ اسی لمحے کوئی صنوبر کے
درخت سے چلایا "گلو، بھاگو! یہ بھیڑیے تھیں، یہ
تمہیں چاچا جانیں گے۔ اوپر آ جاؤ۔" گلو پہچان گیا۔
یہ ننھے پانڈے نیو کی آواز تھی۔ وہ بندھن سے صنوبر
کے درخت کی طرف دوڑا۔ دونوں جانوروں خون خوار
بھیڑیے بھی اس کے پیچھے بھاگے۔

"جلدی سے درخت پر چڑھ جاؤ دوست!" تنخا
پانڈے اپنے ناخوشگوار جھگڑے کو بھلا کر چیخا۔ گلو صنوبر
کے درخت کی طرف بھاگا، لیکن وہ بھی وہاں پر چڑھنے ہی
والا تھا کہ بھیڑیوں نے اسے آلیا۔ بڑے بھیڑیے نے
اس کی دم منڈ میں دبائی۔ گلو کا برا حال تھا۔ وہ درخت
پر چڑھنے کے لیے سخت جدوجہد کر رہا تھا۔ ننھے
پانڈے نے اسے اوپر کھینچنے کے لیے اپنا پنجہ بڑھایا،
لیکن بھیڑیے نے تب تک اس کی آدمی دم چبا ڈالی۔
تکلیف سے گلو کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ بھیڑیے
درختوں پر نہیں چڑھ سکتے تھے، اس لیے وہ نیچے ہی
سے غصیلی نظروں سے بندر اور پانڈے کو
دیکھتے رہے۔

نیلو آہستہ سے گلو کی طرف بڑھا جس کے حواس
اب بحال ہو چکے تھے۔ وہ سوچنے لگا کہ اگر آج تنخا
پانڈے کو دتہ کرتا تو بھیڑیے مجھے چیر پھرتے کر کھا جاتے۔

وہ نیلو کا شکر گزار تھا۔ بھیڑیے ابھی تک نیچے کھڑے
انہیں وحشت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ بڑا
بھیڑیا اپنی پچھلی ٹانگوں پر کھڑا ہو گیا اور سر اٹھا کر بولنا
"میں ننھے پانڈے کو نہیں چھوڑوں گا، کیونکہ اس کا
گوشت بندر کے مقابلے میں زیادہ چربی والا اور
تازہ ہوگا۔"

"کاش پانڈے کا بچہ نیچے گر جائے۔" چھوٹے
بھیڑیے نے حسرت سے کہا۔

"ہرگز نہیں پانڈے کو میں ایسا کھاؤں گا، تم
بندر کو کھا لیتا۔" بڑے بھیڑیے نے غر کر کہا۔

"یہ نہیں ہو گا، اسے پہلے دیکھا بھی میں نے تھا
اور کھاؤں گا بھی میں۔" چھوٹا بھیڑیا بھی غرایا۔
دونوں کی ٹکرار ہاتھ پائی تک پہنچی گئی۔ دونوں ایک
دوسرے پر تھپنے اور زمین پر لٹنے لگے۔ ادھر بندر
نے کچھ کانٹے دار پھل اٹھائے اور چھوٹے بھیڑیے پر
پھینکتے لگا۔ لیکن اس پر کچھ اثر نہ ہوا تو پانڈے نے ایک
دم اس پر چھلانگ لگا دی۔ بھیڑیے کو یوں لگا جیسے اس
کی کمر بھاری چٹان آن ٹری ہو۔ چھوٹے بندر نے
بھی ایک بڑا پتھر اٹھایا اور بھیڑیے کے سر پر دے
مارا۔ ان اچانک حملوں نے بھیڑیے کو بوکھلا دیا اور وہ
بھاگ کھڑے ہوئے۔

چھوٹا نیلا بندر ننھے پانڈے سے شرمندہ تھا۔ وہ اپنے
کے پر بچھتا ہوا تھا۔ وہ بولا "میں اپنا مقابلہ ننھے پانڈے سے
نہیں کر سکا، آئندہ میں اس سے سیکھوں گا۔"

یہ سن کر ننھا پانڈہ اشرما گیا اور اپنے پنوں سے چہرہ
چھپاتے ہوئے بولا "دوست وہ ہے جو مصیبت کے وقت
کام آئے، میں نے تو محض اپنی دوستی نبھائی ہے۔"

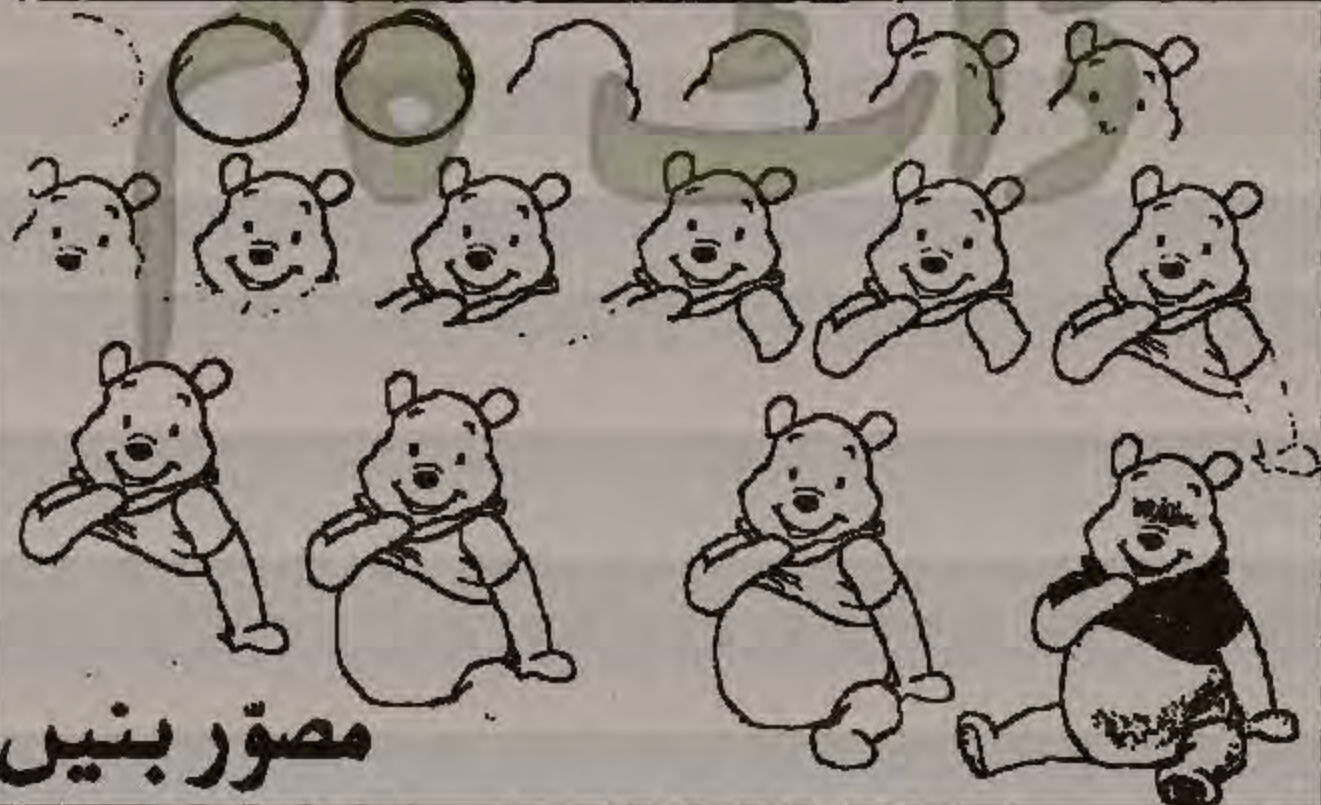


تصویر دیکھ کر ہوبہو عکس بنائیں.....



نقطے ملائیں

رنگ بھریں



مصور بنیں

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو ایبل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
- ✦ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✦ ایڈفری لنکس، لنکس کو میسجے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety



بے وقوف: وہ ایسے کہ میں نے وہ کسی کا ٹکٹ خرید لیا مگر میں واپس ہی نہیں گیا۔
 (مرسلہ: شہزاد علی۔ فیصل آباد)
 ... گاؤں سے ماں اپنے بیٹے تے ملنے شہر گئی۔
 باتوں باتوں میں ہوئی: کوئی خاص بات ہو تو فون کر لیا کرو بیٹا۔
 بیٹے نے حیرت سے کہا: امی! آپ کے ہاں تو فون نہیں ہے۔
 ماں نے ہلکا سا ہنس کر کہا: تو کیا ہوا تمہارے ہاں تو ہے۔
 (مرسلہ: محمد یاسر۔ راولپنڈی)
 ... ایک بچی روزنی ہوئی اپنے ابو کے پاس آئی اور کہنے لگی: ابو آسمان پر بادل آئے ہیں۔
 اس کے ابو مطالعہ میں مصروف تھے، بغیر دیکھے کہنے لگے: انیس ڈرامنگ روم میں بھاؤ میں پڑے بدل کر ابھی آتا ہوں۔
 (مرسلہ: حمیم شاہد۔ گوجرانوالہ)

نہ پہچان لیں۔
 (مرسلہ: مہتاب خان۔ کوئٹہ)
 ... ایک پاگل اپنے مکان کی چھت پر چڑھا۔ اتفاق سے ایک ڈاکر بھی چھت پر آ بیٹھا۔
 پاگل جلدی سے نیچے اترا اور سیڑھی بنا کر بولا: میں تو سیزم سے اترا آیا اب تم کیسے اترو گئے...؟
 (مرسلہ: محمد اصغر۔ لاہور)
 ... ماں (بیٹے سے): بیٹا، جھوٹا بونٹا بری عادت ہے اس سے گناہ ہو تا ہے۔
 بیٹا: اچھا تو امی مجھے یہ بتائیں کہ بسکٹوں کا ڈاکو جو آپ گل بازار سے لائی تھیں وہ آپ نے کہاں رکھا ہے...؟
 (مرسلہ: نازیب رضا۔ کراچی)
 ... ایک دوست (دوسرے دوست سے): مجھے ریاضی کے استاد پانگل اچھے نہیں آتے۔
 دوسرا دوست: کیوں کہتا ہوا...؟
 پہلا دوست: کل انہوں نے بتایا، چٹ اور ایک پانچ ہوتے ہیں اور آج کہہ رہے تھے دو اور تین پانچ ہوتے ہیں۔
 (مرسلہ: یوحید احمد۔ لاہور)
 ... ایک بے وقوف (اپنے دوست سے): آج میں نے ریوٹس دانوں کو بہت بڑا دھوکہ دیا۔
 دوست: وہ کیسے...؟

... ہاپ: بیناروزنہ نہیں جانے سے انسان کی عزت کھنتی ہے۔
 بیٹا: ٹھیک ہے، پھر میں گل سے اسکول نہیں جاؤں گا۔
 (مرسلہ: مصباح فتح۔ کراچی)
 ... ایک تجوس بحرن جہد میں ایک ملک کی بندرگاہ پہنچا ایک غوطہ خور پر نظر پڑی جو پانی سے نکل رہا تھا۔
 تجوس نے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا: میں بھی کتنا بے وقوف ہوں یا یہ خیال پہلے کیوں نہ آیا خود خود کرنے کے لیے ضلک کیے۔
 (مرسلہ: کاشان علی۔ میرپور خاص)
 ... وکیل (ڈاکٹر سے): آپ کی فحاشی قطعی آدمی کو زمین میں چھینٹا دھونڈ کر سکتی ہے۔
 (مرسلہ: حبیب ناصر۔ لاہور)
 ... شوہر (بیوی سے): بیگم! آج میرے دوست شام کو کھانے پر آ رہے ہیں۔ تم جلدی سے یہ سامان گھڑی، جوتے، گل دان اور چمچریاں وغیرہ چھپا دو۔
 بیوی: کیوں...؟ کیا آپ کے دوست چور ہیں...؟
 شوہر: نہیں، یہ بات نہیں۔ میں ڈرتا ہوں کہیں وہ لوگ اپنی چیزیں

مرکزی مراقبہ ہال

سر جانی ٹاؤن کراچی میں جذبہ خدمتِ خلق کے تحت جمعے کے روز خواتین و حضرات کو بلا معاوضہ روحانی علاج کی سہولت مہیا کی جاتی ہے۔ خواتین و حضرات کو جمعے کی صبح 7:45 بجے ملاقات کے لئے نمبر دیئے جاتے ہیں اور ملاقات صبح 8 سے 12 بجے دوپہر تک ہوتی ہے اور ہفتے کی دوپہر 3:45 بجے نمبر دیئے جاتے ہیں اور ملاقات 4 بجے سے شام 7 بجے تک ہوتی ہے۔ ہر ہفتے، بعد نماز جمعہ عظیمہ جامع مسجد سر جانی ٹاؤن میں اجتماعی محفل مراقبہ منعقد ہوتی ہے جس میں درود شریف، آیت کریمہ کا ختم اور اجتماعی مراقبہ کے بعد دعا کی جاتی ہے۔ جمعے اور ہفتے کے علاوہ خواتین و حضرات ملاقات کے لئے زحمت نہ کریں۔ محفل مراقبہ میں دعا کے لئے اپنا نام، والدہ کا نام اور مقصد دعا تحریر کر کے ارسال کیجیے۔ جن خوش نصیبوں کے حق میں اللہ رحیم و کریم نے ہماری دعائیں قبول فرمائی ہیں وہ اپنے گھر میں محفل میلاد کا انعقاد کرائیں اور سب استطاعت غریبوں میں کھانا تقسیم کریں۔

محفل مراقبہ



شکر۔ خالدہ جاوید۔ غبار اسلمہ۔ محفزی شاہد۔ ضیق الزمان۔ انیس مسن۔ انیس علی۔ انیس ماسم۔ درخشش انجم۔ درخشش مقصود۔ وردان بنت غازی۔ دلدار مقصود۔ فویدہ رضانہ۔ ڈیشان کمال۔ ڈیشان مسن۔ رئیس اللہ بیگم۔ راجہ عبد الامان۔ راجہ علی۔ رحمت انصاری۔ راحیلہ فریمنہ۔ راشد محمود خان۔ رائفہ رحمت بی بی۔ رضانہ بی بی۔ رضانہ یاسمین۔ رشیدہ ظفر۔ رضوان احمد۔ رضوانہ ناز۔ رضوانہ ناصر۔ رضیہ اقبال۔ رحمت مقصود۔ رحمت عابد۔ رحمت کلا۔ رقیہ فریمنہ۔ رمشا احمد۔ رمیز یاسر۔ روینہ اسلمہ۔ روینہ آرمہ۔ روینہ نواز الخٹابہ۔ روینہ یاسمین۔ روینہ اسلمہ۔ روزینہ اشرف۔ رونی شاہ۔ ریاض ضمیر۔ ریحان علی۔ ریحانہ نعم۔ ریحانہ طیف۔ ریحانہ ناز۔ ریحانہ یاسمین۔ ریحانہ جاوید۔ زاہد مسن۔ زاہد مسن۔ زاہد سعید۔ زاہد لطیف۔ زاہد پرویز۔ زاہدہ ناز۔ زاہدہ بی بی۔ زر کاخان۔ زریینہ احمد۔ زریینہ صدیقی۔ زینب انجم۔ زینب خالدہ۔ زینب لطفہ شاہد۔ زینب خالدہ۔ سائرہ بی بی۔ ساجدہ اقبال۔ ساجدہ سمیرا۔ ساجدہ امین۔ ساجدہ تبسم۔ سہوادی۔ سہا شہب۔ سحر انور۔ سرشار جہاں۔ سرش کاشف۔ سعد قریشی۔ سعیدہ افتخار۔ سعیدہ عتیقہ۔ سعیدہ ناز۔ سعیدہ احمد۔ سعیدہ بی بی۔ سکینہ بانو۔ سمنانہ بی۔ سمنانہ علی۔ سمنانہ خان۔ سمنانہ صد۔ سمنانہ علی۔ سمنانہ سلطی۔ سیمہ سلیمہ آفاق۔ سلیمان اعظم۔ سمیرا حفصہ بی بی۔ سمیرا انمول۔ سمنانہ نعمہ۔ سمنانہ ریاض۔ سمنانہ الطیبہ۔ سہ احمد علی۔ سہ آصف علی۔ سہ

کراچی :- آنکھ احمد۔ آمد تبسم۔ آمد شکر۔ آمد احمد۔ آمد خابر۔ آمد خان۔ آنکھ مسن۔ آصف علی۔ آصف محمود۔ احسن اللہ خان۔ احسان ریاض۔ احسن ریاض۔ احمد لیسو۔ اختر حسین۔ ارسلان شہیر۔ ارسلان خان۔ ارمد خالدہ۔ رم علی۔ سہ احمد۔ احمد شفیق۔ اسٹیلی فاروقی۔ اشتیاق شاہد۔ اشتیاق احمد ٹوند۔ اشتیاق احمد۔ آصف صدیقی۔ اجاز احمد بی بی۔ عظم علی۔ آفتاب احمد۔ آفتاب شاہد۔ انساری تبسم۔ انیس خان۔ انیس علی۔ آرم دلدار۔ اقیاز احمد۔ اقیاز علی۔ اقیاز مسن۔ امیر الدین۔ انجم صدیقی۔ انجم شکر۔ انجم نور۔ نور جہاں۔ انیدہ بانو۔ انیدہ رفیق۔ انیلہ مسنہ۔ نیدہ ریاض۔ انیس خان۔ ایوب علی۔ بخارہ بانو۔ بشری آفتاب۔ بشری احمد۔ بشری فیض۔ بدل حامد بنت۔ جلال قریشی۔ بھیس بی بی۔ بھیس اشتیاق۔ بی بی صدیقی۔ پرویز انور۔ پرویز اختر۔ تاجش تبسم۔ سمن الدین۔ سمن مسن۔ سمن فاطمہ۔ تنزیہ صبا۔ نور اختر۔ تنویر بانو۔ تمیز مقصود۔ تیمور خان۔ ثاقب سعید۔ ثروت سلطانہ۔ ثروت شہزاد۔ ثریا راشد۔ ثریا بی بی۔ شمیز منظور۔ شمیز شمشیر۔ شوبہ پرویز۔ جاوید امین۔ جاوید علی۔ جہانہ اقبال۔ جمیلہ تبسم۔ جمیلہ بانو۔ جمیلہ اختر۔ جریبہ عمر۔ جہا محمود۔ سہی م۔ سہی یاقوب۔ سہی اشتیاق وندل۔ حافظہ جمیل۔ حبیبہ احمد۔ حسن فاروق۔ حسین محمد۔ حفصہ احمد۔ حفیظہ بی بی۔ حمیرا امین۔ حمیرا انیس۔ حمیرا شہناز۔ ان

خیزد قاطر۔ فوض حسین۔ قمر سلطنت۔ کاشف مجاہد۔ بہتر حسین۔ محمد
اشرف۔ محمد شفیق۔ محمد ناصر۔ محمد کاشف۔ محمد نواز۔ محمد يوسف۔ محمد
یونس۔ محمد شہانہ فاروق۔ مرزا بشیر احمد۔ سز پر دین۔ مقبول
احمد۔ مقصود۔ ملک محمد انوار۔ منظور بی بی۔ ذوب۔ محمد اشرف ندیم
اختر۔ نذیر بی بی۔ نصیر بی بی۔ گھمت بی بی۔ نوید اختر۔ ڈاکٹر سلیم۔ ڈاکٹر
غلام ربانی۔ ڈاکٹر مرزا بہتوں علی۔ ڈاکٹر اقبال۔

پشاور: آئیہ قریبی۔ آئیہ ندیم۔ آصف صدیق۔ آملاب
احمد قریبی۔ آملہ اشرف۔ آملہ نصیر۔ آملہ کبیر۔ ابدال خان۔ اربیبہ
فریدی۔ ارشد بیگم۔ اصغر علی۔ انکار احمد قریبی۔ امیر اشرف۔ نور بی
بی۔ اویس بابر۔ بشیر احمد۔ بشیر قاضی۔ حمزہ عزیز۔ خورشید احمد۔ شہینہ
پرہیز۔ شہد۔ صفیر۔ شہتار۔ جمیلہ بی بی۔ چوہدری ہار حسین۔ دہ
حسن تھویر۔ حسن۔ حسین بی بی۔ خالدہ بی بی۔ دلشاد احمد۔ ذوالفقار علی۔
رائس جاوید۔ راشدہ۔ رباب سلیم۔ ربیعہ منور۔ رشیدہ بی بی۔ رشیدہ بی
بی۔ ربیعہ اویس۔ زبیر۔ زین ندیم۔ زینت فریدی۔ ساجدہ بی
بی۔ ساجدہ خاتون۔ ساجدہ محمود۔ ساجدہ سجاد حسین۔ ساجدہ
گل۔ سعید سلیم۔ سعید کوش۔ سعید اختر۔ سعید نور۔ سعیدہ بی بی۔
سلی شاکت۔ سیر احمد۔ سیر لطیف۔ سجاد شہزاد۔ شاہ صدیق۔ شاہد
بی بی۔ شہتار بی بی۔ شعیب ثاقب۔ شفاقت حسین بھٹی۔ شفقت اللہ۔
شوکت جاوید۔ شہزاد حسین۔ صائمہ مریم۔ طیبہ حفصہ۔ ظفر اقبال
باشی۔ ظہور محمد چشتی۔ نندہ اشرف۔ جاوید بی بی۔ ناصر شفیق۔ فاقب
تار۔ مہاں۔ عبدالسیب خان۔ عبدالحفیظ۔ عبد الستار خان۔ عبد الباقی۔
عبد الغفور۔ علی احمد۔ علی رضا۔ عمیر سلطنت۔ عمیر نصیر۔ غلام حسن۔
فاکرہ ناز احمد۔ الفت بی بی۔ ایسر امین۔ قیہ ندیم۔ کلثوم نذیر۔ کلیم
اللہ۔ تیز فاطمہ۔ نوثر بانو۔ کول بشیر۔ سعید اسماعیل۔ مہتاب علی۔
محمد احمد۔ محمد ادریس۔ محمد ارشد۔ محمد اشرف۔ محمد اصغر۔ محمد آصف
چشتی۔ محمد قبال۔ محمد برہان۔ محمد بلال۔ محمد حبیب۔ محمد خورشید۔
محمد رازق۔ محمد رشید۔ محمد رمضان۔ محمد زہرا۔ محمد سلیم۔ محمد سیر
محمد شاہد۔ محمد شریف۔ محمد شفیق۔ محمد صدیق۔ محمد صاحب علی۔ محمد عظیم
محمد حفصہ۔ محمد کامران۔ محمد لطیف۔ محمد نور چشتی۔ مرزا جاوید۔ منصور
سعید۔ منظور بی بی۔ سہوش کلیم۔ سہوش لیاقت۔ میاں افضل امجدی۔
زبیر ظفر۔ زہرا بی بی۔ ندیم اختر۔ نذیر۔ نصیر احمد۔ نعمان
رزاق۔ نقیہ تارا۔ نور الحسن۔ نوید اختر۔ ڈاکٹر سرب۔ ڈاکٹر محمد

سیالکوٹ: آملہ۔ ابرار خان۔ انمل بنت۔ بھل رسول۔
احمد حسین۔ چاند ارشد بی بی۔ ارشد بیگم۔ سہ۔ سوز بن سعید۔ سلیمہ
ای۔ قمر۔ اقبال بیگم۔ اقبال۔ احمد عباس۔ امین بیگم۔ امینہ۔ امینہ سعید۔
انیدہ جاوید۔ اویس۔ بشارت۔ بلال۔ بیگم اسلمہ۔ بشیم۔ حزیلیہ۔ تنویر
مہاں۔ ثانیہ۔ شہ بیگم۔ شہینہ کوش۔ شہینہ۔ جوئیہ۔ یاس۔ جمیلہ۔

مغنی نیر۔ عفت عتیف۔ عفت ہادیہ۔ عفت یاسین۔ علی وقاص۔
علی۔ مراد نیر۔ مرزا علی۔ مرزا فاروق۔ مرزا احمد۔ مرزا سہیل۔
عمران سید۔ عام احمد۔ غلام دینی۔ غلام قادر۔ غلام مصطفیٰ۔ غلام نبی۔
فاخرہ بیگم۔ فاطمہ نواز۔ فائزہ۔ فائزہ ارشد۔ فائزہ کامران۔ فخر
سلطان۔ فراتہ فرخان۔ فراتہ کوش۔ فرح۔ فقیر حسین۔ فوزیہ۔
فوزیہ فیض۔ فیصلہ فیصل۔ قمر احمد۔ قمر انبی۔ کاشف جہاد۔ کاشف
نواز۔ کامران۔ کریم بی بی۔ کرن شاہد۔ کرن۔ کشور سلطان۔ کلثوم
لیسین۔ کلیم خان۔ کنول صاحبہ۔ کنول۔ کوثر انبی۔ کوثر ظہیر۔
کول۔ لڈی ملک۔ انبہ آصف۔ نسیم۔ وجد۔ وہ جنتیں۔ بہتر
اقبال۔ محبوب علی۔ محمد احمد۔ محمد اریس۔ محمد اسلمہ۔ محمد امجد۔ محمد
امین جاوید۔ محمد اویس۔ محمد آصف۔ محمد تبسم۔ محمد عارف۔ محمد
حزیفہ۔ محمد رمضان۔ محمد زاہد۔ محمد سعید عباس۔ محمد شاہد۔ محمد شفیق
محمد۔ محمد علی۔ محمد عظیم شاہد۔ محمد علی سعیدی۔

ملتان: آپا منظور النساء۔ ارمان۔ ارشد۔ ارشد اسلمہ۔ اسلمہ
آصف۔ افروز۔ اقبالہ۔ اموم الدین۔ انان اللہ۔ آملہ۔ میر گل۔ امیر۔
ایمان۔ بشیر۔ شہینہ۔ جان محمد۔ جعفر۔ حسیٰ غلام۔ سال۔ مانتا قرآن۔
حسن بخش۔ حسن علی۔ حسین علی۔ صبر۔ صبر۔ خدیجہ۔ دانش نواز۔
دلگوز۔ دین محمد۔ ذوالفقار۔ ہور رضوان۔ راجیہ۔ رشیدہ۔ رشیدہ۔
رمضان۔ روشن۔ ریختہ۔ رشک۔ ساجدہ۔ سون بیگم۔ سجاد حسین۔ سجاد
علی۔ سعید۔ سندھ۔ سیمہ خان۔ سلیمہ۔ سیمان۔ سیر۔ مسیح اللہ۔
سجی۔ ساجدہ۔ سانیہ۔ شانت۔ شہزیہ۔ شاہد علی۔ شاہناز۔
شہیر۔ شہولہ۔ شہناز۔ شہناز۔ سہیل۔ صدیقی۔ الکاف۔ کاشف۔ جاوید
جوتی۔ جاوید۔ جہاں۔ جہاں علی۔ جہاں علی۔ جہاں علی۔ جہاں علی۔ جہاں
اللہ۔ علی محبوبہ۔ علی۔ خول۔ نوحہ بی بی۔ فاضلہ۔ فاطمہ۔ قرآن
ارشد۔ قرۃ العین۔ کاکات۔ گل شہیر۔ مرادی۔ ہادیہ۔ مہتاب علی۔
محبوبی شاہد۔ حسن عباس۔ قلب خاتون۔ مظہر احمد۔ منظور۔ منور۔ مہمان۔
میر زادی۔ نازیہ۔ نازیہ۔ نسیم۔ نواب خاتون۔ نور محمد۔ نوید۔ نواز محمد
خان۔ نیب محمد۔ امیر۔ ازیران۔ قارہ۔ ہدایت خاتون۔ بی بی۔ یاسین۔

گجرات: آغا شاہد۔ ارشد بی بی۔ اتیاز۔ یاز صدیق۔ بھٹی
اختر۔ خیر مصطفیٰ۔ خیر حسین۔ جاوید اقبال۔ جاوید اقبال۔ جاوید۔
جہاں بی بی۔ مانتا محمد رضا۔ نسیم بی بی۔ نسیم محمد رشید۔ خورشید بی
بی۔ ڈاکٹر احمد۔ جو بی بی۔ راشدہ محمود۔ رضوان صاحب۔ رشیدہ بیگم۔
رفعت زاہد۔ زریزہ اختر۔ نازور ساجدہ۔ ساجدہ۔ ساجدہ بی بی۔ سعید
اختر۔ سعیدہ بانو۔ سکینہ بی بی۔ سلیمہ محمد۔ شوہ بیگم۔ شاہد
صدیق۔ شریف بی بی۔ شامہ بیگم۔ شہینہ۔ شہینہ۔ شہینہ۔ شہینہ۔
صفا۔ نسیم۔ حنیفہ بیگم۔ سنیہ۔ سہیل۔ طیبہ حفصہ۔ نملہ اقبال۔
نصیر اقبال۔ علیہ بانو۔ ہادیہ بیگم۔ ہادیہ بیگم۔ عبد الغفار۔ عزیز بی

اللہ کا سب سے بہتر کار ساز ہے

ترجمہ: ”ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔“

(سورہ آل عمران: آیت 173)

سراقبہ ہال ملتان

نگران: کنور محمد طارق عظیمی

947/A، ممتاز آباد بی سی جی چوک، ملتان

پوسٹ کوڈ: 60600

فون نمبر: 061-6525331

Scanned By Amir

افتخار

مدینہ عتیقات بحضور

لعل شہباز قلندر

بروز اتوار 22 مارچ 2015ء، سلسلہ عظیمیہ کے اراکین نے لقلندہ کے دوست حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے مشن کے ایک ممتاز خدمت گزار اور سندھ کے عظیم صوفی بزرگ، حضرت لعل شہباز قلندر کے مزار پر حاضری دی۔ کراچی اور سندھ کے دیگر شہروں سے تعلق رکھنے والے اراکین سلسلہ عظیمیہ سینکڑوں کی تعداد میں سیہون شریف میں جمع ہوئے۔

اس موقع پر ایک مجلس مزار کے بھی منعقد ہوئی، ڈاکٹر و قاریوسف عظیمی، جاوید احمد، اور ڈاکٹر مختار نے حاضرین سے خطاب کیا، نظامت کے فرائض شوکت علی نے انجام دیئے، آخر میں اجتماعی دعا ہوئی اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں ہدیہ صلوة و سلام پیش کیا گیا۔ قبل ازیں اس مجلس میں تلاوت قرآن پاک اور ہدیہ نعت پیش کی گئی۔ اس کے بعد اراکین سلسلہ عظیمیہ حضرت لعل شہباز قلندر کے مزار پر حاضر ہوئے۔ سلسلہ عظیمیہ کے مرشد حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کی جانب سے ہدیہ پیش کیا اور حضرت لعل شہباز قلندر کی بلند درجات جات کے لیے دعا ہوئی۔

حضرت عثمان مروندی المعروف لعل شہباز قلندر عالم اسلام کے صوفی بزرگوں میں بہت ممتاز مقام کے حامل ہیں، حضرت لعل شہباز قلندر جس دور میں سندھ کے علاقے سیہون میں توحید کی دعوت اور حقوق خدا کی خدمت میں معروف تھے، اسی دور میں مٹان میں حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی اور پاپتین میں حضرت بابا فرید گنج شکر زین اسلام کی روشنی پھیلانے میں معروف تھے۔ برصغیر کے علاوہ عالم اسلام کے دیگر حصوں میں بھی حضرت لعل شہباز قلندر کے معتقدین موجود ہیں۔



حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی، حضرت لعل شہباز قلندر کے مزار کے لیے چادر پیش کر رہے ہیں۔



اس زیارت میں کراچی سے زائرین کا ایک بڑا قافلہ سیپون شریف، پٹیالہ، حیدرآباد، ڈگری، میرپور خاص، ننڈوالہ، بہار، نواب شاہ، ساگھڑ، نازکانہ اور قریب و جوار کے دیگر شہروں سے بھی اراکین سلسلہ عظیمیہ

نے اتر اوجھاب کے ساتھ شرکت کی۔

شوکت علی، ڈاکٹر مختار، محمد جاوید اور بنسید چشتی حاضرین محفل سے مخاطب تھے۔

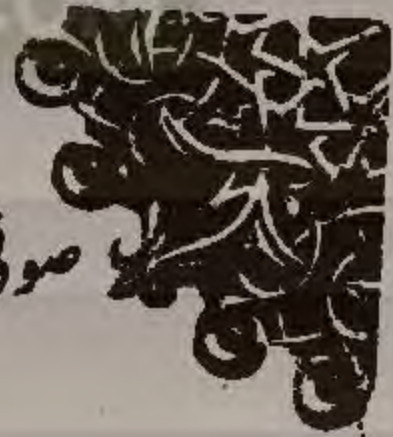
اس زیارت کے لیے مراقبہ ہال ڈگری کے ٹکراں قلام مصطفیٰ اور دیگر اراکین سلسلہ کی جانب سے بہت اچھے انتظامات کیے گئے تھے۔

مراقبہ ہال گلشن شہباز میں امینہ آپا کی جانب سے کراچی کے زائرین کے لیے عشاء کا اہتمام کیا گیا۔



شہ کا، خواتین و حضرات





صوفی بزرگ خواجہ شمس الدین عظیمی کی زیر اداارت

ماہنامہ قلندر شعور کراچی

قلندر شعور

روحانی علوم سے لے کر طبی اور انسانی علموں تک کے لیے اساتذہ و دانشوروں اور خواتین و حضرات کے لیے ہماری ایک اور نئی پیشکش

ایڈیٹر: حکیم سلام عارف عظیمی

ماہنامہ قلندر شعور میں آپ کے خواب، ان کی تعبیر، تجزیہ

اور مشورہ، سائنسی، علمی، ادبی، سماجی، آسمانی علوم

اور Ph.D کے مقالہ جات شائع ہو رہے ہیں۔

تازہ شمارہ منگوانے کے لیے بذریعہ فون یا خط رابطہ کریں۔

فون نمبر: 021-36912020

پتہ: B-54 سیکٹر C-4 سر جانی ٹاؤن، کراچی



Scanned By Amir

رُومانیہ ڈاکٹر

ڈاکٹر وقار یوسف عطی



کچھ ۶ صبح بعد ان کے پیر صاحب نے اپنی اکلوتی طلاق یافتہ بیٹی کا رشتہ میرے شوہر سے طے کر دیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اس پر عمل کریں۔

مجھے اور میری ساس اور سسر کو پیر صاحب کی یہ بات سمجھ نہ آئی۔ شوہر کے بہن بھائی بھی ان کے سخت خلاف ہو گئے۔ اس معاملہ میں سب سے زیادہ میری ساس نے اپنے بیٹے کو تنقید کا نشانہ بنایا اور انہیں دھمکیاں بھی دیں۔ مقصد صرف بیٹے کا دوسری شادی کرنے سے باز رکھنا ہی تھا۔

گھر کے ٹیبلٹ زدہ ماحول میں میری ساس کی طبیعت سخت خراب رہنے لگی۔ کبھی دل پکڑ کر بیٹھ جاتیں تو کبھی جسم پھونسنے لگتا۔ کبھی غشی و کمزوری ہو جاتی۔ ڈاکٹر کو دکھایا تو کوئی خاص بیماری سامنے نہ آئی۔

میرے شوہر نے اپنی ماں سے کہا کہ آپ کی یہ کیفیت میرے ہی صاحب کی مخالفت کا نتیجہ ہیں۔ آپ ان سے رجوع کریں۔ مرنی نیا نہ کرتی کے مصداق

حکم عدولی یا وظیفہ کی رجعت

سوال: میرے شوہر بہت عبادت گزار ہیں۔ وہ بروقت مختلف وظائف اوراد میں مشغول رہتے ہیں۔ انہیں مراقبہ میں کالی مشاہدات ہوتے تھے۔ مختلف لوگوں کے بارے میں انہوں نے کئی باتیں بطور احادیث بیان کیں جن کی ان لوگوں نے تصدیق کی۔ بے شمار لوگ اپنے مسائل کے لیے دعا کروانے ان کے پاس آتے تھے۔

چند سال پہلے میرے شوہر کو ایک صاحب ملے۔ انہوں نے کہا کہ تم مجھ سے بیعت ہو جاؤ تو تمہاری روح نیت کو استحکام مل جائے گا۔ میرے شوہر ان صاحب سے بیعت ہو گئے۔

ان صاحب نے میرے شوہر کو مزید وظائف کرنے کا کہا۔ میرے شوہر کہتے ہیں کہ ان کے ہی صاحب کے دینے ہوئے وظائف سے ان کی روحانی صلاحیتوں میں بہت اضافہ ہوا۔

کی حکم برداری اور بیعت توڑنے کی سزا مل رہی ہے۔

جواب: روحانی سلاسل میں بیعت کا ایک ہر قاعدہ نظام موجود ہے جو قانون اور ضابطوں کے تحت کام کرتا ہے۔ کسی غیر مجاز شخص کے ہاتھ پر بیعت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ آپ کے شوہر نے جن صاحب سے بیعت کی وہ تو خود کسی مجاز ہستی کے ہاتھ پر بیعت نہ تھے۔ وہ دوسروں کی بیعت کرنے کے مجاز ہی نہیں لہذا یہ بیعت ہوئی ہی نہیں۔

میرا خیال ہے کہ آپ کے شوہر کی موجودہ کیفیات کثرت و رد و وظائف کی وجہ سے تھیں۔ وظائف کی رجعت یا زیادتی ہو گئی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ورد و وظائف کسی روحانی استاد کی اجازت و نگرانی میں کرنا چاہیں۔ روحانی استاد اپنے شاگرد کی صلاحیت اور سکت کے مطابق وظائف اور مختلف مشقیں تجویز کرتے تھے۔

بہتر ہو گا کہ اپنے شوہر کو ہر وقت کے وظائف ترک کرنے پر آمادہ کریں۔

انہیں کہیے کہ وہ پانچ وقت نماز پابندی سے قائم کریں اور روزانہ صبح قرآن پاک کی تلاوت کریں۔ اس سے مزید کوئی ورد و وظائف فی الحال نہ کریں۔ اس بات کا خیال رکھیں کہ ان کی نیند سات گھنٹوں سے زیادہ نہ رہے۔

کلر تھراپی کے اصولوں کے مطابق تین شعاعوں میں تیار کردہ ایک ایک پیالی پانی صبح شام شوہر کو پلائیں۔ صبح شام ایک ایک فی اسپون شہد کا استعمال بھی مفید رہے گا۔

انہیں روزانہ یا ہفت میں دو تین بار گھر سے باہر گھمانے بھی لے جایا کریں۔

میری ساس ان ہر صاحب کے پاس گئیں۔ انہوں نے بتایا کہ تم پر تو سخت جادو کروا دیا گیا ہے۔ ان سے حلاق کے لیے کہا تو انہوں نے صاف انکار کر دیا۔

ماں کی حالت دیکھ کر بیٹے کے دل میں بھی نرمی و محبت آئی۔ میرے شوہر نے اپنے ہر صاحب سے اپنی ماں کا علاج کرنے کا کہا تو ہر صاحب نے کہا کہ پہلے میرا حکم مانو..... پھر دیکھتے ہیں.....

میرے شوہر نے کہا کہ میری ماں سخت بیمار تھی آپ پہلے میری ماں کا علاج کریں لیکن شوہر کے ہر صاحب نے سختی سے انکار کر دیا اور کہا کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ شادی تو تمہیں کرنی ہی ہو گئی۔ اس پر میرے شوہر نے ان صاحب سے بیعت توڑ دی۔

بیعت توڑنے کے کچھ عرصہ بعد ہی میری ساس ٹھیک ہونے لگی لیکن اب میرے شوہر اکثر بیمار رہنے لگے۔

میرے شوہر کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کا دماغ سچ میں سے چنچ رہا ہے۔ ان کے سر میں شدید درد رہتا ہے۔ مختلف نوعیت کے جانوروں کی شکلیں انہیں ذرا تکی ہیں۔ شوہر کو محسوس ہوتا ہے کہ ان کے پورے وجود میں آگ بھری ہوئی ہے۔ دو سارا دن ساری رات بے چین رہتے ہیں۔

ان کیفیت کو تین سال ہو گئے ہیں۔ مختلف علاج کر دئے لیکن اتفاقاً نہ ہوا۔ کاروبار بھی ختم ہونے کو آیا ہے۔ تنگ دستی، ذہنی خفت، کا سامنا ہے۔ میرے شوہر پیسے جیسے نہ رہے۔ مجھے کونے دیتے ہیں۔ مغلظات بکتے ہیں۔ لہذا ماں کو بھی لہذا اس حالت کا قصور قرار دیتے ہیں۔

میرے شوہر کا کہنا ہے کہ انہیں اپنے ہر صاحب

عظیمی ریکی سینٹر..... تاثرات

(ذوالفقار احمد.... کراچی)

میری شادی کوچھ۔ ال ہو گئے ہیں۔ اس عرصے میں اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا اور ایک بیٹی سے نوازا۔ میری اہلیہ اپنے بچوں کے بارے میں بہت حساس ہیں، ایک لمحے کے لیے بچوں کو نظروں سے اوجھل ہونے نہیں دیتیں۔ بچوں کے بارے میں شدید حساسیت نے انہیں وہی بنا دیا۔ انہیں ہر وقت یہ خیال دامن گیر رہنے لگا کہ بیٹے اور بیٹی کو جراثیم بیمار نہ کر دیں۔ وہ بچوں کے کپڑے کئی کئی مرتبہ گرم پانی سے دھوئیں تھیں۔ میں نے شروع میں اہلیہ کی حرکات کو نظر انداز کر دیا لیکن شک و سہم اور دوسو سے میں اضافہ دیکھ کر نفسیاتی ڈاکٹر سے علاج بھی کروایا۔ وقتی آرام آیا پھر وہی کیفیات ہو گئیں۔

ایک رشتہ دار کے مشورے پر میں نے عطشی ریکی سینٹر سے رابطہ کیا۔ عطشی ریکی سینٹر میں ریکی کے چند سیشن لینے کے بعد کافی افاقہ محسوس ہو رہا ہے۔

ہے۔ اللہ اللہ کر کے ساتویں مہینے بیٹی کی پیدائش ہوئی تو دو بہت کمزور تھی۔ ساتویں روز اس کا انتقال ہو گیا۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ آپ دونوں فٹ کزن ہیں اس وجہ سے یہ پرائیم بوری ہے۔

میرا ذہن اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو فرق بنائی ہے تو اس کو پروان چڑھنے کے لیے صحت مند اولاد بھی ضرور عطا فرمائے گا۔

آپ مہربانی فرما کر ایسا عمل بتائیں کہ میری بہن کی خود صحت مند اولاد سے بھر جائے۔

جو اب: ڈاکٹری علاج کے ساتھ ساتھ بطور روحانی علاج صبح شام آئیس آئیس مرتبہ سورہ مومنون (23) کی آیت 12 تا 14 تین تین مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر نئی شعاعوں میں تیار کردہ ایک ایک بیانی پانی پر دم کر کے دونوں میاں بیوی پئیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بہت جلد آپ کے شوہر کی کیفیت نارمل ہو جائیں اور وہ اپنی ذمہ داریوں کو ٹھیک طرح ادا کرنے کے قابل ہوں۔ آمین

گود بھر جانے

سوال: پانچ سال پہلے میری بڑی بہن کی شادی میرے بچپنازا سے ہوئی تھی۔ شادی کے دو ماہ بعد ہی بہن کو حمل ظہر گیا تھا لیکن آٹھویں مہینے میں حمل ضائع ہو گیا۔ ایک سال کے بعد وہ سہرا حمل ظہر ا۔ آٹھویں مہینے میں بیٹی پیدا ہوئی جو کہ ایک ہفتہ کے بعد فوت ہوئی۔

ڈاکٹری ہدایت کے مطابق ایک سال احتیاط کے بعد بہن پھر امید سے ہو گئیں لیکن اس کے ساتھ ہی بہن کو شوگر بھی ہوئی۔

ڈاکٹر نے حمل کے دوران بہن کے مختلف ٹیسٹ کئے تو پتا چلا کہ بچے کی دماغ کی گروتھ نہیں ہو رہی

مئی 2015ء

Scanned By Amir

کھیر دے۔ آمین

عشاء کی نماز کے بعد 101 مرتبہ سورہ آل عمران کی آیت 171 تیار رکھیں اور مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر اپنے اوپر دم لریں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں۔ یہ عمل آرم چالیس دن تک جاری رکھیں۔

چھتے پھرتے وضو بے وضو کثرت سے اسم الہی یا حَمِيدٌ يَا وَكِيْلٌ کا ورد کرتے رہا کریں۔

کسی غریب بچہ کی پڑھائی کی ذمہ داری اپنے ذمہ لے لیں اور اس بچہ کی مدد کرتے رہا کریں۔ اللہ کی مخلوق کی مدد کرنا رضائے خداوندی اور سکون کا باعث ہے۔

شیزوفرینیا

سوال: میری شادی کو تین سال ہو گئے ہیں۔ شادی فیروں میں ہوئی ہے۔ میری بیوی شادی سے پہلے شیخہ و فرین کی مریض تھی جس کے ہارے میں ہمیں نہیں بتایا گیا تھا۔ اس وقت طلاق سے وقتی طور پر بہتر ہو گئی تھیں۔

شادی کے پچیس سال بیٹے کی پیدائش کے بعد سے یہ مرض دوبارہ سامنے آیا۔

میری اہلیہ ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کر پاتیں اور گھر کی چیز توڑ پھوڑ کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ ڈائٹری طلاق چل رہی ہے۔ ڈاکٹر کہتے مرض بہت پرانا ہے ٹھیک ہونے میں عرصہ لگے گا۔

وقار عظیمی صاحب... مجھے اپنے نومولود بیٹے کی بھی فکر ہے کہ کہیں غصے میں آکر اس کو کوئی نقصان نہ پہنچا دیں۔ آپ سے التماس ہے کہ کوئی روحانی علاج تجویز فرمادیں۔

بہن کو کہیں دو چھتے پھرتے وضو بے وضو کثرت سے اسم الہی یا خَالِقٌ يَا مُصَوِّرٌ کا ورد کرتی رہا کریں۔

ہر جمعرات کے دن آرم آتمس روپے خیرات کر دیں۔

سب استغاثت صدق کر دیں۔

تمہا اور اداس ہوں

سوال: والد صاحب کے انتقال کے بعد میں نے ان کے کاروبار کو سنبھالا تھا۔ اللہ نے بہت ترقی دی۔ آج اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں جو چاہتا ہوں میرے سامنے حاضر ہو جاتا ہے لیکن اس کے باوجود میں اپنے آپ کو تباہ محسوس کرتا ہوں اور اداس رہتا ہوں۔ مختلف بیماریوں میں لوٹ ایک دوسرے سے محو مشغول رہتا ہوں اور میں ایک کونے میں سم بیٹھ رہتا ہوں جبکہ میں اپنے کاروبار میں بہترین فیصلوں کی وجہ سے چاہنا بچھانا جاتا ہوں۔

گھر میں بھی اپنے آپ کو تباہ محسوس کرتا ہوں۔ والد صاحب نے میری حالت دیکھ کر کہا کہ آپ کا دل میری شادی کو قرار دینا۔

والد صاحب نے کہا میں نے تیرے لیے سنی نونیاں پسند کر رکھی ہیں۔

واحد کے بار بار صبر پر میں نے ایک لڑکی پسند کر لی ہے لیکن سوچتا ہوں شادی کے بعد بھی آخر میرے اندر سے تباہی پسندی اور اداسی نہ مٹی تو کیا ہوگا۔

جواب: دعا ہے کہ آپ کو ایسی اچھی بیوی ملے جو اپنی محبت، اخلاص اور ذہنی ہم آہنگی کے ذریعہ آپ کی زندگی میں ہر طرف خوشیاں

تعمیراتی کام

جواب: بالآخری ملائی کے ساتھ ساتھ صبح شام
اکتالیس مرتبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر ایک
ایک نمین اسپون شہد پر دم کر کے اہلہ کو پلائیں۔
یہ عمل آرم از م دو یا تین وقت جاری رکھیں۔
شام کے وقت پانچ مرتبہ سورہ فلق پڑھ کر پانی پر
دم کر کے پلائیں۔

ایک چھوٹے سے سفید کاغذ پر بیٹے پوائنٹ سے
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھ کر تمغہ بنا لیں
اور دم جا کر کے نیچے پیزے میں پی کر بیگم کے گٹھے
میں پہنا دیں۔

اپنی اہلیہ سے کہیں کہ دو کشت سے اماء الہی یٰنا
سچی یا قیوم کا ورد کرتی رہا کریں۔

بہری صحت

۴۲۶۶۶

سوال: میری تین ذیلیاں اور ایک بیٹا ہے۔ جہا
جنوں سے بڑا ہے۔ میرے شوہر ملازمت کے سبب
میں بیرون ملک رہتے ہیں۔

ایک سال پہلے ہم نے غم شگفت کیا تھا۔ یہاں بیٹے
کی کچھ خراب لڑکوں سے دوستی ہوئی ہے۔ میں نے
دو تین مرتبہ بیٹے کو سمجھا یا بھیجے لیکن اس سے میری
بات نہیں مانی۔ چھو عرصے بعد ہمارے گھر سے قیمتی
چیزیں اور رقم غائب ہوئے تھی۔ ایک دن پھوٹی بہن
نے بھائی کو الماری سے پیسے نکالتے ہوئے دیکھا تو ہمیں
پتہ چلا کہ گھر سے رقم ہون غائب کر رہا ہے۔

بیٹے کی اس حرکت کا مجھے بہت صدمہ ہوا۔ میں
نے سنتی سے بات کی تو وہ بدتمیزی پر اتر آیا

اور انکار کرتے ہوئے غصہ میں گھر سے باہر چلا گیا۔
میں نے اب قیمتی چیزوں اور رقم کو تجوری میں
رہنا شروع کر دیا۔ مجھے فکر ہے کہ اس طرح میرا بیٹا گھر
میں تو چوری نہ کر سکے گا لیکن اگر اس نے باہر آئیں
چوری کر لی اور پھاڑا کیا تو کیا ہو گا۔

مجھے معلوم چلا ہے کہ اس کے نئے دوست دکانوں
سے چوریوں کرتے ہیں۔ ان لڑکوں کے خراب عورتوں
سے تعلقات بھی ہیں۔

کوئی وظیفہ بتائیں کہ میرے بیٹے کو بڑی صحبت
سے نجات ملے۔

جواب: اپنے شوہر کو گھر کی تمام باتوں سے آگاہ
رکھا کریں۔ آپ کے شوہر کو بھی اپنے سب بچوں سے
رابطہ رکھنا چاہیے خصوصاً اس بیٹے کے ساتھ ان کا
مستقل رابطہ نہایت ضروری ہے۔

رات سوئے سے قبل ایس مرتبہ سورہ بقرہ (2)
کی آیت نمبر 168 کا آخری حصہ اور 169 کی

پوری آیت

وَلَا تَسْبَحُواْ خَطَايَا الشَّيْطَانِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ
مُّبِينٌ (1) اِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوْءِ وَالْفَحْشَاۗءِ
وَاَنْ تَقُوْا عَلٰی اللّٰهِ مَا لَا تَعْمَلُوْنَ (2)

گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر اپنے
بیٹے کا تصور کر کے دم کر دیں اور بڑی عزت و برتری
صحبت سے نجات کی دعا کریں۔ یہ عمل آرم از م چالیس
روز تک یا نوے روز تک جاری رکھیں۔

بند جگہ کا خوف

۴۲۶۶۶

سوال: میری عمر پینتالیس سال ہے۔ میرے
چھ بچے ہیں۔ آخری بچے کی پیدائش آپریشن سے ہوئی

سے ہی دونوں بیٹنیں آپس میں مخالفانہ رویہ رکھتی تھیں۔ میرے مانا اور نانی نے اس موقع پر کہ دونوں بہنوں میں باہم محبت و سلوک ہو جائے ہم دونوں کی شادی کروا دی۔

شادی کے چند ماہ تو دونوں بہنوں میں بہت محبت رہی۔ ایک دوسرے کا لحاظ رکھا لیکن اب پھر پرانے والی ڈگر پر آئیں۔ میرے دادا نے میرے شوہر اور مجھ سے کہا کہ اگر یہ بیٹنیں دوبارہ سے لڑائی جھگڑت میں پڑ جائیں تو تم دونوں خود دو دن جھگڑوں سے الگ رہنا لیکن میرے شوہر نے تھوڑے عرصہ بعد ہی وہی کیا جو اس کی ماں نے کہا جبکہ میں نے وہ نہ کیا جو میری ماں نے کہا۔

اب میرے شوہر نے اپنی ماں کے کہنے پر میرے پاس جاتے جاتے پر پابندی مائدہ کر دی ہے۔ وہ میری ماں کو بھی مجھ سے ملنے نہیں دیتے۔ میرے شوہر اور ماں کا تہنا ہے کہ ماں سے نہیں مانا ورنہ تمہیں قدامت کر دیں گے۔

میری ماں نے اپنی چھوٹی بہن سے معافی بھی مانگی لیکن میری ساس یعنی خالہ رضیہ منہ نہیں ہوتی۔ چھ ماہ ہو گئے ہیں مجھے اپنی ماں سے ملنے ہوئے۔

جواب: رات سونے سے پہلے آپس مرتبہ سو رہیں یا رات سونے سے پہلے آپس مرتبہ سو رہیں اور رات سونے سے پہلے آپس مرتبہ سو رہیں اور رات سونے سے پہلے آپس مرتبہ سو رہیں۔

یہ عمل کم از کم ایک ماہ تک جاری رکھیں۔

مکان پر مستغلی عمل

www.paksociety.com

سوال: میری والدہ اور میری خالہ میں کبھی نہ بنی۔

www.paksociety.com

تھی۔ اس کے بعد سے مجھے بند جگہ سے خوف آنے لگا ہے۔ دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوتا ہے اور میں فوراً کھلی جگہ کی طرف بھاگتی ہوں۔

سفر کے دوران کھڑکی کے پاس بیٹھتی ہوں۔ کسی کے گھر جاتی ہوں تو ان کے گھر میں دروازے کے پاس بیٹھتی ہوں۔ کچھ عرصہ بعد میرے شوہر مجھے گھر سے پرلے جا رہے ہیں۔ میں بند جگہ پر زیادہ دیر نہیں رہ سکتی اس لیے ہوائی جہاز میں سفر کا سوچ کر ہی مجھے بہت زیادہ گھبراہٹ ہونے لگی ہے۔

مجھے مکہ مدینہ جانے کی بہت تڑپ ہے لیکن یہ کروں۔ سمجھ نہیں آتا کہ انکار کروں یا پھر چلی جاؤں۔

جواب: عشاء کی نماز کے بعد آگے میں مرتبہ سورہ (22) کی آیت نمبر 65 پڑھ کر اور مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں۔ یہ عمل کم از کم چالیس روز تک جاری رکھیں۔

رات سونے سے پہلے درود شریف سو مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیں۔

جب روانگی کا وقت ہو تو جہاز میں سوار ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے اسم یا رافع کا ورد شروع کر دیں۔

یا رافع کا ورد جہاز میں بھی کرتی رہیں۔

ماں سے نہیں ملنا اور نہ...

سوال: میری شادی خالہ زاد سے ہوئی ہے۔ ہم دونوں پڑھے لکھے ہیں اور سلیجے ذہن کے ہیں لیکن ہم دونوں کی ماؤں کی چوچکس نے ہم دونوں میاں بیوی میں

دور سے پیدا کر دی ہے۔

میری والدہ اور میری خالہ میں کبھی نہ بنی۔

ہے۔ اب مکان بیچنے کی بات کی لیکن کوئی کم قیمت میں بھی گاہک نہیں مل رہا۔

ڈاکٹر وقار عظیمی صاحب! اس مکان کے پرانے مالک نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ آپ بتائیں کہ اب ہم کیا کریں۔

جواب: قرآن پاک کی سورۃ الزلزال (94) ایک سفید کاغذ پر سیاہ روشنائی سے نکلوا کر یا پرنٹ نکلوا کر فریم کروالیں یا پلاسٹک کوٹنگ کروالیں اور اسے مکان کے دروازے کی دیوار پر کسی بلند جگہ پر آویزاں کریں۔ یہ فریم ایسی جگہ آویزاں کیا جائے جہاں آتے جاتے اس پر نظر پڑتی رہے۔

عصر مغرب کے درمیان آئیں مرتبہ
 اَعُوذُ بِاللّٰهِ التَّامَّةِ . مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ .
 وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ .
 اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَارِزُهَا مِنْ يَمِينٍ وَلَا شِمَالٍ
 لَآ فَا جِرَ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ
 وَمَا بَرَأَ اَوْ ذَرَأَ مِنْ شَيْءٍ مَّا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ
 وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِعُ فِيهَا
 مِنْ شَرِّ يَدْخُلُ فِي الْاَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا
 يَخْرُجُ فِيهَا وَمِنْ شَرِّ قَبْرِ النَّيْلِ وَالنَّهَارِ
 وَمِنْ شَرِّ طَوَارِقِ النَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ
 بِخَيْرٍ يَا رَحْمَنُ

سات سات مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر پانی پر دم کر دیں اور مکان کے چاروں اطراف میں بھی دم کریں۔ یہ دم کیا ہوا پانی مختلف کمروں میں اور مکان کے چاروں کونوں میں چھڑک دیں۔ یہ عمل کم از کم چالیس روز تک جاری رکھیں۔

مکان میں کم از کم گیارہ دن تک ایک وقت مقررہ

پاکستان واپس آئے۔ میں اپنے بچوں اور شوہر کے ہمراہ کچھ عرصہ اپنی والدہ کے پاس رہی۔ میرے شوہر نے یہاں ایک پوٹس نلائے میں مکان خریدا اور ہم وہاں شفٹ ہو گئے۔ اس نئے مکان میں شفٹ ہوئے ابھی تین ماہ ہی گزرے تھے کہ شام کے وقت طبیعت اور ماحول میں عجیب سا تناؤ، محض محسوس ہونے لگا۔

اس کے چند دن بعد صبح کے تمام افراد کے سر میں شام کے وقت درد ہونے لگا۔ اکثر ڈرائنگ روم و کاسن روم میں بڑے بڑے بالوں کے کچھے ہوا میں اڑتے ہوئے نظر آتے تھے۔ کبھی کبھی کسی سڑے ہوئے گوشت کی ناقابل برداشت بو محسوس ہوتی ہے۔

میرے شوہر جو بہت نرم مزاج، تحمل و بردبار تھے بہت غصہ کرنے لگے تھے۔ بچوں پر کبھی ہاتھ نہ اٹھانے والا باپ اب اکثر بچوں کو مارنے لگے۔

مجھ سے بھی آئے دن ٹکراؤ، بحث، لڑائی کرنے لگے تھے۔ کبھی کبھی تمہیں بھی مار دیتے ہیں۔

دو کہتے ہیں ایسا بیویوں سے ہوتا ہے میں نہیں جانتا لیکن بس تمہیں اور بچوں کو دیکھا ہوں تو خود پر قابو نہیں رکھ پاتا۔ غصے سے بے قابو ہو جاتا ہوں جبکہ آفس میں تم اور بچے بہت یاد آتے تھے۔

مجھے بھی ڈراؤ نے خواب آنے لگے تھے۔ میرے شوہر نے دو تین لوگوں کو لاکر مکان دکھایا تو سب نے کہا کہ اس زمین پر سفلی عمل کرایا گیا ہے۔ ایک صاحب نے بتایا کہ یہ سفلی عمل آج سے پندرہ سال پہلے کیا گیا ہے اور مزید پندرہ سال تک اس کے اثرات رہیں گے۔ بہتر ہے کہ آپ یہ مکان چھوڑ دیں۔

میرے شوہر نے مہنگے داموں میں یہ مکان خریدا

یہ عمل تم از تم چالیس روز تک جاری رکھیں۔ ماخذ
کے دن شمار کرنے بعد میں پورے کریں۔
حسب استطاعت صدقہ کر دیں۔

پانچ بھائیوں کی اکلوتی بہن

سوال: میری بیٹی کی عمر آٹھ بیس سال ہوتی
ہے۔ وہ پانچ بھائیوں کی اکلوتی بہن ہے۔ ماشاء اللہ
خوبصورت اور امور خانہ داری میں ماہر ہے۔ اس کا رشتہ
ابھی تک طے نہیں ہوا۔

شروع میں چند رشتے آئے تھے۔ ایک رشتہ تو
بھائیوں نے منع کر دیا تھا۔ دوسرا رشتہ لڑکے والوں نے
یہ کہہ کر منع کر دیا کہ ہمیں چھوٹی فیملی میں
شادی کرنی ہے۔

اس کے بعد سے آج تک کوئی رشتہ نہیں آیا۔ میں
ماں ہوں بیٹی کے جذبات سمجھتی ہوں لیکن کچھ
کر نہیں سکتی۔

دو تین چائے والیوں نے کہا کہ ایسا لگتا ہے کہ آپ
کی بیٹی کی شادی میں بندش ہے جب ہی ابھی تک کوئی
سبب نہیں بن رہا ہے۔ مجھے ان باتوں پر اعتبار
نہیں ہے۔ مجھے اللہ کی ذات پر بھروسہ ہے وہی میری
مدد کرنے والا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ کوئی دعا
بتائیں کہ میری بیٹی کی شادی جلد از جلد ہو جائے اور
وہ خوش رہے۔

جواب: آپ ہر نماز کے بعد آیتس مرتبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يٰۤاَحٰقِیْظُ یَا وَكِيْلُ یَا رَقِیْبُ یَا اللّٰهُ

وَصَلِّ اللّٰهُ عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهٖ

مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ (۱)

پر پابندی کے ساتھ لوہان کی دھوئی دی جائے۔
سب گھر والوں کو صبح اور شام کے وقت ایک ایک
فیمل اسپون شہد پینے کے لیے کہیں۔ کھانوں میں نمک
کا استعمال تم سے تم رکھیں۔

سب گھر والے وضو بے وضو کثرت سے یا اھوین
یا حافیظ یا سلازم کا ورد کرتے رہیں۔
حسب استطاعت صدقہ کرتے رہیں۔

رشتے تو آتے ہیں، بات نہیں بنتی

سوال: میری عمر ستائیس سال ہے۔ میں
پرائیویٹ ادارے میں اعلیٰ عہدہ پر کام کرتی ہوں۔
میرے رشتے تو بہت آتے ہیں لیکن بات نہیں
بنتی۔ کبھی لڑکے والوں کی طرف سے منع ہو جاتا ہے
تو کبھی ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔

شادی میں تاخیر کی وجہ سے میری والدہ اور میں
خود بھی ڈپریشن میں رہنے لگی ہوں۔ اکثر آفس کے
معاملات ڈسٹرب ہو جاتے ہیں۔

آخر کیا وجہ ہے کہ درجنوں رشتے آنے کے باوجود
بات کچی نہیں ہوتی۔ میں جتن سوجتی ہوں میرا ذہن اتنا
تکلیج جاتا ہے۔ اب تو میں نے شادی نہ کرنے کا فیصلہ
کر لیا ہے لیکن والدہ کے اصرار پر لڑکے والوں کے
سامنے جانا پڑتا ہے۔

جواب: عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد کچھ دیر
جاہ نماز پر بیٹھ کر درود شریف کا ورد کرتی رہیں۔ اس کے
بعد چند منٹ تک جاہ نماز پر خاموش بیٹھی رہیں۔ کچھ دیر
بعد ایک سو ایک مرتبہ سورہ المؤمن (40) کی آیت
نمبر 55 گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر
اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔



فرمائے اور مہربانی فرما کر مجھے کوئی ورد یا اسم بتائیں۔
 جواب: اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو اپنے
 مقصد میں کامیابی کے لیے سہولت اور خیر و
 عافیت عطا ہو۔

عشاء کی نماز کے بعد 101 مرتبہ سورہ طلاق 65 کی
 آیت نمبر 2 کا آخری حصہ اور تیسری آیت
 وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ
 مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ
 فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ
 اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا

کمزورہ تیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر
 دعا کریں۔ یہ عمل تم ازم چالیس روز تک
 جاری رکھیں۔

رات سوئے سے پہلے 101 مرتبہ درود شریف
 پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیں۔

چلتے پھرتے وضو وضو کثرت سے امانے البیہ
 یا حی یا قیوم کا ورد کرتے رہا کریں۔

ہم سب ہی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔
 پڑھائی سے بے زاری

☆ ☆ ☆

سوال: میرا بیٹا جس کی عمر تیرہ سال ہے۔ پانچویں
 جماعت میں پڑھتا ہے۔ کچھ عرصہ سے اس کا رجحان
 پڑھائی کی طرف سے کم ہو گیا ہے۔ پڑھنے بیٹھتا ہے
 تو ب دلی کے ساتھ۔ پڑھائی کے دوران بھی اس کا ذہن
 دوسرے کاموں کی طرف مشغول رہتا ہے۔

جواب: صبح شام اکیس اکیس مرتبہ
 اللَّهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا حِكْمَتَكَ وَانْشُرْ
 عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ يَا قُوَّ الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

سات سات مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر
 دعا کریں۔ یہ عمل چالیس روز تک جاری رکھیں۔

بچی شام کے وقت پانچ مرتبہ سورہ فلق پڑھ کر پانی
 پر دم کر کے پی لیں یا آپ پڑھ کر دم کر کے پلا دیں۔

یہ عمل ایک ماہ تک جاری رکھیں۔
 حسب استطاعت صدقہ کرتی رہیں۔

اعلیٰ تعلیم کی خواہش لیکن۔۔۔

☆☆☆

سوال: میں چھ سال کا تھا جب میرے والد
 صاحب کا انتقال ہوا تھا۔ میری پرورش تحصیل میں ہوئی
 ہے۔ مومن نے اسکول میں داخل کروا دیا تھا۔ اسکول
 میں جب بچے اپنے ابو کے ساتھ آتے تھے تو میں انہیں
 دیکھ کر اس بوچھا تھا کہ کاش میرے ابو ہوتے تو وہ
 بھی مجھے اپنے ساتھ اسکول لے کر آتے۔

اس کی ان کیفیات میں میری تعلیم جاری رہی
 اور میں نے اسے گریڈ سے میٹرک کر لیا۔

و قار انکل! میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔
 میری خواہش ہے کہ میں کینیکل انجینئر بنوں۔ شاید اس

ظرف میں اپنی محرومیوں کا ازالہ کر سکوں۔ ماموں کے
 معاشی حالات اتنے اچھے نہیں ہیں کہ میں اپنی اعلیٰ تعلیم

جاری رکھ سکوں۔

فی الخال تعلیم کے حصول کے لیے مالی دشواریوں کا
 سامنا ہے۔ میری والدہ ایک اسکول میں جاب کرتی ہیں

اس سے اعلیٰ تنفسی اخراجات کا پورا ہونا ممکن نہیں
 ہے۔ میں اپنے مستقبل سے بہت باہوس

ہو تا جا رہا ہوں۔

آپ سے خصوصی طور پر دعا کی درخواست ہے کہ
 اللہ تعالیٰ مجھے میرے مقصد میں کامیابی و کامرانی عطا

سورہ بقرہ (2) کی آیت نمبر 115 گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر والد صاحب کے مزاج میں شفقت و نرمی غالب آنے کی دعا کریں۔ تین ماہ تک یہ عمل جاری رکھیں۔

والد سے کہیں کہ صبح نہار منہ اسیس مرتبہ سورہ الفرقان (25) کی آیت نمبر 63 تین تین مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر پانی یا دودھ پر دم کر کے پلائیں۔

یہ عمل آزم ایک ماہ تک جاری رکھیں۔ آپ کی والدہ محترمہ چلتے پھرتے وضو بے وضو کثرت سے یار و زلف یار حبیذ کا ورد کرتی رہیں۔

ڈاکٹر سے رجوع کریں

سوال: میری عمر اٹھاون سال ہے۔ چند مہینوں سے مجھے رات کے وقت اچانک گھبراہٹ ہونے لگتی ہے۔ ہاتھ پاؤں سے جان تلکنے لگتی ہے اور دل کے مقام پر عجیب بوجھ سا محسوس ہوتا ہے۔

کسی صاحب علم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مجھ پر تعویذ کئے گئے ہیں اور کسی ایسے آدمی نے کرائے ہیں جس کا نام الف، عین، کاف، یا ف سے آتا ہے۔ میرے گھر میں اور خانہ ان میں ان حروف کے دو افراد ہیں اور دودھ نول میں میرے بہت مخالف ہیں۔

پہلے تو مجھے اس بات پر یقین نہیں آیا مگر اب یہ بات سچی لگتی ہے۔

جواب: میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو بتائی جانے والی بات بالکل غلط ہے۔ آپ پر کوئی تعویذ نہیں کروائے گئے۔ آپ کی علامات طبی نوعیت کی ہیں۔

آپ فوری طور پر ڈاکٹر سے رجوع کریں۔ ممکن

تین تین مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر ایک ایک چمچ شہد پر دم کر کے پلائیں اور اپنے بیٹے کے اوپر بھی دم کر دیں اور پڑھائی میں یسوی اور دل لگنے کے لیے دعا کریں۔ یہ عمل ایک ماہ تک جاری رکھیں۔

والد سخت مزاج ہیں۔

سوال: میرے والد صاحب پورے خاندان میں سخت مزاج مشہور ہیں۔ گھر میں والد صاحب کی موجودگی میں ہم بہن بھائی سب سے ہونے اور کسی کوٹنے میں دیکھے رہتے ہیں۔

والد صاحب اکثر رشتہ داروں سے یہ بات بڑے فخر سے بیان کرتے ہیں کہ میں جب گھر میں ہوتا ہوں تو پورے گھر میں سنانا چھا جاتا ہے۔

گھر کے کسی فرد میں اتنی جرأت نہیں کہ وہ والد صاحب کی موجودگی میں اونچی آواز میں بات کر لے۔ والد صاحب گھر میں نہ ہوں تو ہم خوب ادھم بچاتے ہیں۔ ہم جب اپنے بچاؤ و ماموں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ پیار و محبت سے باتیں کرتے ہیں، ان کو باہر گھومانے لے جاتے ہیں تو ہمیں بہت کمی کا احساس ہوتا ہے۔ کبھی بیماری واقعہ نے والد کے سخت لہجے پر اعتراض کیا تو انہیں بھی سخت رویے کا سامنا کرنا۔

ہمارے والد ہم راہ طبع کا خیال رکھتے ہیں۔ آج تک کسی چیز کی کمی نہیں آنے دی۔ گاڑی کے ساتھ ڈرائیور بھی دے رکھا ہے۔ تعلیم کے جتنے بھی اخراجات ہیں وہ کھلے دل سے کرتے ہیں۔ باہر گھومنے پھرنے پر بھی کوئی پابندی نہیں ہے مگر گھر میں ان سے سخت رویوں کی وجہ سے ہمیں سخت ذہنی دباؤ رہتا ہے۔

جواب: رات سونے سے پہلے آتا میں مرتبہ

تعلیم و تہذیب

مار کر شمال رخ بیٹھ جائیں۔ جب سینہ سانس سے بھر جائے تو یہ تصور کریں کہ نیلا رنگ جسم میں جذب ہوا ہے پھر آہستہ آہستہ سانس باہر نکال دیں۔

یہ عمل پہلے دن 7 بار سے شروع کریں پھر بتدریج 21 مرتبہ تک لے جائیں۔

اس کے علاوہ کلر تھراپی کے اصولوں کے مطابق نیلے رنگ کی شعاعوں میں تیار کردہ پانی صبح دوپہر شام ایک ایک کپ پی لیں۔

پودے پھول شعور کھتے ہیں

سوال: ڈاکٹر صاحب! میرے ایک دوست کو

پھول پھلوری کا بہت شوق ہے۔ اس کے گھر میں ہر طرف مختلف قسم کے درخت اور پودے موجود ہیں۔ میرے دوست کا کہنا ہے کہ پودوں کو بھی سخت قسم کی نظر آتی ہے۔ میں اس کی اس بات سے متفق نہیں۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا واقعی پودے بھی کسی کی نظر بد سے متاثر ہو سکتے ہیں۔

جواب: نظر بد سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ نظر بد سے انسان، پالنے والے جانور، پرندے، پودے، پھل دار درخت، لہلہائی فصلیں بھی متاثر ہو سکتی ہیں لیکن ایسا اکثر نہیں ہوتا۔

اللہ کی ہر تخلیق جن میں حیوانات، نباتات، جمادات اور دیگر مخلوقات شامل ہیں، شعور رکھتی ہیں۔ درخت اور پودے آپس میں تہا دارہ خیال بھی کرتے ہیں۔

درختوں، پودوں کی دیکھ بھال کرنا اللہ کی مخلوق کی خدمت کے زمرے میں شمار ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص ان مخلوق کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہے تو وہ

ہے کہ وہ آپ کا ائی۔ سی۔ سی۔ بھی کروائیں۔ ڈاکٹر کے مشورے پر پابندی سے عمل کریں۔

صبح شام ایک ایک فیملی اسپون شہد ایس مرتبہ سورہ آل عمران کی آیت نمبر 2 تین تین مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر دم کر کے نہیں۔

اس کے علاوہ کلر تھراپی کے اصولوں پر تیار کردہ نارنجی شعاعوں کا پانی کھانے سے پہلے، زرد شعاعوں کا پانی کھانے کے بعد درود اوشن پئیس۔

گھاؤں میں دو ماہ تک چلتائی کی جگہ روغن زیتون استعمال کریں۔ ہر جمعہ کے دن ایک آدمی کو کھانا کھلائیں۔

خاندان کے جن لوگوں کے بارے میں آپ کے دل میں شکوک شبہات پیدا ہوئے ہیں وہ قطعی بے بنیاد ہیں۔ اس پر گمانی پر آپ کو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا چاہئے۔

مراقبہ سے علاج

سوال: چند مہینوں سے میرے دماغ پر عجیب قسم کا ہواؤ رہنے لگا ہے۔ اگر کوئی تیز آواز میں بات کرتا ہے تو برداشت سے باہر ہونے لگتا ہوں اور مجھے غصہ آجاتا ہے۔ دماغ پر دباؤ کی وجہ سے کام خمیہ سے نہیں کیا جاتا اور جلد ہی طبیعت آنتا جاتی ہے۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ دن میں جو چہرہ کرتا ہوں رات کو اسی کے متعلق خواب آتے ہیں۔ خواب میں بھی دماغ پر دباؤ محسوس ہوتا ہے۔

برائے کر ہم مراقبہ تھراپی کے اصولوں کے مطابق میرے مسئلہ کا کوئی حل تجویز کریں۔

جواب: روزانہ صبح سویرن بچنے سے پہلے اتنی پانی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو ایبل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
- ✦ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✦ ایڈفری لنکس، لنکس کو میسجے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety

....مختصر مختصر....

معاشی خوشحالی

محمد عالم۔ عائشہ۔ فخر۔ رشنا نہ زہبت

جواب: عشاء کی نماز کے بعد 101 مرتبہ سورہ

آل عمران کی آیت 37 کا آخری حصہ

إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (

تیارہ تیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر کچھ دیر

آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائیں اور یہ تصور کریں کہ اللہ پاک

آپ کے بہت قریب ہیں۔ یہ احساس چاہے کس قدر ہلکا

ہی کیوں نہ ہو پیدا ہو جائے تو سجدہ میں جائز ٹھٹھا کر لوینی

پریشائیاں اللہ تعالیٰ کے حضور بیان کریں۔

یہ عمل پانیس روز تک پابندی سے کریں۔ خواتین

ناغہ کے دن شمار کر کے بعد میں پورے کریں۔

غصہ سے نجات

مقصود: صائمہ۔ درساں۔ روشن۔

جواب: عشاء کی نماز کے بعد 101 مرتبہ

يَا رُؤُفُ

تیارہ تیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ اس کا ورد

کریں۔ یہ عمل چالیس روز تک جاری رکھیں۔



روحانی فون سروس

گھر بیٹھے فوری مشورہ کے لئے

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کی

روحانی فون سروس

کراچی 021-36688931, 021-36685469

اوقات: پیر تا جمعہ شام 5 سے 8 بجے تک

www.paksociety.com

ایسے لوگوں سے خوش ہوتے ہیں۔ ایسے حسن سوک
کرنے والے افراد اور ان درختوں پودوں کے درمیان
نظر نانا آنے والا دوست کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے۔

پودوں کے ساتھ خوشگوار انداز میں باتیں کی
جائے اور انہیں یہ باور کرایا جائے کہ آپ ان کا بہت
زیادہ خیال رکھتے رہیں گے۔ ان تسلی بخش باتوں کا اچھا
اثر قبول کرتے ہوئے پودوں کی نشوونما، خوبصورتی
و نگر میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

ضدی شوہر اور بیٹے کا مستقبل

سوال: میرا بیٹا بیرون ملک پڑھائی کے لیے جاتا
چلتا ہے۔ وہ قلم بھی ہے اور ذہین بھی لیکن میرے
شوہر کو بچانے کس بات کی ضد ہے کہ وہ راضی نہیں
ہوتے جانا کہ ہمارے پاس بیٹوں کی کوئی
کمی نہیں ہے۔

میرے بیٹے نے کئی مہلوں کی یونیورسٹیوں میں
اپلائی کیا ہوا تھا۔ اب ایک یونیورسٹی سے جواب آیا
ہے۔ میں نے جب اس کا اپنے شوہر کو بتایا تو انہوں نے
سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور کہنے لگے کہ یہ سب تمہارا
سیکھایا ہوا ہے۔

باپ کے انکار پر بیٹا بہت اپ سیٹ ہو گیا۔ کوئی
وظیفہ بتائیں کہ میرے شوہر اپنی ضد چھوڑ دیں۔

رات سوئے سے پہلے ایک سوایف مرتبہ سورہ
انعام (6) کی آیت نمبر 54 گیارہ تیارہ مرتبہ درود
شریف کے ساتھ پڑھ کر اپنے شوہر کا تصور کر کے دم
گردیں اور اللہ سے دعا کریں۔ یہ عمل کم از کم چالیس
روز تک جاری رکھیں۔ ناغہ کے دن شمار کر کے بعد میں
پورے کریں۔